اکائی 3

معلقہ امرؤ القیس

3.1 مقصد

3.2 تمہید

3.3 معلقہ کے ابتدائی بیس اشعار

3.4 امرؤالقیس - حیات وشاعری

3.5 معلقہ کا ترجمہ

3.6 لغوی تحقیق

3.7 اشعار کی تشریح

3.8 معلومات کی جانچ

3.9 خلاصہ

3.10 نمونے کے امتحانی سوالات

3.11 فرہنگ

3.12 سفارش کردہ کتابیں

3.1

مقصد

اس اکائی کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو قدیم عربی ادب کے ایک اہم شاعر امرؤالقیس کے بارے میں معلومات فراہم کی جائیں، جن کا شمار زمانہ جاہلیت کے نامور شعراء میں ہوتا ہے۔ جب بھی اس زمانہ کے مشہور اور قادرالکلام شعراء کا ذکر آتا ہے تو امرؤالقیس کا نام سرفہرست ہوتا ہے۔ اس اکائی میں امرؤالقیس کے معلقہ میں سے ابتدائی بیس (۲۰) اشعار کو پیش کیا گیا ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ امرؤالقیس کی سوانح حیات، ان کی شاعری، ان کی شعری خصوصیات اور عربوں کی بدوی زندگی کو تفصیل کے ساتھ جان سکیں گے۔

3.2

تمہید

امرؤالقیس جاہلی زمانہ کی شاعری کا بہت بڑا نام ہے۔ اس کی شاعری کو تمام جاہلی شعراء کی شاعری پر فوقیت دی گئی ہے۔ اسے زمانہ جاہلیت کا ایک نابغۂ روزگار شاعر تسلیم کیا گیا ہے۔ کیوں کہ اس کی شاعری میں الفاظ کی شوکت، مشکل الفاظ کی کثرت، اشعار کی عمدہ بندش اور حسن تشبیہ پائی جاتی ہے۔ اس کے اشعار میں جو استعارے اور کنائے استعمال کیے گئے ہیں۔ اس سے پہلے کے شاعروں کے کلام میں وہ مفقود ہیں اور بعد میں آنے والے شعراء اس سلسلے میں اس کے متبع ہیں، مسلسل سفروں، خطروں کے مقابلوں اور مختلف معاشرہ کے افراد سے ملنے کی وجہ سے امرؤالقیس کے دماغ میں نئے نئے معانی اور انوکھے مضامین آئے۔ اس نے محبوب کے کھنڈروں پر کھڑے ہونے اور ان پر رونے کی رسم سے دوسرے شاعروں کو روشناس کرایا۔ عورتوں کو ہرنیوں اور نیل گایوں سے تشبیہ دی اور گورے رنگ کو شتر مرغ کے انڈوں کے مشابہ قرار دیا۔ وہ موروثی طور پر بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ شاعری میں بھی بے تاج بادشاہ تھا۔

3.3

معلقہ کے ابتدائی بیس (۲۰) اشعار

۱ قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرَى حَبِيْبٍ وَّ مَنْزِلِ
بِسِقْطِ اللِّوىٰ بَيْنَ الدَّخُولِ فَحَوْمَلِ

۲ فَتُوْضِحَ فَالْمُقْرَاةِ لَمْ يَعْفُ رَسْمُهَا
لِمَا نَسَجَتْهَا مِنْ جَنُوبٍ وَّشَمْأَلِ

۳ تَرَى بَعَرَ الآرَامِ فِيْ عَرَصَاتِهَا
وقِيْعَانِهَا كَأَنَّهُ حَبُّ فِلْفِلِ

۴ كَأَنِّيْ غَدَاةَ البَيْنِ يَوْمَ تَحَمَّلُوْا
لَدَى سَمُرَاتِ الحَيِّ نَاقِفُ حَنْظَلِ

۵ وُقُوفاً بِهَا صَحْبِيْ عَلَيَّ مَطِيَّهُمْ
يَقُوْلُوْنَ لَاتَهْلِكْ أسًى وتَجَمَّلِ

۶ وإنَّ شِفَائِيْ عَبْرَةٌ مُهَرَاقَةٌ
فَهَلْ عِنْدَ رَسْمٍ دَارِسٍ مِنْ مُعَوَّلِ

۷ كَدَأْبِكِ مِنْ أمِّ الحُوَيْرِثِ قَبْلَهَا
وجَارَتِهَا أمِّ الرَّبَابِ بِمَأْسَلِ

۸ إذَا قَامَتَا تَضَوَّعَ المِسْكُ مِنْهُمَا
نسيمَ الصَّبَا جاءتْ بِرَيَّا القَرَنْفُلِ

۹ فَفَاضَتْ دُمُوعُ العَيْنِ مِنِّي صَبَابَةً
عَلَى النَّحْرِ حَتَّى بَلَّ دَمْعِيْ مِحْمَلِيْ

۱۰ ألَا رُبَّ يَوْمٍ كَانَ مِنْهُنَّ صَالِحٍ
وَلَا سِيِّمَا يَوْمٍ بِدَارَةِ جُلْجُلِ

١١ ويومَ عقرتُ لِلْعذارىٰ مَطِيَّتِي
فَيَا عَجباً مِنْ كُورِهَا الْمُتَحَمَّلِ

١٢ فظلَّ العذارىٰ يرتَمين بِلَحْمِهَا
وَشَحْمٍ كَهُدّابِ الدِّمَقْسِ المُفَتَّلِ

١٣ وَيَومَ دَخَلْتُ الْخِدرَخِدرَعُنَيْزَةٍ
فَقَالَتْ لَكَ الْوَيْلَاتُ اِنّكَ مُرجِلِى

١٤ تَقُولُ وَقَدْ مَالَ الْغَبِيْطُ بِنَامَعًا
عَقَرتُ بَعِيرِيَ يَا اِمْرَؤَالْقَيْسِ فَانْزِلِ

١٥ فَقُلْتُ لَهَا سِيْرِى وَأَرْخِي زِمَامَهُ
وَلَاتُبْعِدِيْنِى مِنْ جَنَاكِ الْمُعَلَّلِ

١٦ فَمِثْلُكِ حُبْلَىٰ قَدْطَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ
فَأَلْهَيْتُهَا عَنْ ذِيْ تَمَائِمِ مُحْوِلِ

١٧ اِذَا مَابَكَىٰ مِنْ خَلْفِهَا انْصَرَفَتْ لَهُ
بِشِقٍّ وَتَحْتِى شِقُّهَا لَمْ تُحَوّلِ

١٨ وَيَوْمًا عَلَىٰ ظَهْرِالْكَثِيْبِ تَعَذَّرَتْ
عَلَيَّ وَآلَتْ حَلْفَةً لَمْ تَحَلَّلِ

١٩ أفاطِمَ مَهْلًابَعْدَ هٰذَا التَّدَلُّلِ
وإنْ كُنْتُ قَدْأزْمَعْتِ صَرْمِى فَأَجْمِلِي

٢٠ أَغَرَّكِ مِنِّى أنّ حُبَّكِ قَاتِلِى
وأنّكِ مَهْمَا تَأْمُرِي الْقَلْبَ يَفْعَلِ

3.4

امرؤالقیس۔ حیات اور شاعری

جاہلی دور کے شعراء میں امرؤالقیس کا نام باکمال اور نامور شعراء میں ہوتا ہے۔ جس نے اپنے شاعرانہ کمالات کی وجہ سے عالمگیر شہرت حاصل کی، اس کو الملك الضليل یعنی گمراہ بادشاہ، اور ذو القروح زخموں والا بھی کہتے ہیں۔

اس کا نام ابوالحارث جندح اور لقب امرؤالقیس تھا اور کنیت ابووہب تھی۔ اس کا باپ حجر بن عمرو کندی قبیلہ بنواسد کا آخری بادشاہ تھا۔ ماں کا نام فاطمہ تھا۔ وہ قبیلہ تغلب کے سردار ربیعہ کی بیٹی اور قبیلہ تغلب کے نامور شاعر وشہسوار کلیب اور مہلہل کی دختر تھی۔ امرؤالقیس نے ایک شہزادے کی حیثیت سے بہت آسودہ حالی اور عیش وآرام میں پرورش پائی۔ سرداری کے ماحول میں پلا بڑھا۔ جب جوانی کی طرف قدم بڑھایا تو شہزادوں کی عادت کے مطابق سیر وشکار، کھیل کود، مے نوشی، آوارگی اور دل لگی کو اپنا شیوہ بنالیا۔ اس کو شاعری سے بہت شغف تھا۔ لیکن اس کے والد حجر کے نزدیک اس کا شاعری سے والہانہ لگاؤ غیر مستحسن عمل تھا۔ کیوں کہ شعر گوئی شاہی شان وشوکت کے شایان شان نہیں سمجھی جاتی تھی اور لڑکیوں سے عشق بازی اور عورتوں سے معاملہ بندی کے واقعات کو کھلم کھلا اشعار میں بیان کرنا حجر کو سخت ناپسند تھا۔ وہ ایسی نازیبا حرکتیں کرتا جو ایک شہزادے اور بڑے گھرانے کے نوجوان کی تمکنت کے خلاف تھا۔ وہ حکومت کے کاموں میں حصہ لینے سے گریزاں رہتا تھا۔ باپ نے کئی مرتبہ اس کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔ لیکن یہ بگڑا ہوا اوباش شہزادہ باز نہ آیا، تو مجبور ہو کر اس کو گھر سے نکال دیا۔ گھر سے نکلنے کے بعد خاندان اور اس کے وقار کے بندھنوں سے آزاد ہو گیا۔ آوارہ گردوں اور اوباشوں کا مجمع اس کے اردگرد رہنے لگا۔ یہ لوگ تالابوں اور جھرنوں کے قریب پڑاؤ ڈالتے، عیش وعشرت میں مست رہتے، شراب سے لطف اٹھاتے، ناچ گانوں میں وقت گزارتے، جب وہاں پانی اور گھاس ختم ہو جاتی، تو دوسرے تالاب کے پاس ڈیرہ ڈالتے، اسی طرح رات دن دادعیش دیتے، ایک دن جب بے فکروں کا قافلہ ''حضرموت'' کے قریب ایک گاؤں ''دمون'' میں تھا، تو امرؤالقیس کو اپنے باپ کے قتل ہونے کی اندوہناک خبر ملی۔ جس کو بنواسد نے اس کے ظالمانہ رویہ کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ یہ خبر سنتے ہی اس کے نشہ کا خمار جاتا رہا، اس کے دل پر چوٹ لگی اور اس نے کہا'' ضَيَّعَنِيُ صغيراً، حَمَلَنِيُ دَمَهُ كَبِيُرا، لاصحو اليوم ولا سُكرغداً، اليوم خمر وغداً أمر '' میرے باپ نے کمسنی میں مجھے گنوادیا، اور بڑا ہونے پر اپنا خون میرے سر منڈھ دیا، آج ہوش نہیں اور کل نشہ نہیں، آج شراب اور کل معاملے کی بات۔

اگلے روز والد کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے قبیلہ قبیلہ پھر کر مدد کا طلب گار رہا، بعض نے مدد کی اور بعض نے معذرت کرلی، اپنے مساعدین اور ننیہالی رشتہ داروں بنوبکر اور بنوتغلب کے لوگوں کو لے کر بنواسد پر حملہ کیا اور بنواسد کے بہت سے لوگوں کو تہہ تیغ کردیا۔ پھر بھی دل کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی تو وہ مزید فوج جمع کرنے کے لئے قبائل سے مدد مانگنے کے لئے نکلا۔ اسی دوران حیرہ کے بادشاہ منذر بن ماء السماء نے اپنی پرانی دشمنی کی وجہ سے ایک بھاری معیت کے ساتھ امرؤالقیس پر حملہ کردیا۔ حملہ کی تاب نہ لاکر اس کے حمایتی منتشر ہو گئے اور امرؤالقیس نے عرب کے مختلف قبیلوں کے پاس

معاونت کی درخواست کی۔لیکن اس کو کہیں پناہ نہ ملی۔گھومتے پھرتے وہ سموآل بن عادیا والی تیماء کے پاس پہنچ کر پناہ کا طلب گار ہوا۔سموآل نہایت شریف اور معزز سردار تھا۔اس وقت وہ اپنے قلعہ ابلق میں مقیم تھا۔اس کا ذکر امرؤالقیس نے اشعار میں کیا۔

وَلَقَدْ أتَيْتُ بَنِيْ المُصَاصِ مُفَاخِراً
وإلى السَّمُوْألِ زُرْتُهُ بِالأَبْلَقِ
فَأتَيْتُ أفْضَلَ مِنْ تَحَمَّلَ حَاجَةً
اِنْ جِئْتَهُ فِيْ غَارِمٍ أوْمُرْهِقِ
عَرَفَتْ لَهُ الأقْوَامُ كُلَّ فَضِيْلَةٍ
وَحَوَى المَكَارِمَ سَابِقاً لَمْ يَسْبَقِ

اس نے مدد کا وعدہ کیا،تو اس کے پاس اپنے جنگی ساز وسامان امانت کے طور پر رکھا اور اس سے شام کے بادشاہ حارث بن شمر غسانی کے نام سفارتی خط لکھوایا،تا کہ وہ اسے قیصر روم تک پہونچا دے۔حارث کا خط لے کر وہ قیصر کے پاس قسطنطنیہ پہونچا اور قیصر سے مدد کی درخواست کی۔قیصر نے اس کی آؤ بھگت کی اور اس کی مدد کے لئے ایک فوجی دستہ تیار کرایا۔لیکن اس دوران بنواسد کے ایک شخص طماح اسدی نے قیصر سے شکایت کردی کہ امرؤالقیس آپ کو بُرا بھلا کہتا ہے۔طماح اسدی کا مقصد امرؤالقیس سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینا تھا۔قیصر نے امرؤالقیس سے کچھ نہ کہا،لیکن رخصت کے وقت اس کو انعام کے طور پر ایک خلعت دیا اور یہ کہا کہ میں نے اپنے ملبوسات میں سے یہ قباء تم کو یُمن وبرکت کے لئے دیا ہے،اس کو زیب تن کرنا اور اپنے معاملات سے آگاہی دیتے رہنا،چوں کہ یہ بہت تیز قسم کے زہر میں بجھا ہوا تھا۔جب امرؤالقیس نے وہ خلعت زیب تن کیا تو اس سے سارے جسم پر چھالے پڑ گئے اور جلد پر بڑے بڑے آبلے پڑ گئے اور ان میں پیپ بھر گیا،ان آبلوں کی وجہ سے اُسے ذوالقروح کہا جاتا ہے۔رفتہ رفتہ زہر خون میں سرایت کر گیا اور وہ مقام انقرہ میں مرگیا۔

موت کی مدہوشی میں اس کی زبان پر یہ کلمات رواں تھے۔"رُبَّ خُطْبَةٍ مُسْتَحْضَرَةٍ،وَقَصِيْدَةٍ مُحَبَّرَةٍ، وَطَعْنَةٍ مُسْحَنْفِرَةٍ، وَجَفْنَةٍ مُثْعَنْجَرَةٍ تَبْقىٰ غَداً بِأنْقَرَةَ" یعنی کتنے ہی فصیح وبلیغ خطبے،عمدہ ومزین قصیدے،نیزوں کے تیز طعنے اور لبریز پیالے کل انقرہ میں رہ جائیں گے۔اس کی وفات اسّی (۸۰) قبل مسیح 565 عیسوی میں ہوئی۔

شاعری

امرؤالقیس بچپن ہی سے شعروشاعری سے دلچسپی رکھتا تھا۔ بے انتہا ذہین تھا، جاہلی دور کے شاعروں میں طبقہ اول میں شمار کیا جاتا ہے۔اس کی شاعری میں الفاظ کی شوکت،مشکل الفاظ کی کثرت،شعروں کی عمدہ بندش،منظرکشی،حسن بیان،نزاکت خیال،مضامین کے تنوع،استعارات اورتشبیہات کا برمحل استعمال پایا جاتا ہے۔مسلسل سفر،خطرات کے مقابلے،شدائد کو برداشت کرنے اور مختلف معاشرہ کے لوگوں سے ملنے کی وجہ سے اس کے دماغ میں وسعت پیدا ہوگئی تھی، چنانچہ وہ نئے نئے معانی پیدا کرتا،انوکھے اسالیب اختیار کرتا، یہ پہلا عربی شاعر ہے،جس نے محبوب کے کھنڈروں پر کھڑے ہونے اورانہیں یاد کر کے رونے کی رسم کو ایجاد کیا۔اپنے اشعار میں عورتوں سے عشق کا برملا اظہار کیا،انہیں نیل گایوں اور ہرنیوں سے تشبیہ دی اورگورے رنگ کو شتر مرغ کے انڈوں کے مشابہ قرار دیا۔اسی لئے اس کا کلام جنسی جذبات کی تشریح سے مملوء ہے۔سفر کی کثرت اورگھوڑے پر پیہم سواری کرنے کی وجہ سے رات اورگھوڑے کا وصف بہت اچھے اسلوب میں بیان کیا ہے۔اس کا کلام جاہلی دور کی بدوی تہذیب،معاشرت،رسم ورواج اور دوسری اہم معلومات کا آئینہ دار ہے۔زمانے کا شکوہ،دوستوں کا ساتھ چھوڑ دینے کے بیان کو اچھوتے انداز میں تعبیر کیا ہے اور بعد میں آنے والے شعراء نے بہت سے مضامین کے بیان کرنے میں اس کی نقالی کی کوشش کی ہے۔

فلک نیرنگ ساز نے اسے ہمیشہ بے چین رکھا،عالم شباب میں باپ مقتول ہوا اور یہ تادمِ مرگ دربدری میں گزارا،اگر یہ فارغ البالی سے بہرہ ور ہوتا اوراعداء کے شر سے مامون رہتا،تو اس کے اشعار کے ڈھنگ اورنرالے ہوتے اورعربی شاعری کے ذخیرے میں وقیع سرمایہ چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوتا۔لیکن ایام کی گردش نے اسے سراسیمہ رکھا اورفلک فتنہ ساز نے عشق کے علاوہ اورکسی بات میں اس کی معاونت نہ کی۔یہ انتقام اور ملک گیری کا ارمان دل میں لئے ہوئے کارگاہِ عالم کو خیر باد کہا۔

غرض آپ کو اس شاعری میں اس کی پوری بدوی زندگی کی جھلک نظر آئے گی اوراس کے اخلاق وعادات کی زندہ تصویر کا مشاہدہ ہوگا،اس میں شاہی شوکت،شاہانہ طمطراق،فقیرانہ مسکنت،قلندرانہ مستی،بپھرتے شیر کی حمیت،آوارگی کی بے حیائی،اورزخم خوردہ کے شکوے سب ہی یکجا مل جائیں گے۔امرؤالقیس کے متعلق تمام اہل نقد کی متفق علیہ رائے ہے کہ وہ مذکورہ وجوہ سے تمام جاہلی دور کے شاعروں کا سرخیل تھا۔

امرؤالقیس کے اشعار کی کچھ خوبیاں یہ ہیں:

- ☆ محبوبہ کے کھنڈرات پر آہ وبکاء سے قصیدہ کی ابتداء۔
- ☆ اشعار میں عشق ومعاشقہ کا برملا اظہار۔
- ☆ عورتوں کو نیل گایوں، ہرنیوں اور گورے رنگ کو شترمرغ سے مشابہت۔
- ☆ تمثیلات واستعارات کا برمحل استعمال۔
- ☆ اسفار کے مرحلوں کی بہترین تصویرکشی۔
- ☆ موضوعات میں تسلسل۔
- ☆ فحاشی وعریانی کا بےجھجک تذکرہ۔
- ☆ فخریہ اشعار کا فقدان۔

3.5

معلقہ کا ترجمہ

۱۔ قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرَى حَبِيبٍ وَّ مَنْزِلِ بِسِقْطِ اللِّوَى بَيْنَ الدُّخُولِ فَحَوْمَلِ

اے میرے دونوں دوستو! اس جگہ تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ، یہ میری محبوبہ کا اجڑا ہوا ویران مکان ہے۔ آؤ تا کہ ہم سب مل کر اپنی محبوبہ اور اس کے مکان کو یاد کر کے رولیں، جو ریت کے ٹیلہ کے آخر پر دخول اور حومل کے مقامات کے درمیان تھا۔

۲۔ فَتُوضِحَ فَالْمِقْرَاةِ لم يَعْفُ رَسْمُهَا لِمَا نَسَجَتْهَا مِن جَنُوبٍ وَّشَمْأَلِ

اس مقام کے نشانات شمالی اور جنوبی ہواؤں کے ایک دوسرے کے مخالف رُخ چلنے کی وجہ سے اب تک نہیں مٹے ہیں۔

۳۔ تَرَى بَعَرَ الآرَامِ فِي عَرَصَاتِهَا وَقِيعَانِهَا كَأَنَّهُ حَبُّ فِلْفِلِ

تم کو منزلِ محبوب کے صحنوں میں سفید ہرنوں کی مینگنیاں اس مکان کے میدانوں اور ہموار زمینوں میں اس طرح نظر آ رہی ہیں، گویا کہ وہ سیاہ مرچ کے دانے ہوں۔

۴۔ كَأَنِّي غَدَاةَ الْبَيْنِ يَوْمَ تَحَمَّلُوا لَدَى سَمُرَاتِ الْحَيِّ نَاقِفُ حَنْظَلِ

یوم فراق کی صبح کو جب محبوبہ کے قبیلے والے اس کی ہمراہی میں روانہ ہو رہے تھے، تو قبیلہ کے ببول کے درختوں کے نزدیک گویا میں اندرائن توڑنے والا تھا۔

۵۔ وُقُوفاً بِهَا صَحْبِي عَلَيَّ مَطِيَّهُمْ يَقُولُونَ لاَتَهْلِكْ أَسىً وتَجَمَّلِ

میں رو رہا تھا اور احباب میرے پاس ان میدانوں میں اپنی سواریاں روکے ہوئے تھے، اور کہہ رہے تھے کہ تم فراق کے غم میں رو رو کر اپنے کو ہلاک نہ کرو اور صبر وضبط سے کام لو۔

۶۔ وانّ شِفَائِي عَبْرَةٌ مُهْرَاقَةٌ فَهَلْ عِنْدَ رَسْمٍ دَارِسٍ مِنْ مُعَوَّلِ

(جواباً کہتا ہے کہ میں رونے سے کس طرح اپنے کو روک سکتا ہوں، جبکہ) میرے دردِ دل کا علاج تو یہی آنسو ہیں، جو میں بہا رہا ہوں، (پھر اپنے آپ سے سوال کرتا ہے) کیا ان مٹے ہوئے نشانوں کے پاس کوئی قابل اعتماد فریاد رس ہے؟ (نہیں ہے تو رونا بے سود ہے)۔

۷۔ كَـدَأبِكَ مِـنْ أُمِّ الْـحُـوَيْـرِثِ قَبْـلَهَـا   وَجَـارَتِهَـا أُمِّ الـرَّبَـابِ بِـمَـأْسَـلِ

شاعر اپنے کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تیری حالت عنیزہ کے عشق میں اسی طرح ہوگئی جیسی اس سے پہلے امّ حویرث اور اس کی پڑوسن ام رباب کے عشق میں کوہِ مأسل میں تھی۔

۸۔ إِذَا قَـامَتَـا تَـضَـوَّعَ الْـمِسْكُ مِـنْهُـمَـا   نَسِيْـمَ الـصَّبَـا جَـاءَتْ بِـرَيَّـا الْـقَـرَنْـفُـلِ

(اب ان دونوں محبوباؤں کو یاد کر کے کہتا ہے) جب وہ دونوں (مستانہ انداز میں) کھڑی ہوتی تھیں، تو ان کے جسموں سے مشک جیسی خوشبو نکل کر چاروں طرف پھیل جاتی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نسیمِ صبح، لونگ کے باغوں سے خوشبو اڑا کر لائی ہو۔

۹۔ فَـفَـاضَـتْ دُمُـوْعُ الْـعَيْـنِ مِـنِّـي صَبَـابَةً   عَـلَـى الـنَّـحْـرِ حَتّـى بَلَّ دَمْعِـيْ مِحْـمَلِيْ

ان کی جدائی میں سوزشِ عشق اور شدتِ جذبات کے باعث میری آنکھوں سے آنسو سینے پر بہنے لگے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری تلوار کا پرتلہ بھیگ گیا۔

۱۰۔ أَلا رُبَّ يَـوْمٍ كَـانَ مِـنْهُـنَّ صَـالِـحٍ   وَلَاسِيَّـمَـا يَـوْمٍ بِـدَارَةِ جُـلْـجُـلِ

سنو! بہت سارے دن ان دوشیزاؤں کے ساتھ بہت اچھے بھی گزرے، خصوصاً دارۃ جلجل کا دن تو یادگار تھا۔

۱۱۔ وَيَـوْمَ عَـقَـرْتُ لِـلْـعَـذارىٰ مَـطِيَّتِـيْ   فَيَـا عَـجَبـاً مِنْ كُـوْرِهَـا الْـمُتَـحَـمَّـلِ

خاص طور پر وہ دن کس قدر پُرکیف تھا، جس دن میں نے حسین دوشیزاؤں کی خاطر اپنی سواری کی اونٹنی ذبح کر ڈالی تھی، اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ان دوشیزاؤں نے میری اونٹنی کا سامان اپنی سواریوں پر لا دلیا، حالانکہ ان سے ایسی توقع نہیں تھی۔

۱۲۔ فَـظَـلَّ الْـعَـذارىٰ يَـرْتَـمِيْـنَ بِـلَـحْـمِهَـا   وَشَـحْـمٍ كَهُـدَّابِ الـدِّمَـقْـسِ الْـمُـفَتَّـلِ

وہ دوشیزائیں میری اونٹنی کا گوشت اور اس کی چربی کو جو بٹے ہوئے ریشم کی جھامر کی طرح تھی، بطور ہنسی دل لگی ایک دوسرے پر پھینکنے لگیں۔

۱۳۔ وَيَـوْمَ دَخَـلْـتُ الْـخِـدْرَ خِـدْرَ عُـنَيْـزَةٍ   فَـقَـالَـتْ لَكَ الْـوَيْلَاتُ إِنَّكَ مُـرْجِـلِـى

اور وہ دن کتنا خوشگوار تھا، جس دن میں اپنی محبوبہ عنیزہ کے محمل میں داخل ہوا، اس وقت اس نے مجھ سے کہا، تیرا بُرا ہو، تو مجھ کو پیدل چلنے پر مجبور کر دے گا۔

۱۴۔ تَـقُـوْلُ وَقَـدْ مَـالَ الْـغَبِيْـطُ بِـنَـامِـعًـا   عَـقَـرْتَ بَـعِيْـرِيْ يَـا امْـرَؤُ الْقَيْـسِ فَـانْـزِلِ

جب ہم دونوں کے وزن سے اونٹ کا محمل ایک سمت کو جھک گیا تو عنیزہ نے مجھ سے کہا، اے امرؤالقیس! تم نے میرے اونٹ کی کمر جھکا دی، بس اب تم اس پر سے نیچے اتر جاؤ۔

۱۵۔ فَقُلْتُ لَهَا سِيُرِیُ وَأرخِيُ زِمَامَهٗ وَلَاتُبْعِدِيْنِيُ مِنُ جَنَاكِ الْمُعَلَّلِ

میں نے عنیزہ کو جواب دیا کہ تم اونٹ کی مہار ڈھیلی چھوڑ دو اور چلی چلو اور مجھے اپنے جوبن کے تر و تازہ میوے سے محروم نہ کرو۔

۱۶۔ فَمِثْلُكِ حُبْلٰی قَدْطَرَقْتُ وَ مُرْضِعِیُ فَألْهَيْتُهَا عَنُ ذِيُ تَمَائِمِ مُحُوِلِ

اے عنیزہ! میں تجھ ہی سے خواہش وصل نہیں کر رہا ہوں، بلکہ تجھ جیسی بہت سی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں ہیں، جن کے پاس میں رات کے وقت گیا اور ان کو لذت وصل دیا، اور انہیں تعویذ والے یک سالہ بچہ سے غافل کر دیا۔

۱۷۔ اِذَا مَابَكٰی مِنُ خَلْفِهَا انُصَرَفَتُ لَهٗ بِشِقٍّ وَتَحْتِیُ شِقُّهَا لَمُ تُحَوَّلِ

جب وہ بچہ اپنی ماں کی پشت سے روتا تھا، تو وہ اپنے جسم کا اوپر والا حصہ اس کی طرف پھیر دیتی تھی، تاکہ وہ دودھ پیتا رہے اور زیریں حصہ غایت الفت کی وجہ سے میرے نیچے رہتا تھا جس کو وہ نہیں پھیرتی تھی۔

۱۸۔ وَيَوُماً عَلٰی ظَهْرِالْكَثِيُبِ تَعَذَّرَتُ عَلَيَّ وَآلَتُ حَلْفَةً لَمُ تَحَلَّلِ

ایک روز محبوبہ نے ٹیلے کی پشت پر آڑ میں کھڑے ہو کر بڑی سختی اور ناگواری کے ساتھ مجھ سے ترک تعلق کی بات کی اور مجھے چھوڑ کر چلے جانے کی قطعی قسم کھائی، ایسی قسم جس کو توڑا نہیں جا سکتا۔

۱۹۔ أفَاطِمَ مَهْلاًبَعْدَ هٰذَا التَّدَلُّلِ وَاِنُ كُنْتِ قَدُأزْمُعْتِ صَرُمِیُ فَأجْمِلِيُ

میں نے اس سے کہا کہ اے فاطمہ! یہ ناز و نخرے چھوڑ دو اور اگر تم نے مجھ سے ترک تعلق اور جدا ہونے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے، تو پھر اچھے طریقے کے ساتھ کرو۔

۲۰۔ أغَرَّكِ مِنِّیُ أنَّ حُبَّكِ قَاتِلِیُ وَأنَّكِ مَهْمَا تَأمُرِي الْقَلْبَ يَفْعَلِ

شاید تم کو اس احساس نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے اور تمہارے اندر غرور پیدا کر دیا ہے کہ تمہاری محبت مجھے مار ڈالے گی اور میں تیرا ہر حکم بجالاؤں گا کہ میرا دل تمہارے حکم کا پابند ہے۔

3.6

لغوی تحقیق

قِفَا: تم دونوں ٹھہرو، وقف یقف وقوفاً (ض) سے فعل امر کا تثنیہ ہے، ٹھہرنا، باب افعال و تفعیل سے کھڑا کرنا، مفاعلة سے ایک دوسرے کے مقابل کھڑا ہونا۔

قفا کے کلمہ میں دو احتمال ہے۔ ایک یہ کہ خطاب مصاحبوں سے ہو، کیوں کہ آقاؤں کے ساتھ دو خادم عمومی طور پر ہوا کرتے تھے۔ ایک اونٹوں کو چرانے والا اور دوسرا بکریوں کو۔

دوسرا یہ کہ مخاطب ایک ہو اور تاکید کے لئے تثنیہ کا استعمال ہوا۔ جیسے قرآن میں استعمال ہے۔ رَبِّ ارْجِعُوْنِ یعنی اِرْجَعْ اِرْجَعْ۔

علامہ رضی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ تثنیہ نہیں ہے، بلکہ تکرار لفظ ہے اور دو بار قف قف کہنے کے بجائے صرف ایک ہی پر اختصار کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے "اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ"۔ مخاطب داروغہ جہنم "مالك" ہے جو واحد ہے۔ لیکن تعبیر تثنیہ سے کیا گیا ہے۔

نَبْكِ: ہم رولیں، بکیٰ یبکی بُکاءً (ض) رونا، تفاعل سے تباکی: رونے کی صورت بنانا، باب تفعیل، استفعال اور افتعال سے رلانا، یہاں (ضرب) سے ہے اور جواب امر کی وجہ سے مجزوم ہے۔

من: حروف جارہ میں سے ہے۔

حبیب: فعیل کے وزن پر بمعنی مفعول یعنی محبوبہ، فعیل فاعل و مفعول دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، جب بمعنی مفعول ہو تو مذکر و مؤنث دونوں کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن جب بمعنی فاعل ہو تو مذکر و مؤنث میں فرق کیا جاتا ہے۔ جیسے امرأة ضریبة: مارنے والی عورت، رجل ضریب: مارنے والا مرد۔

مَنْزِل: (ض) سے اسم ظرف، اترنے کی جگہ، گھر، ج منازل، نزل (ض) نُزولاً: اترنا، اوپر سے نیچے آنا، تفعیل سے اتارنا، تفعل سے ٹھہر ٹھہر کر اترنا۔

سِقْط: آخری کنارہ، کونہ، نامکمل بچہ، ج أسقاط۔

اللّوىٰ: ج أولية، ریت کا ٹیلہ جو ایک طرف کو جھک گیا ہو، سِقْطُ اللّوىٰ: نجد میں ایک جگہ کا نام۔

بین: ظرف مبہم ہے، عام طور پر وہ دو یا زیادہ اسموں کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ معنی: درمیان، درمیان میں۔

فاء: حرف عطف ہے، اور چونکہ دَخول شاعر کے ذہن میں تصور کے اعتبار سے مقدم ہے، لہذا حومل، توضح، المقراة پر واؤ کے بجائے شاعر نے فاء استعمال کیا ہے۔

دَخول، حَوْمَل: یہ دونوں جگہ کے نام ہیں، دَخول، قَبول کے وزن پر اور حومل، جَوهر کے وزن پر ہے۔

توضح اور المقراة: یہ دونوں نجد میں جگہ کے نام ہیں اور ''سقط اللوی'' دخول، حومل، توضح اور، مقراۃ چاروں جگہوں کے درمیان واقع ہے۔

لَمْ يَعْفُ: نہ باقی رہا، صیغہ واحد مذکر غائب، اصل یعفو تھا، لم کی وجہ سے واؤ گر گیا، عفا یعفو عفواً (ن) الريحُ الأثرَ: ہوا کا نشانات مٹا دینا۔ عَفَا فلاناً: معاف کر دینا۔

رسم: ج: رُسوم، أرسم: نشان۔

نَسَجَتْ: ہوا چلی، صیغہ واحد مؤنث غائب: نَسَجَتُ الريحُ: ہوا کا لہریں پیدا کرتے ہوئے چلنا، نسج الثوب (ض، ن) کپڑا بننا، یہاں نسج، ہواؤں کی آمد و رفت سے کنایہ ہے۔

جَنوب: جیم کے فتحہ کے ساتھ، وہ ہوا جو دکھن کی طرف سے چلے۔

شَمْأَل: شین کے فتحہ اور میم کے سکون کے ساتھ، جَوْهَر کے وزن پر، وہ ہوا جو شمال کی طرف سے چلے، شِمال: شین کے کسرہ کے ساتھ جہت شمال کو کہتے ہیں، اس میں بہت سے لغات ہیں۔ الشَمال، الشِمال: شین کے فتحہ اور شین کے کسرہ کے ساتھ، شِمألّ، لام کے تشدید کے ساتھ، شَمْأل، شميل، شَمول، شَوْمل، شَيَمل: وہ ہوا جو اتر کی طرف سے چلے۔

بَعَر: باء اور عین کے فتحہ کے ساتھ اور عین کا سکون بھی آیا ہے؛ مینگنیاں، واحد بَعْرة، جیسے تمرة واحد ہے تمر کا۔

الآرام: اس میں ایک لغت الأرآم بھی ہے، سفید رنگ کا ہرن، واحد: ريم، یاء کے ساتھ اور رئم، ہمزہ کے ساتھ۔

عرصات: واحد: عرصة؛ گھر کا صحن، اور وہ آنگن جس میں عمارت نہ ہو، میدان۔

قيعان: واحد: قاع؛ ہموار زمین، بے گھاس کی زمین۔

فُلْفُل: فاء کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ، واحد: فُلفُلة؛ گول مرچ، کالی مرچ۔ اگر لفظ قلقل ہے، تو قلقل ایک پھول ہے جو چکنا کالے رنگ کا ہوتا ہے جو کالی مرچ کے مشابہ ہوتا ہے۔

حبّ: واحد: حبّة: دانہ، حبّ فلفل: سیاہ مرچ کے دانے۔

غداة: جمع: غداوت، صبح، چاشت، طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کا وقت۔

البين: جدائی، فاصلہ اور وصال، دونوں معنی میں آتا ہے۔ یہ اضداد میں سے ہے، یہاں جدائی کے معنی میں ہے۔

يوم: جمع: أيام، جمع الجمع: أياديم: دن، وقت۔

تَحَمَّلُوا: انہوں نے کوچ کیا، صیغہ جمع مذکر غائب، ماضی معروف، باب تفعل سے تحمل: لادنا، کوچ کرنا، روانہ ہونا۔

لدیٰ: ظرف مکان مبنی بمعنی پاس۔

سَمُرَات: واحد: سمرة، جمع: سَمُر و أسمُر و سمرات: ببول کا درخت۔

حيّ: جمع: أحياء: چھوٹا قبیلہ، قبیلہ، محلّہ۔

ناقف: اسم فاعل، توڑنے والا، نقف (ن) نقفاً: توڑنا۔

حنظل: اندرائن، ایک سخت کڑوا پھل، یہ نارنگی جیسا ہوتا ہے مگر اندر سے انتہائی کڑوا ہوتا ہے۔

وُقُوفاً: ٹھہرے ہوئے، واحد واقف، مواشی کا ٹھہرنا، وقف (ض) وقوفاً: ٹھہرنا، کھڑا ہونا۔

صحبي: واحد: صاحب: ہم نشین، ساتھی ج؛ أصحاب، صَحُب، صِحاب۔

مطيّهم: مطيّ؛ واحد: مطية؛ سواری، یہ مذکر ومؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اونٹ اور اونٹنی۔

لَاتَهْلَكِ: نہی حاضر کا صیغہ، تو ہلاک نہ ہو، هلك (ض) هلوكا وهلاكا ومهلكا؛ مرجانا، فنا ہونا، ہلاک ہونا۔

أسىً: أسي (س) أسى: غمگین ہونا، یہ یا تو مفعول مطلق کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کا فعل محذوف ہے یعنی لاتـأس أسى، یا پھر لاتهلك کی ضمیر سے حال ہے۔

تجمّل: تفعل سے امر ہے؛ مصائب پر صبر کر، تجمّل کو "حاء" کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے، تحمّل: برداشت کرنا، صبر کرنا۔

شفائي: شفاء، تندرستی، شفی (ض) شفاء؛ ناقص یائی سے مصدر ہے، تندرست ہونا، شفا(ن) شفواً؛ ناقص واوی سے؛ چاند کا طلوع ہونا۔

عَبْرَة: ایک آنسو، ج: عِبَر وعَبَرات، عبِر(س) عَبْراً؛ کسی کی آنکھ میں آنسو آنا۔

مُهْرَاقَة: بہاہوا، یہ اصل میں مُراقة تھا، اس میں ہاء زائدہ ہے۔ بمعنی بہائے گئے، یہ اسم مفعول ہے۔ اصل میں باب افعال اِراقة ہے؛ بہانا۔ أراق الماءَ؛ پانی گرانا۔

رسم: ج: رسوم؛ نشان، اثر

دارس: اسم فاعل، مٹنے والا، درس (ن) دَرسا، الرسمُ؛ مٹنا۔ الثوبُ: بوسیدہ ہونا۔ الکتابُ: پڑھنا۔

معوّل: معتمد، تفعیل سے اسم مفعول ہے، اعتماد کیا ہوا، بھروسہ، قابل اعتماد، معوّل عليه: جس پر دار ومدار ہو، عال (ن) عَوْلاً: ظلم کرنا، راہ راست سے ہٹ جانا۔

دأب: عادت وحالت، دأب (ف) دأبا؛ جانفشانی سے کام کرنا، دأب الشئُ دأبا: عادت بنالینا۔

جارة: مذکر جار، ہمسائی، پڑوسن۔

أمّ الحويرث: ھرّة، نام ہے، یہ حارث بن حصین کلبی کی بیٹی کی کنیت ہے۔ یہ امرؤالقیس کی معشوقہ تھی۔

أمّ الرباب: امرؤالقیس کی محبوبہ، یہ بنو نبہان سے تھی، یہ قبیلہ بنو طے کی ایک شاخ ہے۔

مأسل: سین کے فتحہ کے ساتھ؛ پہاڑ کا نام، کسرۂ سین کے ساتھ؛ قبیلہ طے کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ نیز سین کے فتحہ کے ساتھ: ایک جگہ کا نام ہے جو دیار عقیل میں ایک ٹیلہ ہے۔

قامتا: وہ دونوں کھڑی ہوئیں، تثنیہ مؤنث غائب، فعل ماضی معروف، قام (ن) قیاماً: کھڑا ہونا، تقویم: کھڑا کرنا، مقاومة: کسی کے ساتھ قیام کرنا۔

تضوّع: یہ صیغہ واحد مذکر غائب ہے، فعل ماضی معروف، خوشبو پھیلنا، منتشر ہونا۔

مِسْك: خوشبو، مذکر، ہرن کے ناقہ سے نکلنے والا خوشبودار مادہ، ج: مِسَك؛ اسے مؤنث بھی کہا گیا ہے کہ یہ مِسْكة کی جمع ہے۔

نسیم: دھیمی دھیمی ہوا،لطیف وخوشگوار ہوا۔

صبا: وہ ہوا جو مشرق سے مغرب کی طرف چلے۔پُروائی ہوا۔

ريّا: خوشبو،عمدہ خوشبو۔

قرنفل: و:قرنفلة؛لونگ۔

فاضت: بہنا،صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف،فاض(ض) فیضاوفیوضا: کثرت سے بہنا،پانی کا اوپر سے نیچے آنا۔

دموع: واحد:دمع؛آنسو۔

صبابة: صاد کے فتحہ کے ساتھ،سوزشِ عشق،اور صاد کے ضمہ کے ساتھ: برتن میں پانی وغیرہ کا بقیہ حصہ،جمع: صبابات ۔صبّ الیہ(س) صبابة:عاشق ہونا۔

نحر: ج: نحور؛ سینے کے اوپر کا حصہ،سینہ۔

محمل: ج:محامل؛تلوار کا پرتلہ،تلوار لٹکانے کا پٹّا یا پیٹی۔میان،وہ چیز جس میں کوئی چیز اٹھائی جائے۔

بلّ: ماضی، بلّ(ن) بللا: تر کرنا،گیلا کرنا۔

اَلا: حرفِ تنبیہ،کلام کے شروع میں لایا جاتا ہے،ترجمہ تنبیہی الفاظ کے ساتھ کیا جاتا ہے جیسے معنی،سنو!جان لو!خبردار!وغیرہ۔

ربّ: حرف جر۔حسب سیاق کلام تکثیر وتقلیل کا فائدہ دیتا ہے۔ہمیشہ نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے اور زائدہ کے حکم میں ہوتا ہے جیسے رُبّ فاعل خیر مذموم،بہت سے اچھے کام کرنے والے لوگ برے ہوتے ہیں۔

صالح: اسم فاعل، صلح(ن،ف) :اچھا اور نیک ہونا۔

لاسيّما: لائے نفی جنس ہے،سِيّ؛اصل میں سَيْو تھا،واؤ کو یاء کرکے ادغام کیا اور یاء کے ماقبل کو کسرہ دیا، سِيِ ہوگیا اور لاسيّما میں سَيّ لائے نفی جنس کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہوجاتا ہے۔یہ لازم الاضافت ہے۔لغت میں معنی مثل ہے،جیسے کہا جاتا ہے هما سيّان ای مثلان، لاسيّ ما: بمعنی بے مثل،اور جو چیز بے مثل ہو وہ خاص ہوجاتی ہے۔اس لئے مجازاًاس کا معنی ’’خاص طور پر‘‘یا’’خاص کر‘‘کیا جاتا ہے۔’’سي‘‘کے بعد ماءزائدہ ہے۔اس کی ترکیب اس طرح ہوگی۔سيّ مضاف،ما زائدہ اور سيّما کا مابعد مجرور مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ مل کر لفظا منصوب ہوکر اسم اور موجودٌ خبر محذوف ہے۔

یا لاسيّما بمعنی خصوصا کے ہوکر مفعول مطلق ہے،محذوف فعل کا،اي خَصّه ياأخصَّه:خصوصا اور اس کا مابعد الگ جملہ ہوگا،یا سي مضاف مانکرہ غیر موصوفہ ممیّز اس کا مابعد تمیز،ممیّز تمیز مل کر مضاف الیہ۔

دارة جلجل: حوض کا نام،یا ایک جگہ کا نام،جو شام فرازہ کے نخلستان کے بالمقابل یا منازل حجر الکندی نجد میں واقع ہے۔

عَقَرتُ: میں نے ذبح کیا،صیغہ واحد متکلم،ماضی معروف، عقر(ض) عقراً:زخمی کرنا،یا اونٹ کی ایک ٹانگ کاٹ کر پھر نحر کرنا،زمانۂ جاہلیت میں اونٹ کو ذبح کرتے وقت قابو میں کرنے کے لئے یہی طریقہ اختیار کیا جاتا تھا۔

عذاری: و:عذراء؛ باکرہ، کنواری۔

مطیة: سواری، (مذکر ومؤنث دونوں کے لئے) ج:مطایا، و مطيّ۔

یاعجبا: اے لوگو! میری حیرت پر گواہ رہنا۔ عجبا کا الف یائے متکلم کے بدلے میں ہے۔ اصل میں تھا "یاعجبي" یا حرف تنبیہ ہے کیوں کہ یاء کے بعد اگر ایسا اسم ہو جو منادی بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو یاء حرف تنبیہ ہوتا ہے، خواہ مابعد اسم ہو یا غیر اسم۔

کور: ج:أکوار، کاف کے ضمہ کے ساتھ، بمعنی پالان، کجاوہ، اونٹ کا کجاوہ مع سامان۔

المتحمل: اسم مفعول، لادا ہوا، اٹھایا ہوا، تحمّل: اٹھانا، لادنا۔

ظلّ: یہ افعال ناقصہ میں سے ہے، یہ افعال اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں، ظلّ از (س) ظلّا: کرتے رہنا، جیسے کہا جاتا ہے: ظلّ علی موقفه: وہ اپنے موقف پر جمارہا۔

یرتمین: صیغہ جمع مؤنث غائب، مضارع معروف، ایک دوسرے پر پھینک رہی تھیں۔ ارتمی اِرتماء: ایک دوسرے پر پھینکنا، رمیٰ (ض) رَمْیا: پھینکنا۔

لحم: گوشت، ج: لِحام، لحوم، لِحمان، لُحمان، ألحُم۔

شحم: چربی، شحیم؛ موٹا۔

هُدّاب: پھندنا، کپڑے کا جھالر۔ و: هُدُبة۔

دِمَقْس: دال کے کسرہ اور میم کے فتحہ کے ساتھ: ریشم، سفید ریشم، اسے دِمقاس بھی کہتے ہیں۔

المفتّل: اسم مفعول، بٹا ہوا، فتّل تفتیلا: رسی بٹنا۔

دخلتُ: میں داخل ہوا، صیغہ واحد متکلم، ماضی معروف۔ دخل (ن) دخولاً: اندر آنا، داخل ہونا، دخل به: اندر لانا، و۔ علیه: زیارت کرنا، ملاقات کرنا۔

خِدْر: کجاوہ، پالکی، ہودج، ج: أخدار، و خدور، جمع الجمع: أخادیر۔

عُنَيْزَة: اس لڑکی کا نام ہے جس پر امرؤالقیس فریفتہ تھا۔ لفظ عنیزة غیر منصرف ہے، تعریف اور تانیث کی وجہ سے۔ لیکن یہاں ضرورت شعری کی وجہ سے منصرف پڑھا گیا ہے۔

الویلات: ہلاکت، شر، برائی کا نزول، ویل، ویلة: اہل عرب بددعا کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ج: ویلات۔

مُرجِلی: مُرجِل: پیادہ کرنے والا، اسم فاعل کا صیغہ ہے، أرجل اِرجالا: کسی کو پیدل چلنے والا بنانا، پیدل چلانا، رجِل (س) رَجَلا و رُجلة: پیدل چلنا۔

مال: اجوف یائی ہے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معروف، مال (ض) میلا: مائل ہونا، جھکنا، مال (ن): اجوف واوی سے، مال دار ہونا۔

غبیط: کجاوہ، وہ کجاوہ جس پر ہودہ باندھا جائے۔ ج: غُبط۔

عقرتَ: صیغہ واحد مذکر حاضر، فعل ماضی معروف، تو نے زخمی کر دیا، عقر (ض) عَقْراً: زخمی کرنا۔

بعیر: اونٹ یا اونٹنی جو سواری یا بار برداری کے لئے ہو۔ ج: أبْعِرَةٌ، جج: أباعر، أباعیر۔

یاامرء القیس: یاءحرف نداء ہے، اِمرأ منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

انزل: اتر پڑ،فعل امر ہے۔ نزل(ض)نزولا:اترنا۔

سِیرِی: چلی چل،فعل امر،صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے۔ سار(ض)سیراً:اجوب یائی؛چلنا، چالوہونا، جانا،حرکت کرنا وغیرہ۔

أَرخِيْ: ڈھیلی چھوڑ،فعل امر،صیغہ واحد مؤنث حاضر،أرخی اِرخاءً:نرم کرنا، جانور کی رسی ڈھیلی کرنا۔

زِمَام: زاء کے کسرہ کے ساتھ،نکیل،لگام،مہار،ڈور۔ج:أزمّة۔

جَنَا: پھل،میوہ،وہ تازہ میوہ جودرخت سے توڑا جائے،مراد پیار کرنا،جنی (ض)جَنیاً: توڑنا۔

المعلّل: باربار پیار کیا جانا، جسے دوبارہ پانی پلایا گیا ہو۔علّل تعلیلاً وعلّ(ض،ن)بار بار پلانا۔علّل بکذا:دل بہلانا،کسی کام کومکرر کرنا۔

فَمِثْلُكِ: یہاں فاء کے بعد رُب مقدر ہے۔اس لئے معنی ہوگا تجھ جیسی بہت سی نازنینائیں۔ک ضمیر مجرور متصل ہے۔مثل؛مانند ہونا،اور فعل مضاف ہوکر بھی نکرہ کے حکم میں ہے۔کیوں کہ مثل کا لفظ جب بھی مضاف ہو چاہے معرفہ ہی کی طرف ہو،نکرہ کے حکم میں رہتا ہے۔(فوائد الضیائیۃ ص265)

حُبلیٰ: حاملہ،ج:حبالی، و حبلیات، حبِل(س) حَبلاً:حاملہ ہونا۔

طَرَقْتُ: میں رات کے وقت گیا،صیغہ واحد متکلم،فعل ماضی معروف۔طرق(ن):رات کو آنا،(س) گدلا پانی پینا۔

مرضع: دودھ پلانے والی،اسم فاعل۔أرضع اِرضاعاً:دودھ پلانا۔رضیع:دودھ پیتا بچہ۔

فـألهیتُها: میں نے اس کو غافل بنادیا۔صیغہ واحد متکلم،فعل ماضی معروف، ھا ضمیر مؤنث ہے۔مذکورۃٌ کی تاویل میں ہوکر حبلیٰ اور مرضعة دونوں کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ألھیٰ اِلھاء:غافل کردینا۔لھي فلاناً عن الشئي(س)لھیا ولھیاناً:غافل کرنا،کسی چیز سے توجہ ہٹانا۔

مُحوِل: یک سالہ بچہ،اسم فاعل،أحال اِحالة:سال گزرنا۔

اِذاما: جب۔ماءزائدہ ہے۔

خلف: پیچھے،لام کے سکون کے ساتھ۔

انصرفت: پھیر دیتی تھی۔صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف۔انصرف له انصرافاً:کسی کے لئے پھر جانا،پھر جانا،مڑ جانا۔

له: لام بمعنی الی ہے۔یعنی بچہ کی طرف۔

شق: جانب،کنارہ،انسان کی ایک جانب،شین کے کسرہ کے ساتھ۔

تحتي: میرے نیچے،ضمیر متکلم ہے،تحت بمعنی نیچے،اس کے لئے اضافت لازم ہے۔کبھی کبھی بغیر اضافت بھی ذکر کرتے ہیں۔اس وقت یہ ضمہ پر مبنی ہوتا ہے۔

لم یُحوّل: نہیں پھیرا جاتا تھا۔صیغہ واحد مذکر غائب۔فعل مضارع مجھول،نفی جحد بلم ہے۔

یوما: دن،مفعول مقدم ہے،تعذّرت فعل سے۔

ظھر: الظاء کے فتحہ کے ساتھ،پشت،پیٹھ،ج:ظھور، ظُھر: ظاء کے ضمہ کے ساتھ،دن کے آدھے ہونے کا وقت۔ظِھرة،ظاء کے کسرہ کے ساتھ:مدد، ظھیر: مددگار۔

كثيب: ریت کا ٹیلہ، ریگ کا تودہ۔ ج:أكثبة، كُثبان، كُثُب۔

تعذّرت: اس نے سختی کی، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معروف، تعذّر علی: سختی کرنا۔

آلت: قسم کھائی، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معروف، آلی اِیلاء: قسم کھانا۔

حلفة: قسم، حلف(ض) حلفاً: قسم کھانا، یہ آلت سے مفعول مطلق ہے۔

لم تحلّل: قسم جو نہ ٹوٹے، قطعی قسم کھائی جس میں استثناء نہیں تھا۔ صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معروف نفی جحد بلم، اصل میں تتحلّل تھا۔ تحلّل تحلّلاً: کفارہ ادا کرکے آزاد ہوجانا۔

أفاطم: اس میں ہمزہ نداء کے لئے ہے۔ فاطم: یہ فاطمہ کا مرخم ہے۔ فاطم منادی مرخم ہے۔ عنیزہ کا اصل نام فاطمہ تھا۔ عنیزہ اس کا لقب ہے۔

مهلا: ای امهلی: ٹھہرو، چھوڑو، مصدر امر کے معنی میں ہے۔ واحد، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لئے مَهْلاً ہی استعمال ہوتا ہے۔ بمعنی چھوڑنا۔

بعد: ظرف زماں، بمعنی بعد، اس کے لئے اضافت لازم ہے۔ اگر مذکور نہ ہو تو محذوف ہوگی، یا پھر محذوف منوی ہوگی یا منسیّا۔ اگر منوی ہو تو ضمہ پر مبنی ہوگا اور دوسری صورتوں میں معرب ہوگا۔

التدلّل: ناز نخرے والا ہونا۔ دلّت المرأة علی زوجها(ض) دلالا: عورت کا شوہر کی بناوٹی مخالفت کرنا۔ دلّ(ن) دلالة: رہنمائی کرنا، راستہ دکھانا۔

اَزمَعتِ: تو نے پختہ ارادہ کرلیا، صیغہ واحد مؤنث حاضر، ماضی معروف، أزمع اِزماعا: ثابت قدم رہنا، پختہ ارادہ کرنا۔

صَرمِی: اپنے توڑنے کو۔ صرم وصلُه(ن) صَرْماً: تعلق توڑنا، گفتگو بند کرنا، قطع تعلق کرنا۔ صرم فلاناً: چھوڑنا۔

فأجمِلِیْ: اچھے طریقے سے، خوش اسلوبی سے۔ أجمل اِجمالاً: اچھی طرح عمدگی کے ساتھ کام کرنا۔

أغَرَّكِ: ہمزہ استفہام۔ کبھی کبھی ہمزہ استفہام، تحقیق اور تثبیت کے لئے آتا ہے۔ غرّ: گھمنڈ، تکبر، دھوکہ۔ غرّ(ن) غرّاً: دھوکہ دینا۔

مَهْما: اسم شرط جازم۔

تأمُرِیْ: تو حکم دے گی۔ صیغہ واحد مؤنث حاضر، فعل مضارع، اصل میں تأمرین تھا، نون جازم عامل کی وجہ سے گرگیا۔

قلب: دل، ج: قلوب۔

3.7

اشعار کی تشریح

امرؤالقیس نے پرانی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے محبوبہ عنیزہ کے ساتھ گزرے ہوئے لمحوں کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے، اس کے حسن کو بیان کرتے ہوئے اپنے اوصاف بیان کئے جس میں اپنے آپ کو سخت جان انسان ثابت کیا ہے۔ آپ کو اس کی شاعری میں بدوی زندگی کی عکاسی اور اس دور کے لوگوں کے اخلاق و عادات کی ایک چلتی پھرتی تصویر نظر آئے گی۔

۱۔ قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرَى حَبِيبٍ وَّ مَنْزِلِ بِسِقْطِ اللِّوَى بَيْنَ الدَّخُولِ فَحَوْمَلِ

امرؤالقیس جب محبوبہ کے کھنڈر اور ویران مکان کے پاس سے گزرا، تو اس کو محبوبہ کی یاد آ گئی، جہاں اس کی محبوبہ رہتی تھی، تو عرب کے دستور کے مطابق اپنے دوستوں سے رونے میں مدد کا طالب ہوا، تا کہ اس کے دوست بھی اس کے غم میں اس کے ساتھ شریک ہوں۔

۲۔ فَتُوضِحَ فَالْمِقْرَاةِ لَمْ يَعْفُ رَسْمُهَا لِمَا نَسَجَتْهَا مِنْ جَنُوبٍ وَّشَمْأَلِ

شاعر نے اپنی معشوقہ کے مکان کا حدود اربعہ کو بیان کیا، اور کہا کہ محبوبہ کا مکان سقط اللوی میں ہے اور اس کے چاروں طرف دخول، حومل، توضح اور مقراۃ کے مقامات ہیں، اس مکان پر جنوبی ہوا کچھ مٹی اڑا کر لے جاتی تھی، تو شمالی ہوا پھر اس مٹی کو وہاں لا کر ڈال دیتی تھی، اس وجہ سے وہ آثار باقی رہے۔

۳۔ تَرَى بَعَرَ الآرَامِ فِي عَرَصَاتِهَا وَقِيعَانِهَا كَأَنَّهُ حَبُّ فِلْفِلِ

شاعر محبوبہ کے دریار کے ویران ہو جانے کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کے وہاں سے کوچ کر جانے کی وجہ سے اس جگہ پر وحشی جانوروں نے ڈیرہ ڈال دیا ہے، آپ کو وہ وحشی جانوروں کی مینگنیاں ہر طرف بکھری نظر آئیں گی اور سفید ہرن کو خاص طور سے اس لئے ذکر کیا ہے کہ یہ دوسرے جانوروں کے مقابلہ میں زیادہ ویرانہ میں رہتا ہے۔

۴۔ كَأَنِّي غَدَاةَ البَيْنِ يَوْمَ تَحَمَّلُوا لَدَى سَمُرَاتِ الْحَيِّ نَاقِفُ حَنْظَلِ

جدائی کی صبح جب محبوبہ اپنے قبیلے والوں کے ساتھ روانہ ہو رہی تھی، تو میں اس مقام کے قریب ببول کے درختوں کی آڑ لے کر اس منظر کو دیکھ رہا تھا اور میری آنکھوں سے اس طرح آنسو امنڈے چلے آ رہے تھے، جس طرح اندرائن توڑنے والے کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہتے ہیں۔

۵۔ وُقُــوفــاً بِهَـــا صَـحْبِـيْ عَـلَـيَّ مَـطِيّهُـمُ يَــقُــولُــونَ لَاتَهْــلِكْ أَسًــىً وَتَــجَـمَّــلِ

شاعرمحبوبہ کے فراق کی وجہ سے بے تحاشا آنسو بہا رہا تھا، اوراس کے ہمراہیوں نے اپنی اپنی سواریاں وہاں روک لیں، اورٹھہر گئے، اوراس کوتسلی دیتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ صبر سے کام لواور رورو کر اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

۶۔ وإنَّ شِــفَـــائِـــيْ عِبْــرَــةٌ مُهْــراقةٌ فهَــلْ عَـــنْــدَ رَسْــمٍ دَارِسٍ مِـــنْ مُــعَــوَّلِ

شاعر کہتا ہے کہ میں رونے سے کیسے رک سکتا ہوں، کیونکہ میرے درد دل کا علاج تو یہی آنسو ہیں، میں جتنا آنسو بہاتا ہوں، اسی قدر دل کو ہلکا پاتا ہوں۔ پھر اپنے آپ سے سوال کرتا ہے کہ اگر ان ویرانوں میں کوئی فریادرس نہیں ہے تو رونے کا کیا فائدہ؟

۷۔ كَـــدَأْبِكَ مِــنْ أمِّ الْــحُــوَيْــرِثِ قَبْــلَهَـــا وَجَـــارَتِهَـــا أمِّ الـــرَّبَـــابِ بِــمَـــأْسَــلِ

شاعر اپنے کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اس محبوبہ کی محبت میں تمہاری حالت بہت خراب ہوگئی ہے، جس طرح اس سے پہلے ام حویرث اور ام رباب کی محبت میں مبتلا ہوکر تم مصیبتیں جھیل چکے ہو، اوران کے وصل سے محروم رہ چکے ہو، اسی طرح اس محبوبہ کی محبت میں حرماں نصیبی کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔

۸۔ اِذَا قَـــامَتَـــا تَـضَـوَّعَ الْـمِسْكُ مِـنْهُــمَـــا نَسِيْــمَ الــصَّبَـــا جَـاءَ تْ بِـرَيَّـا الْـقَـرَنْـفُـلِ

شاعر عشق کی ان پچھلی داستانوں کو یاد کر رہا ہے، اس سے اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنا غم ہلکا کرنا چاہتا ہے، اوراس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتلانا چاہتا ہے کہ وہ بہت نفاست پسند تھیں، ہر وقت خوشبو میں بسی رہتی تھیں، وہ جس طرف سے بھی گزر جاتی تھیں، ان کی خوشبو سے وہ سارا علاقہ خوشبو میں بس جاتا تھا۔

۹۔ فَــفَـــاضَــتْ دُمُـوعُ الْـعَيْـنِ مِـنِّـي صَبَـابَةً عَـلَــى الــنَّــحْــرِ حَتّــى بَلَّ دَمْعِـيْ مِـحْـمَلِيْ

شاعر کہتا ہے کہ اب صبر وتحمل مجھ میں نہیں ہے، کیونکہ ان کے عشق کی وجہ سے میری آنکھوں نے اتنے آنسو بہائے ہیں کہ سیل اشک سے میرا سینہ اور میری تلوار کا پرتلہ سب تر ہوگیا اور روتے روتے ننگ ونام سب سرحدوں کو پار کر گیا ہوں۔

۱۰۔ أَلَا رُبَّ يَــوْمٍ كَـــانَ مِــنْهُـــنَّ صَـــالِـحٍ وَلَاسِيَّـــمَـــا يَــوْمٍ بِــدَارَــةِ جُــلْــجُــلِ

شاعر اپنے کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ کب تک تم روتے دھوتے رہوگے اور غم واندوہ میں ڈوبے رہوگے اوراس کو یاد کر کے اپنی جان کو گھلاتے رہوگے، ذرا یہ بھی تو سوچو کہ تم نے دارہ جلجل کے دن کو کتنی اچھی طرح انجوائے کیا اوران مہ جبینوں کے وصل سے لطف اٹھاتے رہے۔

۱۱۔ وَيَوْمَ عَقَرْتُ لِلْعَذَارَىٰ مَطِيَّتِي فَيَا عَجَباً مِنْ كُورِهَا الْمُتَحَمَّلِ

شاعر اپنے میٹھے دنوں کو یاد کر کے کہتا ہے کہ میں نے حسین دوشیزاؤں کے بھوک کو مٹانے کے لئے اپنی سواری کی اونٹنی کو ذبح کر دیا اور کوچ کے وقت ان دوشیزاؤں نے میرا سامان اپنی سواریوں پر رکھ لیا، جب کہ مجھے ان نازنینوں سے ایسی توقع بالکل نہ تھی۔

۱۲۔ فَظَلَّ الْعَذَارَىٰ يَرْتَمِينَ بِلَحْمِهَا وَشَحْمٍ كَهُدَّابِ الدِّمَقْسِ الْمُفَتَّلِ

شاعر ان نازنینوں کی اٹھکیلیوں کو ذکر کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ وہ صرف اونٹنی کا گوشت کھا ہی نہیں رہی تھیں، بلکہ سرور میں مست ہو کر اونٹ کے گوشت اور اس کی چربی کو ایک دوسرے پر پھینک رہی تھیں، جیسے وہ گوشت اور چربی نہ ہوں، بلکہ بٹے ہوئے ریشم کے جھالر ہوں۔

۱۳۔ وَيَوْمَ دَخَلْتُ الْخِدْرَ خِدْرَ عُنَيْزَةٍ فَقَالَتْ لكَ الْوَيْلَاتُ اِنَّكَ مُرْجِلِي

شاعر ان خوشگوار لمحات کو یاد کر کے خوشی میں مست ہو رہا ہے کہ وہ لمحہ کتنا فرحت انگیز تھا جب میں اپنی محبوبہ کے محمل میں داخل ہوا، تو اس نے چڑ کر مجھ سے کہا کہ تیرے بوجھ کو میری اونٹنی برداشت نہ کر سکے گی اور مجھے پیدل چلنا ہوگا۔

۱۴۔ تَقُولُ وَقَدْ مَالَ الْغَبِيطُ بِنَا مَعاً عَقَرْتَ بَعِيرِي يَا اِمْرَءُ الْقَيْسِ فَانْزِلِ

شاعر کہتا ہے کہ جب اونٹنی پر رکھا ہوا کجاوہ ہم دونوں کے بوجھ سے جھک جاتا تھا، تو وہ کہتی تھی کہ امرؤالقیس! اتر جا، کیونکہ بوجھ کی شدت اور جھکاؤ کی وجہ سے میری اونٹنی زخمی ہو رہی ہے۔

۱۵۔ فقلتُ لَهَا سِيرِيْ وَأَرْخِي زِمَامَهُ وَلاَ تُبْعِدِيْنِيْ مِنْ جَنَاكِ الْمُعَلَّلِ

میں نے عنیزہ سے کہا کہ تم اونٹ کی مہار ڈھیلی چھوڑ دو، اور چلتی رہو، اور میں جو تمہارے بوس و کنار کی لذت سے لطف اندوز ہو رہا ہوں، اس سے محروم نہ کرو۔

۱۶۔ فَمِثْلُكِ حُبْلَىٰ قَدْ طَرَقْتُ وَ مُرْضِعٍ فَأَلْهَيْتُهَا عَنْ ذِيْ تَمَائِمِ مُحْوِلِ

شاعر اپنی محبوبہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تم اپنے حسن پر نہ اتراؤ، کیونکہ بہت سی عورتیں حسن و خوبصورتی میں یکتا تھیں اور ان کی حالت دودھ پلانے کی اور حمل کی تھی، ان کو میں نے اپنی طرف مائل کر لیا اور ان کے وصل سے شادکام ہوا، اس لئے تو غرور حسن کو بالائے طاق رکھ دے اور مجھے اپنے تازہ پھل سے سیراب ہونے دے۔

۱۷۔ إِذَا مَا بَكَىٰ مِنْ خَلْفِهَا انْصَرَفَتْ لَهُ بِشِقٍّ وَتَحْتِىْ شِقُّهَا لَمْ تُحَوَّلِ

شاعر اپنی عیاشیٔ طبع کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جب میں ان حسینوں سے شاد کام ہو رہا تھا اور اس وقت اس کا بچہ ماں کی پشت کی وجہ سے روتا تھا، تو وہ اوپری حصہ بچے کی طرف پھیر دیتی تھی اور زیریں حصہ مجھ سے نہ پھیرتی تھی، تا کہ میں اس سے لطف اندوز ہوتا رہوں۔

۱۸۔ وَيَوْماً عَلَىٰ ظَهْرِ الْكَثِيْبِ تَعَذَّرَتْ عَلَيَّ وَآلَتْ حَلْفَةً لَمْ تَحَلَّلِ

شاعر اپنی نا کامی اور محبوبہ کی سختی کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ایک روز محبوبہ نے ریت کے ٹیلے پر مجھ سے ترک تعلق کی بات کی اور مجھے چھوڑ کر چلے جانے کی قسم کھائی۔

۱۹۔ أَفَاطِمَ مَهْلاً بَعْدَ هٰذَا التَّدَلُّلِ وَإِنْ كُنْتِ قَدْ أَزْمَعْتِ صَرْمِىْ فَأَجْمِلِيْ

شاعر اپنی محبوبہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ یہ ناز و انداز چھوڑ دو، اگر تم نے مجھ سے جدائی کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو اچھے طریقے سے جدا ہو جاؤ، جدائی کو بیان کرنے کا ایک انوکھا خیال ظاہر کرتا ہے لیکن بہ نسبت عاشق کے اس میں احساس محبت کی کمی ہے۔

۲۰۔ أَغَرَّكِ مِنِّىْ أَنَّ حُبَّكِ قَاتِلِىْ وَأَنَّكِ مَهْمَا تَأْمُرِيْ الْقَلْبَ يَفْعَلِ

شاعر اس شعر میں اپنی بے نیازی کو ظاہر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تجھے یہ دھوکہ ہو گیا ہے کہ تیری محبت میری جان لے لے گی اور جو تم میرے دل کو حکم دے گی، اسے وہ بجالائے گا، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے، کیونکہ اگر تو جانا چاہتی ہے تو خوشی سے جا۔

3.8
معلومات کی جانچ

1۔ امرؤالقیس کو کس وجہ سے نابغۂ روزگار تسلیم کیا گیا؟

2۔ امرؤالقیس کی شاعری میں نئے نئے معانی اور انوکھے مضامین کے اسباب کیا رہے؟

3۔ الملك الضليل اور ذو القروح یہ دونوں ایک ہی شاعر کے القاب ہیں یا دو مختلف شعراء کے؟

4۔ امرؤالقیس کی کنیت کیا تھی؟

5۔ کس قبیلہ سے امرؤالقیس کا تعلق تھا؟

6۔ امرؤالقیس کے والد کا کیا نام تھا؟

7۔ امرؤالقیس کو اس کے والد نے کیوں دربدر کیا؟

8۔ امرؤالقیس کی وفات کون سے سال میں ہوئی؟

9۔ امرؤالقیس کی معشوقہ کا نام کیا تھا؟

10۔ امرؤالقیس کا محبوب موضوع کیا تھا؟

3.9

خلاصہ

جاہلی دور کے عظیم شاعر امرؤالقیس کا تعلق بنو اسد سے تھا۔اس کا باپ بنو اسد کا آخری بادشاہ تھا۔ ماں بنو تغلب کی شہزادی تھی ۔اس کو نو عمری سے ہی شعر کہنے کا شوق تھا۔اس نے شاہزادوں کی طرح ناز ونعم میں زندگی گزاری۔ بچپن ہی سے اس کو سیر وشکار کا شوق تھا۔شراب نوشی اس کی گھٹی میں تھی ۔لڑکیوں اور عورتوں کا رسیا تھا۔اپنے اشعار میں ان کے ساتھ معاملہ بندی کو بہت فحش الفاظ میں بیان کرتا تھا۔جوانی میں اس کے باپ نے بارہا اس کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی ۔لیکن اس کی سعی بلیغ ناکام ہوگئی اور یہ راہ راست پر نہ آسکا۔نتیجتاً اس کے والد نے اس کو گھر سے نکال دیا۔تو یہ معاشرہ، خاندان اور اس کے وقار کے تمام قیود سے یک لخت آزاد ہوگیا۔سونے پہ سہاگہ یہ ہوا کہ اس کو آوارہ قسم کے دوست مل گئے ۔جن کے ساتھ مل اس نے خوب داد عیش دیا۔

اس کو اپنی چچازاد بہن عنیزہ سے بہت محبت تھی ۔ قبیلے کے بزرگ لوگ اس کو عنیزہ سے ملنے نہیں دیتے تھے ۔کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ امرؤالقیس اپنے اشعار میں عنیزہ کا نام لے کر اس کو بدنام نہ کردے۔تمام احتیاط کے باوجود دونوں میں کسی نہ کسی طرح راہ ورسم جاری رہی۔اتفاق سے ایک بار جب ان کا قبیلہ ایک مقام سے کوچ کر کے دوسرے مقام کی طرف رخت سفر باندھ رہا تھا۔تو حسبِ دستور مرد کے قافلے آگے تھے۔اور عورتیں قافلے کے پیچھے۔ امرؤالقیس موقعہ دیکھ کر مردوں کے قافلے سے پیچھے رہ گیا اور عورتوں سے جاملا۔ راستے میں ایک تالاب پر جس کا نام دارۃ جلجل تھا۔عنیزہ جب اپنی سہیلیوں کے ساتھ اس تالاب پر نہانے کو گئی اور انہوں نے اپنے کپڑے اتار دیئے اور تالاب میں نہانے لگیں۔امرؤالقیس جو موقعہ کی تاک میں تھا۔اس نے تمام کپڑوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔جب عورتیں نہانے سے فارغ ہوئیں اور باہر نکلیں تو دیکھا کہ ان کے کپڑے غائب ہیں۔اس موقعہ پر امرؤالقیس سامنے آیا اور اس نے کہا کہ وہ سب باری باری عریاں حالت میں اس کے پاس آئیں اور اپنے کپڑے لے جائیں۔عورتوں نے بہت خوشامد کی ۔لیکن امرؤالقیس ٹس سے مس نہ ہوا۔ بالآخر وہ باری باری آتی گئیں اور یہ انہیں ان کے کپڑے دیتا گیا۔آخر میں عنیزہ کو بھی برہنہ حالت میں اس کے پاس آکر اپنا کپڑا لینا پڑا۔

اس ردوقدح میں بہت وقت گزر گیا۔عورتیں بھوک کی شکایت کرنے لگیں تو امرؤالقیس نے اپنی توانا اونٹنی ان کے کھانے کے لئے ذبح کردی اور تمام عورتوں نے گوشت بھونے اور آسودہ ہو کر کھائیں اور کھانے کے دوران اٹکھیلیاں بھی کرتی رہیں۔

جب روانگی کا وقت آیا تو امرؤالقیس کا سامان ان عورتوں نے تھوڑا تھوڑا کر کے اپنی اونٹنیوں پر رکھ لیا اور امرؤالقیس خوشامد کر کے عنیزہ کے ساتھ بیٹھ گیا اور راستے میں عنیزہ کے ہودج میں سر ڈال کر اظہار محبت اور چھیڑ چھاڑ کرتا جاتا تھا۔دونوں میں نوک جھونک بھی جاری رہی اور پیار ومحبت کا سلسلہ بھی رہا۔اس سفر کے اختتام کے بعد اس نے اپنے مشہور معلقہ میں اپنے سفر کی ساری گزشت کو بیان کیا۔اس میں جو زور بیان اور حسن ادا ہے، وہ لاجواب ہے۔ قدرتی مناظر،صحرائی تشبیہات،دل کش مضامین،حسن تغزل اور اظہار جذبات کا کھلا پن اس کی نمایاں خوبیاں ہیں۔

امرؤالقیس کی شخصیت میں آوارہ مزاجی کے ساتھ مضبوط قوت ارادی اور پیہم جدوجہد پائی جاتی ہے۔اس کی زندگی کو دو حصوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا حصہ رنگینیوں سے بھرپور بسر ہوا اور دوسرا حصہ سنگنیوں کی نذر رہوا۔اس کی آوارہ گردی نے تجربے میں وسعت اور تخیل میں گیرائی عطا کی اور خاندانی عظمت، جوش انتقام، لشکرکشی، سیاسی اتار چڑھاؤ، مدح وہجو، جاہ کے حصول کے لئے سعیٔ پیہم، مظاہر فطرت کی تصویر کشی، گھوڑے اور اونٹنیوں کے اوصاف اور اس کے علاوہ دوسرے جانوروں کے تذکروں سے اس نے ادب کے گیسو کو سنوارا۔

امرؤالقیس کا محبوب موضوع نسوانی حسن تھا اور اس نے اس میں نازک خیالی کے خوب تانے بانے بنے۔اس کی جنسیت کی طرف واشگاف میلان کی وجہ سے لطافت خیال کی جگہ کثافت خیال نے لے لی۔ کیوں کہ وہ اونچے طبقے کے حریم ناز میں خطرات مول لے کر دبے پاؤں چوری سے پہونچتا تھا اور انہیں اپنی طرف مائل کرتا اور ان کے وصال سے بہرہ یاب ہوتا اور بعض شیر خورانی کے بے کیف زمانوں والی حسیناؤں سے شادکام ہوا۔ان واقعات کا عریاں تذکرہ بے باکانہ انداز میں کرتا ہے۔ جو سلیم طبیعت قاری کے دل ودماغ پر گرانی پیدا کردیتا ہے اور ان کی طبیعت اس طرح کے اشعار کو قبول کرنے سے اِباء کرتی ہے۔لیکن ادب برائے ادب ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کی شخصیت میں مدنیت اور بدویت، شہزادگی اور دربدری کا آمیزہ پایا جاتا ہے۔اس کے الفاظ کے خزانے میں سلاست وغرابت دونوں قسم کی ہم آہنگی موجود ہے۔اس کی نقاشی میں دمقس مفتّل یعنی بٹے ہوئے ریشم کے پہلو بہ پہلو جلمودِ صخر یعنی چٹان کا تودہ کی پُرکاری بھی پائی جاتی ہے جو متمدن ذوق کو گراں بار کرتی ہے۔

3.10

نمونے کے امتحانی سوالات

1۔ یہ کیوں تصور کیا جاتا ہے کہ امرؤالقیس ایک بے باک شاعر تھا؟

2۔ گھر سے الگ ہو کر امرؤالقیس نے کس طرح کی زندگی گزاری؟

3۔ باپ کی موت کی خبر سن کر امرؤالقیس کے اندر کیا احساسات پیدا ہوئے؟

4۔ کن وجوہات سے امرؤالقیس کو قسطنطنیہ کا سفر کرنا پڑا؟

5۔ امرؤالقیس کی موت کس طرح واقع ہوئی؟

6۔ امرؤالقیس کی شعری خصوصیات قلم بند کیجئے۔

7۔ کس طرح یہ خیال کیا جاتا ہے کہ امرؤالقیس کی شاعری اس زمانہ کے حالات کی آئینہ دار ہے؟

8۔ امرؤالقیس کے معلقہ کی کیا خوبیاں ہیں؟

9۔ امرؤالقیس کو معشوقہ کے قبیلے کے لوگ ملنے کا موقعہ کیوں نہیں دیتے تھے؟

10۔ دارۃ جلجل کیا ہے؟ وہاں کا واقعہ بیان کیجئے۔

11۔ اپنی محبوبہ عنیزہ سے ملاقات کے لئے امرؤالقیس نے کیا تدبیر اختیار کی؟

12۔ امرؤالقیس کی شاعری میں زندگی کے تجربات کی عکاسی ہے، تبصرہ کیجئے۔

13۔ امرؤالقیس کا محبوب موضوع نسوانی حسن تھا، اظہار خیال کیجئے۔

14۔ امرؤالقیس کی شخصیت میں کن اوصاف کی آمیزش پائی جاتی ہے؟

3.11

فرہنگ

قفا: **تثنیہ امر؛تم دونوں ٹھہرو۔**

نبك: بکی یبکی بکاءسے: **ہم رولیں۔**

حبیب: **فعیل کاوزن مفعول کے معنی میں: محبوبہ**

منزل: **گھر،ج**:منازل۔

سقط اللّویٰ: **نجد میں ایک جگہ کا نام۔**

بین: **درمیان۔**

دَخول، حومل: **دونوں جگہ کے نام۔**

توضح، مقراۃ: **دونوں جگہ کے نام۔**

رسم: **نشان،ج**:رُسوم۔

نسجت الریح: **ہوا کا چلنا۔**

جنوب: **دکھنی ہوا۔**

شمأل: **شمال کی طرف چلنے والی ہوا۔**

بَعَر: **مینگنیاں**،و:بَعُرۃ۔

عرصات: **گھر کا صحن**، و: عرصة۔

قیعان: **ہموار زمین**،و: قاع۔

فلفل: **کالی مرچ**،و: فلفلة۔

حبّ: **دانہ**،و: حبّة۔

غداۃ: **صبح**،ج: غدوات۔

البین: **جدائی۔**

یوم: **دن**،ج: أیام۔

تحمّلوا: **وہ لوگ روانہ ہوئے۔**

لدیٰ: **پاس۔**

سمرات: **ببول کا درخت**،و: سمرۃ، ج: سمُر، أسمر، سمرات۔

حيّ: **محلّہ**،ج:أحياء۔

حنظل: **اندرائن۔**

وقوفاً: **ٹھہرے ہوئے**،و:واقف۔

صحبي، صحب: **ہم نشیں**،و:صاحب۔

مطيّ: **سواری**،و:مطيّۃ۔

لَاتَہْلَكْ: **تو ہلاک نہ ہو، نہی حاضر۔**

أسیً: **غم۔**

تجمّل: **مصائب پر صبر جمیل کر۔**

شِفاء: **تندرستی، شفاء۔**

عَبْرۃ: **آنسو**،ج:عِبَر و عبرات۔

مہراقۃ: **اسم مفعول، بہا ہوا، بہائے گئے۔**

رسم: **نشان**،ج: رسوم۔

دارس: **مٹنے والا۔**

معوّل: **معتمد۔**

دأب: **عادت، حالت۔**

جارۃ: **پڑوسن۔**

أمّ الحويرث: **امرؤالقیس کی محبوبہ کی کنیت۔**

أمّ الرباب: **امرؤالقیس کی محبوبہ۔**

مأسل: **پہاڑ۔**

قامتا: **وہ دونوں کھڑی ہوئیں۔**

تضوّع: **خوشبو پھیلی۔**

مسك: **مشک، خوشبو۔**

نسیم: دھیمی ہوا۔

ريّا: خوشبو۔

قرنفل: لونگ، و: قرنفلة۔

فاضت: بہا۔

دموع: آنسو، و: دمع۔

صبابة: سوزش عشق۔

محمل: میان، ج: محامل۔

بلّ: تر ہوا۔

ألا: سنو!

رُبّ: حرف جر، تکثیر و تقلیل کے لئے۔

صالح: اچھا۔

لاسيّما: خاص طور پر۔

دارة جلجل: جگہ کا نام۔

عقرتُ: میں نے ذبح کیا۔

عذارى: باکرہ، و: عذراء۔

مطيّة: سواری، ج: مطايا۔

ياعجبا: اے لوگو! میری حیرت پر گواہ رہنا۔

كُور: کجاوہ، ج: أكوار۔

متحمل: لادا ہوا۔

ظلّ: کرتے رہنا۔ فعل ناقص۔

يرتمين: ایک دوسرے پر پھینکتی رہیں۔

لحم: گوشت، ج: لحوم۔

شحم: چربی۔

هدّاب: جھالر، و: هُدبة۔

دِمَقس: ریشم۔

مفتّل: بٹا ہوا۔

دخلتُ: میں داخل ہوا۔

خدر: ہودج، ج: أخدار۔

عُنيزة: امرؤالقیس کی معشوقہ۔

ويلات: ہلاکت ہو، و: ويل، ويلة۔

مال: مائل ہوا۔

غبيط: کجاوہ، ج: غُبط۔

عقرتَ: تو نے زخمی کردیا۔

بعير: باربرداری کا اونٹ یا اونٹنی، ج: أبعرة، جج: أباعر و أباعير۔

انزل: اتر پڑ۔

سِيرِيْ: چلی چل۔

أرْخِيْ: ڈھیلی چھوڑ۔

زِمَام: نکیل، ج: أزمّة۔

جَنَا: پیار۔

مُعَلَّل: بار بار پیار کیا جانا، یہ مرادی معنی ہے۔

حُبلی: حاملہ، ج: حبالی و حبليات۔

طرقتُ: میں رات کے وقت گیا۔

مرضع: دودھ پلانے والی۔

فألهيتُها: میں نے اس کو غافل بنادیا۔

تمائم: تعویذ، و: تميمة۔

مُحْوِل: یک سالہ بچہ۔

إِذاما: جب۔

خلف: پیچھے۔

انصرفتْ: پھیر دیتی تھی۔

له: بچہ کی طرف، لام بمعنی إلی۔

شِقّ: **کنارہ، جانب۔**

تحتی: **میرے نیچے۔**

لم یحوّل: **نہیں پھیرا جاتا تھا۔**

ظهر: **پشت، ج:** ظهور۔

كثيب: **ریت کا ٹیلہ، ج:** أكثبة، كثبان، كُثُب۔

تعذرتُ: **اس نے سختی کی۔**

آلتُ: **قسم کھائی۔**

حَلْفَة: **قسم۔**

لم تحلّل: **قسم جو نہ ٹوٹے۔**

مهلا: **چھوڑو، مصدر بمعنی امر یعنی** امهلی۔

بعد: **بعد۔**

التدلّل: **ناز نخرہ۔**

أزمعتِ: **تو نے پختہ ارادہ کرلیا۔**

صرم: **تعلق توڑنا۔**

أجْمِلِىْ: **خوش اسلوبی سے۔**

غرّ: **گھمنڈ۔**

تأمری: **تو حکم دے گی۔**

قلب: **دل، ج:** قلوب۔

3.12

سفارش کردہ کتابیں

1۔	كتاب الشعر والشعراء۔	ابن قتيبه
2۔	طبقات فحول الشعراء۔	ابن سلّام الجمحى
3۔	جمهرة أشعار العرب۔	ابن زيد القرشى
4۔	في الأدب الجاهلى۔	طٰه حسين
5۔	تاريخ آداب اللغة العربية۔	جرجى زيدان
6۔	تاريخ الأدب العربى۔	دكتور شوقى ضيف
7۔	تاريخ الأدب العربى۔	أحمد حسن الزيات
8۔	الجديد فى الأدب العربى۔	حنا الفاخوري
9۔	كتاب الأغاني۔	أبوالفرج الأصبهاني
10۔	معلقات کی شروح	

اکائی 4

زہیر بن اَبی سلمٰی کے معلقہ کے ابتدائی بیس اشعار

4.1 مقصد
4.2 تمہید
4.3 معلقہ کے ابتدائی بیس اشعار
4.4 زہیر بن اَبی سلمٰی- حیات اور شاعری
4.5 معلقہ کا ترجمہ
4.6 لغوی تحقیق
4.7 اشعار کی تشریح
4.8 معلومات کی جانچ
4.9 خلاصہ
4.10 نمونے کے امتحانی سوالات
4.11 فرہنگ
4.12 سفارش کردہ کتابیں

4.1

مقصد

اس اکائی کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو قدیم عربی ادب کے حکیم شاعر زہیر بن اُبی سلمیٰ کے بارے میں مواد فراہم کیا جائے۔ اس کا شمار جاہلی شاعروں کے طبقۂ اولیٰ میں ہوتا ہے اور یہ قدیم عربی شاعری کے عظیم ترین اساتذہ میں سے ہے۔ اس کی شاعری حکمت وموعظت سے پُر ہے۔ اس کے حولیات کی وجہ سے اس کا درجہ بہت بلند ہے۔ اس اکائی میں زہیر بن اُبی سلمیٰ کے معلقہ کے ابتدائی بیس اشعار کو پیش کیا گیا ہے۔ جس کے ذیل میں دیئے گئے تفاصیل کو پڑھنے کے بعد آپ کو زہیر بن اُبی سلمیٰ کی سوانح حیات، اس کی شاعری، اس کی شعری خصوصیات اور عربوں کی سماجی اور معاشرتی زندگی کی تفصیلات کی جانکاری ہو سکے گی۔

4.2

تمہید

زہیر بن اُبی سلمیٰ دور جاہلیت کی شاعری کا ایک نمایاں نام ہے۔ اس کا شمار جاہلی شعراء کے طبقۂ اولیٰ میں ہوتا ہے۔ یہ امرؤالقیس اور نابغہ ذبیانی کا ہم پلّہ شمار کیا جاتا ہے۔ اور بعض ناقدین ادب نے زہیر بن اُبی سلمیٰ کو ان دونوں پر فوقیت دی ہے۔ کیوں کہ اس کا کلام حسن ایجاز، سچی اور حقیقی مدح، نامانوس اور غریب الفاظ سے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں عفت مآبی، ضرب الامثال، حکمت وفلسفہ کی آمیزش، جنگ وجدال اور لڑائی جھگڑوں سے نفرت، صلح وآشتی، امن وچین کی دعوت اور وجود خدا کا تصور پایا جاتا ہے۔

4.3

معلقہ زہیر بن اُبی سلمیٰ کے ابتدائی بیس (۲۰) اشعار

١ أَمِنْ أُمِّ أَوْفَى دِمْنَةٌ لَمْ تَكَلَّمِ

بِحَوْمَانَةِ الدَّرَّاجِ فَالْمُتَثَلَّمِ

٢ وَدَارٌ لَهَا بِالرَّقْمَتَيْنِ كَأَنَّهَا

مَرَاجِيعُ وَشْمٍ فِيْ نَوَاشِرِ مِعْصَمِ

٣ بِهَا الْعِيْنُ وَ الآرَامُ يَمْشِيْنَ خِلْفَةً

وَأَطْلاَؤُهَا يَنْهَضْنَ مِنْ كُلِّ مَجْثَمِ

٤ وَقَفْتُ بِهَا مِنْ بَعْدِ عِشْرِيْنَ حِجَّةً

فَلَأْيًا عَرَفْتُ الدَّارَ بَعْدَ تَوَهُّمِ

٥ أَثَافِيَّ سُفْعًا فِي مُعَرَّسِ مِرْجَلِ

وَنُؤْيًا كَجَذُمِ الْحَوْضِ لَمْ يَتَثَلَّمِ

٦ فَلَمَّا عَرَفْتُ الدَّارَ قُلْتُ لِرَبْعِهَا

أَلَا أَنْعِمْ صَبَاحًا أَيُّهَا الرَّبْعُ وَأَسْلِمِ

٧ تَبَصَّرْ خَلِيْلِيْ هَلْ تَرَىٰ مِنْ ظَعَائِنِ

تَحَمَّلْنَ بِالْعَلْيَاءِ مِنْ فَوقِ جُرْثُمِ

٨ جَعَلْنَ الْقَنَانَ عَنْ يَمِيْنٍ وَّ حُزْنَهُ

وَكَمْ بِالْقَنَانِ مِنْ مُحِلٍّ وَ مُحَرَّمِ

٩ عَلَوْنَ بِأَنْمَاطٍ عِتَاقٍ وَّكِلَّةٍ

وِرَادٍ حَوَاشِيْهَا مُشَاكِهَةِ الدَّمِ

١٠ وَوَرّكْنَ فِي السُّوبَانِ تَعْلُونَ مَتْنَهُ
عَلَيْهِنَّ دَلُّ النَّاعِمِ المُتَنَعِّمِ

١١ بَكَرْنَ بُكُوراً واسْتَحَرْنَ بِسُحْرَةٍ
فَهُنَّ وَوَادِي الرَّسِّ كَاليَدِ لِلْفَمِ

١٢ وَفِيهِنَّ مَلْهىً لِلَّطِيفِ وَمَنْظَرٍ
أَنِيقٌ لِعَيْنِ النَّاظِرِ المُتَوَسِّمِ

١٣ كَأَنَّ فُتَاتَ العِهْنِ فِي كُلِّ مَنْزِلٍ
نَزَلْنَ بِهِ حَبُّ الفَنَا لَمْ يُحَطَّمِ

١٤ فَلَمَّا وَرَدْنَ المَاءَ زُرْقاً جِمَامُهُ
وضَعْنَ عِصِيَّ الحَاضِرِ المتخيِّمِ

١٥ ظهرْنَ مِنَ السُّوبَانِ ثُمَّ جَزَعْنَهُ
عَلَى كُلِّ قَيْنِيٍّ قَشِيبٍ وَمُفْأَمِ

١٦ فَأَقْسَمْتُ بِالبَيْتِ الَّذِي طَافَ حَوْلَهُ
رِجَالٌ بَنَوْهُ مِنْ قُرَيْشٍ وَجُرْهُمِ

١٧ يَمِيناً لَنِعْمَ السَّيِّدَانِ وُجِدْتُمَا
عَلَى كُلِّ حَالٍ مِنْ سَحِيلٍ وَمُبْرَمِ

١٨ تَدَارَكْتُمَا عَبْساً وَذُبْيَانَ بَعْدَمَا
تَفَانَوْا وَدَقُّوا بَيْنَهُمْ عِطْرَ مَنْشَمِ

١٩ وَقَدْ قُلْتُمَا إِنْ نُدْرِكِ السِّلْمَ وَاسِعاً
بِمَالٍ وَمَعْرُوفٍ مِنَ القَوْلِ نَسْلَمِ

٢٠ فَأَصْبَحْتُمَا مِنْهَا عَلَى خَيْرِ مَوْطِنٍ
بَعِيدَيْنِ فِيهَا مِنْ عُقُوقٍ وَمَأْثَمِ

4.4

زہیر بن اُبی سلمٰی-حیات اور شاعری

زہیر بن اُبی سلمٰی جاہلی دور کا نامور شاعر تھا۔ یہ صف اول کے شاعروں میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔اس کا شمار جاہلی دور کے ان تین عالی رتبہ شاعروں میں ہوتا ہے، جن کو طبقۂ اولیٰ کا مقام حاصل ہے۔زہیر بن اُبی سلمٰی کا تعلق قبیلہ مُز ینہ سے تھا، جو قبیلہ مُضَر کی ایک شاخ تھا۔اس کا باپ ابوسلمٰی ربیعہ بن رباح کسی وجہ سے بنو غطفان کے علاقہ میں گیا اور وہیں سکونت پذیر ہوگیا۔اور اسی قبیلہ کے ایک گھرانہ بنوفہر بن مرہ میں شادی کر لی۔زہیر کی وہیں پیدائش ہوئی اور وہ وہیں پروان چڑھا۔

زہیر بن اُبی سلمٰی کے خاندان میں شاعری موروثی صورت میں پائی جاتی ہے۔زہیر بن اُبی سلمٰی کا حقیقی باپ ابی سلمٰی ربیعہ بن رباح، سوتیلا باپ اوس بن حُجر، ماموں بشامہ بن غدیر، دونوں بہنیں سُلمی اور الخنساء، دونوں بیٹے کعب اور بُجیر، پوتا عقبہ بن کعب اور پڑپوتا العوام بن عقبہ سب شاعر تھے۔

زہیر کا استاد اول اس کا سوتیلا باپ اوس بن حجر تھا۔اس کے علاوہ اس نے اپنے ماموں بشامہ بن غدیر سے بھی استفادہ کیا، جو ایک بہترین شاعر اور بیدار مغز، نفیس طبیعت کا انسان تھا۔وہ اپنی تیز فہمی، دوراندیشی اور دولت مندی میں خاصی شہرت رکھتا تھا، ایسے شاعرانہ ماحول میں اس کی نشو ونما ہوئی تو اس کے شعر گوئی کے فطری جوہر نمایاں ہونے لگے۔جب اس نے شعر وشاعری کے میدان میں قدم رکھا تو کچھ ہی عرصے میں اس کی شہرت پھیلنے لگی اور اس کی رفعت کے لوگ معترف ہونے لگے۔

قبیلہ غطفان کے اس علاقے میں عرب کے دو قبیلوں عبس وذبیان کے مابین ایک لمبے عرصے تک خوں چکاں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔یہ لڑائی عرب کی سرزمین میں حرب داحس وغبراء کی تاریخی لڑائیوں کے نام سے موسوم ہے۔جس کی نذر ہزاروں انسانی جانیں ہوئیں۔انگنت بچوں کے سر سے باپ کا سایہ اٹھا اور متعدد عورتیں شوہر کی نعمت سے محروم ہوئیں۔دوسری طرف ان لڑائیوں کے نتیجے میں شعر وشاعری کے لئے نئے نئے میدان وا ہوئے۔جن میں قابل ذکر فخریہ، ہجویہ اور انتقامی جذبات کو ہوا دینے والے اشعار ہیں۔اسی طرح ان لڑائیوں کے جزوی و تفصیلی واقعات کو محفوظ رکھنے کے لئے اشعار سے معاونت لی گئی۔اس کے نتیجے میں ایک جانب ان خون آشام لڑائیوں اور ان کی تباہیوں کا ذکر ملتا ہے تو دوسری جانب صلح وآشتی سے زندگی گزارنے کی دعوت اور معرکہ آرائی سے کراہیت کے اشعار ملتے ہیں۔ان شاعروں میں سرفہرست زہیر بن اُبی سلمٰی کا نام آتا ہے جس نے معرکہ آرائیوں کے خسران کو اشعار میں ڈھالا اور ان کی تباہ کاریوں سے باز رکھنے کی سعیٔ بلیغ کی۔عربوں کو میل محبت سے رہنے کے لئے اشعار میں نغمے الاپے۔انہیں اتحاد والتئام کا درس دیا۔کیوں کہ اس وقت عرب تباہی کے دہانے پر پہونچ چکے تھے۔بنو عبس وذبیان میں داحس وغبراء کے معرکے کا بازار گرم تھا۔جس کا سلسلہ چالیس سال سے چل رہا تھا اور اس کی ہولناکی ختم ہونے کو نہ آرہی تھی۔اس کے بھینٹ ہزاروں انسان چڑھ چکے تھے۔اس وقت قبیلہ ذبیان کے دو رحم دل سرداروں ہرم بن سنان اور حارث بن عوف کو اپنی قوم کی حالتِ زار پر رحم آیا اور انہوں نے دونوں قبیلوں کے درمیان صلح وآشتی کا علم بلند کیا۔

اور آپس میں شیر وشکر کرنے کے لئے بے انتہا کوششیں کیں اور بالآخران کے درمیان صلح کرادی۔مقتولین کے خون بہا اپنے پاس سے تین ہزار اونٹنیوں کی شکل میں دیئے اور یہ منحوس لڑائی اختتام پذیر ہوئی۔لوگوں کوسکون کا سانس لینا نصیب ہوا۔زہیر بن اَبی سلمٰی جس کی سرشت میں نیکی وبھلائی تھی، وہ صلح پسند اور امن کا پیامبر تھا۔اس کے دل ودماغ پران سرداروں کی کوششوں اوراس کے نتیجے میں امن وسکون کی کھیتی لہلہانے سے بیحد اثر ہوا۔ان فوائد کا بغور مشاہدہ کیا اوراس نے ان سرداروں کی شان میں نہایت اثر انگیز مدحیہ قصیدہ لکھا،جس میں ان کے اچھے عمل کوشاندار الفاظ میں سراہا،لڑائی جھگڑوں کی تباہ کاریوں کی نحوست اوراس کے بدانجامی کی نشاندہی کی اور میل محبت سے رہنے کی تلقین کی۔اس عمل کونہایت دل کش پیرایۂ بیان میں ذکر کیا۔جودلوں کے تاروں کوجھنجھنا دیتا ہے۔اس کی دعوت کی ضوفشانی نے سارے جزیرہ نماعرب کوروشن کردیا اورعربوں نے زہیر بن اَبی سلمٰی کوآسمان شعروادب کا چمکتا ستارہ سمجھا۔

عرائس الشعر کے طور پر زہیر بن اَبی سلمٰی کے یہاں بہت سے نام ملتے ہیں،لیکن حقیقی زندگی میں عورت کا وجودصرف اس کی بیویوں امّ اوفی اورامّ کعب کی شکل میں پایا جاتا ہے۔امّ اوفی کے نام کواپنے معلقہ کے مطلع میں استعمال کیا ہے۔جس سے اس کا نام سرمدی صورت اختیار کرگیا ہے۔امّ اوفی سے اولادہوئی۔لیکن شومیٔ قسمت کوئی زندہ نہ رہا۔پھراس نے حصول اولاد کے لئے کبشہ بن عمار سے دوسری شادی کی جس سے دولڑکے کعب اور بجیر کی پیدائش ہوئی۔ان دونوں کوصحابیٔ رسول ہونے کا شرف حاصل ہوااورکعب کی طرف نسبت کی وجہ سے انہیں امّ کعب کہا گیا۔

امّ اوفی سوکن کے آنے کے بعدزہیر سے بہت خفارہنے لگی اورزہیر بن اَبی سلمٰی کے ساتھ اس کا رویہ بہت جارحانہ ہوگیا،نتیجتاً زہیر بن اَبی سلمٰی نے اس کواپنی زندگی سے علاحدہ کردیا۔غصہ فروہونے کے بعدزہیر بن اَبی سلمٰی اپنے فعل پر بہت پشیماں ہوا،اوراس نے امّ اوفی کو بہت خوبصورت شعرمیں یادکیا،وہ کہتا ہے:

لَعَمرُكِ وَالخُطوبُ مُغيِّراتٌ
وَفي طُولِ المُعاشَرَةِ التَّقالي
لَقَد بالَيتُ مُظعَنَ أمِّ أوفى
وَلكِن أمُّ أوفى لاتُبالي
لِذي صَهرٍ أُذِلتُ وَلَم تَذالي
أصَبتُ بَنِيّ مِنكَ وَنِلتِ مِنِّي
مِنَ اللَّذَّاتِ وَالحُلَلِ الغَوالي

تیری زندگی کی قسم! حادثات زمانہ ہر چیز کوزیروزبر کئے ڈالتے ہیں اورطویل یکجائی باہمی نفرت کوجنم دیتی ہے۔

بالیقین میں نے توام اوفیٰ کے کوچ کرجانے کودل پرلیا ہے مگرام اوفیٰ اسے کچھ اہمیت نہیں دیتی۔

سو(اے ام اوفیٰ)اگرتو دورہوہی گئی ہے تواب کسی قرابت دار سے یہ شکوہ نہ کرنا کہ میری اہانت ہوئی ہے، سچی بات یہ ہے کہ تیری کبھی اہانت نہیں کی گئی۔

میرے یہاں تجھ سے اولادہوئی اورتونے بھی مجھ سے بہت کچھ لطف اٹھایا اوربیش قیمت پوشاکیں پہنیں۔

دوسری جگہ چند اشعار میں دوسری بیوی ام کعب کے شکوے کا ذکر کرتا ہے۔جس میں وہ یہ کہتی ہے کہ تو مجھ میں عیب نکالتا ہے اور مجھ سے گریزاں رہتا ہے، حالانکہ میں تیرے بچوں کی ماں ہوں اور تیری عزت کو سنبھالے ہوئی ہوں۔ زہیر بن اُبی سلمیٰ آخری شعر میں مختصر جواب دیتا ہے:

أقِيْــــمِــــي أمّ كَــــعْــــبٍ وَاطْــــمَــــئِــــنّــــي

فَــــإنَّكِ مَــــا أقَــــمْــــتِ بِــــخَــــيْــــرِ دارِ

اے ام کعب! بیٹھی رہ، اور مطمئن رہ، کہ تو جب تک بیٹھی ہے بہترین گھر میں بیٹھی ہے۔

معلقہ

زہیر بن اُبی سلمیٰ کا معلقہ قصیدہ میمیہ ہے۔ یہ بحر طویل میں ہے۔اس معلقہ کو داحس وغبراء کی جنگ کے ختم ہونے کے بعد کہا۔جس کی تباہ کاری کا خاتمہ ہرم بن سنان اور حارث بن عوف کی دخل اندازی سے ہوا۔اور حصین بن ضمضم کی کینہ پروری سے جنگ کے شعلے دوبارہ بھڑکنے کے قریب ہوگئے تھے۔لیکن اس موقعہ پر حارث بن عوف نے تحمل اور ایثار سے کام لیا اور اس کی وجہ سے صلح باقی رہی۔

ہرم بن سنان اور حارث بن عوف کا یہ کارنامہ ناقابل فراموش تھا۔ زہیر بن اُبی سلمیٰ نے انہی دونوں سرداروں کو اپنے معلقہ کا مرکزی موضوع قرار دیا۔ان کے فعل کی ثناخوانی کی۔ جنگ کی ہولناکیوں سے ڈرایا اور صلح کو مستحسن عمل قرار دیا۔ زہیر بن اُبی سلمیٰ نے کلاسیکی ادبی روایت کے پیش نظر معلقہ کی شروعات اپنی سابقہ بیوی ام اوفیٰ کی تشبیب سے کیا۔ یہ تشبیب پندرہ اشعار پر مبنی ہے۔ام اوفی نے ایک مرتبہ جس مقام پر قیام کیا تھا۔شاعر کا گزر اس مقام سے بیس سال کے بعد ہوا۔ وہاں اس نے نیل گایوں اور ہرنیوں کو آزادانہ گھومتے پھرتے اور بعض کو جگہ جگہ بیٹھے ہوئے دیکھا۔جن کے بچے اپنی ماؤں کو دیکھ کر قلانچیں مار رہے تھے اور چوکڑیاں بھر رہے تھے۔ پھر اس کی نگاہ چولہے کی سیاہ پتھروں اور بارش کے پانی کو باہر سے روکنے کے لئے خیمے کے گرد کھودی جانے والی نالی پر پڑی، تو بہت دیر تک انہیں شک وشبہ کی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ بہت غور وفکر کے بعد ان خیمہ گاہوں کو پہچان لیا۔ کیوں کہ وہ شکستگی کے باوجود قابل شناخت تھے۔ پھر اس کا ذہن بیس سال پہلے بیتے دنوں کی یاد میں کھو جاتا ہے اور اس کے دماغ میں انمٹ نقوش ابھرتے ہیں۔ گزرے دنوں کے حسین وخوشگوار لمحات ذہن ودماغ کے اسکرین پر حرکت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔اس موقعہ پر وہ اپنے ساتھیوں سے فرط شوق میں پوچھتا ہے کہ کیا وہ بھی اس کی طرح ہودج نشیں حسیناؤں کو دیکھ رہے ہیں۔ جو چشمہ جرثم کے اوپری علاقوں میں محو سفر ہیں۔ اس کے بعد خوبصورت تشبیہات اور دلکش پیرایۂ بیان کی مدد سے روداد سفر کے احوال وکوائف کو بیان کرتا ہے اور آخری شعر میں وہ ذکر کرتا ہے کہ جب وہ لبِ آب آئیں۔ جہاں گہرائیاں نیلگوں تھیں۔اس وقت انہوں نے آگے سفر کا ارادہ ترک کر کے ہاتھ سے اس طرح اپنی عصاؤں کو رکھ دیا جیسے مسافر اپنے مقام پر پہونچ چکا ہو۔ اس میں یہ کنایہ پنہاں ہے کہ ان نازنینوں کو چشمہ کے قریب آ کر تھکاوٹ دور کرنے کے لئے غسل کا خیال آیا اور اسی وقت انہوں نے آگے سفر کو موقوف کر دیا۔

پھر تشبیب سے گریز کرتا ہے اور دس شعر میں معلقہ کے مرکزی مضمون کو بیان کرتا ہے اور وہ ہرم بن سنان اور حارث بن عوف کی بلند پایہ قیادت

،تصفیہ کے لئے کوششوں، خیر خواہی وخیر سگالی کے جذبوں، ایثار و بے غرضی اور حسن تدبیر کا تذکرہ بڑے دلنشین انداز میں کرتا ہے۔ اس تذکرہ کی شروعات خانہ کعبہ کی قسم سے کرتا ہے۔

اس کے بعد چند اشعار میں صلح کے نتیجے اور خون بہا کے حصول کی برکت کو بیان کرتا ہے۔

پھر چند اشعار میں جنگ کی ہولنا کی سے نفور پیدا کرنے کی خوفناک تصویریں پیش کرتا ہے اور حرب وضرب کو خونخوار درندے، بھڑک اٹھنے والی آگ، پیس ڈالنے والی چکّی اور ایک ایسی اونٹنی کے مشابہ قرار دیتا ہے جو سال میں دو دو مرتبہ حاملہ ہوتی ہو اور ہر بار جڑواں بچے جنتی ہے اور ہر بچہ قوم ثمود کے قدار بن سالف کی طرح بدبخت ہوتا ہے۔ جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیا تھا۔ پھر وہ ان بچوں کی پرورش وپرداخت کرتی ہے۔ اس کے بعد جنگ کی طوالت اور اس کی ہولنا کی پر طنز کرتا ہے اور اسے عراق کی زرخیز بستیوں کی پیداوار نقد وجنس سے بھی بڑھا ہوا بیان کرتا ہے۔ کیوں کہ جنگ جس قدر دراز ہوگی، اس سے اتنی ہی ہولنا کی بڑھے گی اسلئے اسے روکنے میں پوراز ور صرف کرنے کی تلقین کرتا ہے اور سب مل کر شیر وشکر ہو کر زندگی گزارنے پر توجہ دلاتا ہے، نیز یہ کہتا ہے کہ تم مل جل کر رہو، ورنہ تم ہلاکت سے دوچار ہو جاؤ گے اور تمہاری ہلاکت کا تماشہ دوسرے لوگ دیکھیں گے۔ یہ تصویری پیکر قدیم صحرانشیں عرب قبائل کے لئے حرب وضرب سے محفوظ رکھنے کے لئے زہیر بن اَبی سلمٰی نے نسخۂ کیمیا کے طور پر پیش کیا۔

اگلے چند شعر میں حصین بن ضمضم کی مذمت بیان کی ہے۔ جس نے بنوعبس کے ایک فرد کو مہمان ہونے کی حالت میں دھوکہ سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور اس کی وجہ سے طرفین دوبارہ جنگ کے دہانہ پر کھڑے ہوگئے تھے۔ زہیر بن اَبی سلمٰی نے حصین بن ضمضم کے اس فعل کی مذمت اس طرح بیان کی کہ ذم میں بھی مدح کی رمق کا احساس ہوتا ہے۔ کیوں کہ زہیر بن ابی سلمٰی نے اس کی تصویر ایک بارعب شیر کے طور پر پیش کیا ہے، جس کے ناخن تیز اور گردن پر گھنے لمبے بال ہیں۔ زہیر بن اَبی سلمٰی کے ایسے پیش کش اور ایسے لہجہ میں مخاطب کرنے سے اس کی قبائلی بصیرت، ان کے مزاج سے شناوری اور سیاست سے گہری واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔ کیوں کہ جاہلی اقدار کے حامل تندخو لوگوں کو بغیر ضمنی داد کے اعتدال کا پیغام سنانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا اور حصین بن ضمضم دونوں ممدوحوں کا ہم نسب تھا۔ اس لئے اس کی مذمت میں بھی اس بات کا خیال رکھا کہ اس کے فعل کی شناعت بھی بیان ہو جائے اور اس سے ان کے دل کے آبگینوں میں کوئی بال بھی نہ آئے۔

داحس وغبراء کی جنگ اور صلح کا تذکرہ مقامی اور ہنگامی صورت حال کے پیش نظر اہم تھا۔ اس لئے زہیر بن اَبی سلمٰی نے اس کے بیان میں موتیوں کو بکھیر دیا۔ تا کہ ہر شخص اس سے اپنے ظرف کے مطابق اپنا دامن بھر سکے اور اس سے استفادہ کر کے اپنی زندگی میں سکون واطمینان کی بہار لا سکے۔

معلقہ کے آخری حصے میں حکمت ودانش کو بیان کرتا ہے اور اپنی طویل زندگی کے مشاہدات کا نچوڑ اشعار میں ڈھالتا ہے اور ان تمام اشعار میں آفاقی نقطۂ نظر کے احساسات کی ترجمانی پیش کرتا ہے۔ مثلاً ایک شعر:

رأیتُ المَنَایَا خَبطَ عَشْوَاءَ مَنْ تُصِبْ
تُمِتْهُ وَمَنْ تُخطِئ یُعَمَّرُ فَیَهْرَم

میں نے موتوں کو دیکھا کہ وہ اندھی اونٹنی کی طرح اندھا دھند ہاتھ پاؤں مارتی ہیں۔ جو ان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے، اسے مارڈالتی ہیں اور جس سے چوک

جاتی ہیں، وہ عمر دراز پا کر بڑھاپے کی انتہا کو جا پہونچتا ہے۔

اس شعر کو موت وزیست کے نظام سے متعلق سمجھا گیا ہے، لیکن اگر اس کو دوسرے شعر سے مربوط کر کے بڑھا جائے تو:

سئمت تکالیف الحیاۃ ومن یعش
ثمانین حولاً لا أبا لك یسأم

میں زندگی کی تکالیف سے ملول خاطر ہو چکا ہوں اور جو کوئی اسی (۸۰) برس کی عمر کو پہونچ جائے وہ اپنی زندگی سے اکتا ہی جاتا ہے۔

موت کو اندھی اونٹنی سے تشبیہ دینا درازئ عمر سے اکتا جانے کا ایک جذباتی ردعمل بھی ہوسکتا ہے، چنانچہ وہ اپنا مشاہدہ بیان کرتا ہے کہ میں بہت سے غنچوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ بن کھلے مرجھا جاتے ہیں اور میں زندگی سے ملول خاطر ہوں پھر بھی زندگی گزار رہا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی اور موت کا نظام کسی ضابطے کا پابند نہیں ہے۔

زہیر بن اَبی سلمٰی ایک صاحب طرز شاعر تھا۔ اس کی زمزمہ سازی نے عربوں کی معاشرتی زندگی میں گہرے نقوش چھوڑے۔ جس سے اس کا کلام عرب کے مانے ہوئے مغنیوں کی زبان پر چڑھا اور اس کا اسلوب بیان بعد کے زمانوں کی عربی شاعری پر بلند خیالی کے اثرات چھوڑے، جس کا دائرہ اس کے خاندانی شعراء اور شاگردوں تک محدود نہیں ہے بلکہ مختلف ادوار کے ممتاز شعراء کے یہاں بھی جھلکتا ہے۔

زہیر بن اَبی سلمٰی کے کلام کی شعری خصوصیات میں سے چند یہ ہیں:

☆ ترجمانِ حقیقت کا علم بردار:

زہیر بن اَبی سلمٰی کی شاعری میں ثقیل اور بھاری بھر کم الفاظ بہت قلیل ہیں اور اس کی شاعری حسنِ ایجاز کا نمونہ سمجھی جاتی ہے اور مدحیہ کلام میں عموماً شعراء حدّ اعتدال سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ لیکن زہیر بن اَبی سلمٰی اس میں بھی اعتدال کا خیال رکھتا ہے اور مدح میں انہیں صفات ومحاسن کو بیان کیا ہے جو حقیقت میں اس میں موجود تھیں، کسی بھی معاملہ میں دوراز کار باتوں اور مبالغہ آرائیوں سے وہ مکمل مجتنب رہا اور وہ عربی معاشرہ کی صدق وسادگی کے گن گاتا رہا، اس لئے وہ ترجمان حقیقت کے درجہ پر فائز نظر آتا ہے۔

☆ حکمت کی موتیاں وواضح الفاظ:

زہیر بن اَبی سلمٰی کی شاعری میں الفاظ ومعانی کے بہترین امتزاج کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ وہ ایسے الفاظ منتخب کرتا ہے جس سے معانی تک رسائی آسانی سے ہو جاتی ہے۔ اس نے استعارات وتشبیہات اور غیر ضروری صنعت لفظی اور تعقید معنوی سے اپنے کلام کو پاک وصاف رکھا۔ مفہوم کو خوب واضح الفاظ میں بیان کیا، نامانوس اور بھدے الفاظ کے استعمال سے بچتا رہا۔ وہ اپنی شاعری کے آرائش زلفِ سخن میں عرق ریزی سے کام لیتا تھا اور الفاظ ومعانی پر خوب غور وفکر کرتا تھا اور اس کی تہذیب وتنقیح میں لگا رہتا تھا۔ اس کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ وہ مہینے بھر میں ایک قصیدہ کہتا اور پھر سال بھر اس کی کاٹ چھانٹ میں لگا رہتا۔ اس کے ایسے قصیدے ''حولیات'' کہلاتے ہیں یعنی سال سال بھر میں کہے ہوئے۔ کیوں کہ وہ انہیں ایک سال کے بعد منظر عام پر لاتا تھا اور خود اسے ''عبید الشعر'' کہا جاتا ہے اور اس کی شاعری میں جو حکمت وموعظت پائی جاتی ہے اس کی وجہ سے اس کو آفاقی درجہ ملا۔

☆اخلاقی اقدار اور ضرب الامثال:

زہیر بن اَبی سلمٰی کی شاعری میں غیر معیاری اور کم تر درجہ کے الفاظ قریب قریب نہیں کے برابر ہیں اور ہجو کہیں پایا بھی جاتا ہے تو وہ واقعات کی حقیقی ترجمانی کے درجہ میں ہے۔ اس کے کلام میں حکمت وفلسفہ، اخلاقی اقدار اور ضرب الامثال کا تذکرہ بہت کثرت سے پایا جاتا ہے اور دوسرے جاہلی شعراء کا کلام اس معاملہ میں زہیر بن اَبی سلمٰی سے پیچھے ہے اور اس مخصوص اسلوب بیان کی وجہ سے زہیر بن اَبی سلمٰی کے کلام میں ایک قسم کا تقدس جھلکتا ہے اور ابن قتیبہ کے بقول: کان زُهيرٌ يتأَهَّلُهُ وَيتَعَفَّفُ فِيُ شِعْرِهِ۔ (زہیر بن اَبی سلمٰی اپنی شاعری میں باخدا اور باعفت رہتا تھا)۔

☆منظر نگاری:

زہیر بن اَبی سلمٰی کی شاعری میں اعلیٰ درجہ کی منظر نگاری پائی جاتی ہے۔ اس کے حسن تخیل نے مظاہر فطرت، عربی ماحول، بدوی زندگی کی صحیح عکاسی میں بہت معاونت کی ہے اور اس نے اپنی شاعری کے مضامین میں ان صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور اس کی شاعری میں لفظی صنعت اور استعارے وکنایے مناسب انداز میں مستعمل ہیں جن کے برمحل استعمال سے کلام کی دل کشی دوبالا ہوگئی ہے۔

زہیر بن اَبی سلمٰی نے طویل عمر پائی اور اس کی مذہبی حیثیت کے بارے میں معتدل بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ اس کا تعلق متأخر جاہلی دور کے ان سلیم الطبع لوگوں سے تھا، جو ذاتی بصیرت اور اہل کتاب کی صحبت کی وجہ سے ایک دینی انقلاب کی آمد کے لئے تیار تھے۔

4.5

معلقہ کا ترجمہ:

۱۔ أَمِنْ أُمِّ أَوْفىٰ دِمْنَةٌ لَمْ تَكَلَّمِ بِحَوْمَانَةِ الدَّرَّاجِ فَالْمُتَثَلَّمِ

کیا مقام دَرّاج اور مُتثلّم کی سنگلاخ اور ویران زمین پر جو نشانات مجھے نظر آرہے ہیں، میری محبوبہ بیوی امّ اوفی کے مکان کے ہیں۔

۲۔ وَدَارٌ لَهَا بِالرَّقْمَتَيْنِ كَأَنَّهَا مَرَاجِيعُ وَشْمٍ فِي نَوَاشِرِ مِعْصَمِ

امّ اوفی کا ایک مکان مقام ضمان میں دو باغوں کے درمیان واقع ہے، وہ نشان کہنہ ہونے کی وجہ سے ایسا نظر آتا ہے، جیسے عورت کی کلائی پر گودے کے دوہرے نشانات ہوتے ہیں۔

۳۔ بِهَا الْعَيْنُ وَ الآرَامُ يَمْشِيْنَ خِلْفَةً وَأَطْلاؤُهَا يَنْهَضْنَ مِنْ كُلِّ مَجْثَمِ

اس ویران مکان میں اس وقت نیل گائیں اور ہرن ایک دوسرے کے آگے پیچھے بکثرت پھر رہے ہیں اور ان کے بچے اپنی ماؤں کے دودھ پینے کے لئے ہر جگہ سے اٹھ رہے ہیں۔ (کیوں کہ وہ اسی جگہ پیدا ہوئے ہیں)

۴۔ وَقَفْتُ بِهَا مِنْ بَعْدِ عِشْرِيْنَ حِجَّةً فَلأْياً عَرَفْتُ الدّارَ بَعْدَ تَوَهُّمِ

مجھے آج بیس سال کی طویل مدت کے بعد اس جگہ ٹھہرنا ہوا ہے، زیادہ عرصہ گزرنے کی وجہ سے مکان کا ڈھانچہ بدل چکا ہے، اس لئے بہت تأمل کے بعد پہچاننا ممکن ہو سکا ہے۔

۵۔ أَثَافِيّ سُفْعاً فِي مُعَرّسِ مِرْجَلٍ وَنُؤْياً كَجِذْمِ الْحَوْضِ لَمْ يَتَثَلَّمِ

میں نے اس جگہ کے اس سرخی مائل سیاہ پتھروں کو بھی پہچان لیا، جن پر وہ دیگ رکھ کر پکاتی تھی، وہ نالی بھی دیکھی، جو خیموں کے اردگرد پانی روکنے کے لئے کھودی گئی تھی، جو حوض کی طرح تھی اور ابھی تک صحیح وسالم ہے۔

۶۔ فَلَمَّا عَرَفْتُ الدَّارَ قُلْتُ لِرَبْعِهَا أَلَا أَنْعِمْ صَبَاحاً أَيُّهَا الرَّبْعُ وَاسْلَمِ

جب میں نے محبوبہ کی قیام گاہ کو ان نشانات کی وجہ سے پہچان لیا، تو میں نے اس کے گھر کو مخاطب کر کے کہا، اے دارِ حبیب! خدا تجھ کو صبح کی لوٹ مار سے امن میں رکھے، تیرا وقت آرام وسکون سے گزرے اور تم آفتِ روزگار سے محفوظ رہو۔

۷۔ تَبَصَّرُ خَلِیُلِیُ هَلُ تَریٰ مِنُ ظَعَائِنٍ تَحَمَّلُنَ بِالُعَلُیَاءِ مِن فوقِ جُرثمٍ

(اب شاعراپنے دوست سے مخاطب ہوکر کہتا ہے) اے میرے دوست! ذرا غور سے دیکھو! کیا تم کو سامنے وہ ہودج نشیں عورتیں نظر آرہی ہیں، جو اپنے اسباب باندھ کر آبِ جرثم کے پاس اونچی جگہ پر بیٹھی ہوئی آمادۂ سفر معلوم ہورہی ہیں، یا غایت مدہوشی کی وجہ سے تصور کی نگاہوں میں مجھ کو کچھ ایسا ہی نظر آرہا ہے۔

۸۔ جَعَلُنَ الُقَنَانَ عَنُ یَمِیُنٍ وَّ حَزُنَهٗ وَکَمُ بِالُقَنَانِ مِنُ مُحِلّ و مُحرِمِ

ان عورتوں نے کوہ قنان اور اس کی پتھریلی زمین کو داہنی جانب چھوڑا اور قنان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا خون دشمنی کی وجہ سے ہمارے لئے حلال ہے اور بہت سے ایسے ہیں جن کا خون دوستی کی وجہ سے ہمارے لئے حرام ہے۔

۹۔ عَلَوُنَ بِأَنُمَاطٍ عِتَاقٍ وَّ کِلَّةٍ وِرَادٍ حَوَاشِیُهَا مُشَاکِهَةِ الدَّمِ

ہودج نشینوں نے اپنے کجاووں کو مختلف رنگ کے کپڑوں سے سجا رکھا تھا، گویا کہ ان کا کجاووں کو رنگ برنگے کپڑوں سے سجانے کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان پر ناز پروردہ معشوق کی سی ادائیں تھیں۔

۱۰۔ وَوَرّکُنَ فِي السُّوبانِ یَعُلُونَ مُتُنَهٗ عَلَیُهِنَّ دَلُّ النَّاعِمِ الُمُتَنَعَّمِ

اور ہودج نشیں عورتیں جس راہ پر جارہی تھیں، وہ چلتے چلتے وادیٔ ''سوبان'' کی طرف نشیب میں اتر گئیں، ان کی حالت یہ تھی کہ جب وہ بلندی پر چڑھتی تھیں تو اس وقت وہ نازک اندام اور خوش حال معشوقوں کی طرح نظر آتی تھیں۔

۱۱۔ بَکَرُنَ بُکُوراً واسُتَحَرُنَ بسُحُرَةٍ فهُنَّ وَوَادِي الرَّسِّ کَالیَدِلِلُفَمِ

اے میرے دوست! ان ہودج نشیں عورتوں کی حالت دیکھو! کہ وہ صبح سویرے وادیٔ رس جانے کے لئے اٹھیں اور اس وادی میں اس طرح تیزی کے ساتھ بے تکلف پہونچ گئیں، جس طرح سیدھا ہاتھ منہ میں پہونچ جاتا ہے۔

۱۲۔ وَفِیُهِنَّ مَلُهیً لِلَّطِیُفِ وَمَنُظَرٍ أَنِیُقٌ لِعَیُنِ النَّاظِرِ الُمُتَوَسِّمِ

ان عورتوں میں خوش طبع شخص کے لئے دل بستگی کے سب سامان موجود ہیں اور حسن کو پرکھنے والے اہل نظر کے لئے وہ ایک دل کش منظر پیش کرتی ہیں۔

۱۳۔ کَأَنَّ فُتَاتَ الُعِهُنِ فِیُ کُلِّ مَنُزِلٍ نَزَلُنَ بِهٖ حَبُّ الُفَنَا لَمُ یُحطَّمِ

جس منزل پر وہ جا کر اتریں، ان کے ہودجوں پر پڑے ہوئے سرخ اونی کپڑے کے خوبصورت ٹکڑے، ایسی آب وتاب دکھا رہے تھے جیسے مکوہ کے پودے میں لگے ہوئے سرخ دانے چمکتے ہیں، (مکوہ ایک مشہور پودا ہے، جس کے گول پھل پختہ ہونے پر سرخ اور چمکدار نظر آتے ہیں اور ٹوٹنے کے بعد ان کی تابانی زائل ہوجاتی ہے)۔

۱۴۔ فَلَمَّا وَرَدْنَ الْمَاءَ زُرْقاً جِمَامُهُ وضَعْنَ عِصِيَّ الحَاضِرِ المتخيِّمِ

جب وہ اس پانی پر اتریں، جس کی گہرائیاں نیلگوں معلوم ہوتی تھیں، تو انہوں نے خیمہ نصب کرنے والے شہری کی طرح اپنی چھڑیاں رکھ دیں اور وہیں قیام پذیر ہوگئیں۔

۱۵۔ ظهرْنَ مِنَ السُّوبَانِ ثُمَّ جَزَعْنَهُ عَلَىٰ كُلِّ قَيْنِيٍّ قَشِيبٍ وَّمُفْأَمِ

وہ عورتیں وادئ سوبان سے ظاہر ہوئیں، پھر انہوں نے اس وادی کی چوڑائی کو طے کیا، وہ سب نئے اور کشادہ ہودجوں میں بیٹھی ہوئی تھیں۔

۱۶۔ فَأقْسَمْتُ بِالبَيْتِ الّذِيْ طَافَ حَوْلَهُ رِجَالٌ بَنَوْهُ مِنْ قُرَيْشٍ وَّ جُرهُمِ

میں نے اس گھر کی قسم کھائی، جس کے گرد قبیلہ قریش اور قبیلہ جرہم کے ان لوگوں نے طواف کیا، جنہوں نے اس کی تعمیر کی۔

۱۷۔ يَمِيْناً لَنِعْمَ السِّيِّدَانِ وُجِدْتُّمَا عَلَىٰ كُلِّ حَالٍ مِنْ سَحِيْلٍ وَّمُبْرَمِ

میں خانۂ کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مصیبت وراحت دونوں حالتوں میں تم ہی دو بہترین سردار پائے گئے۔

۱۸۔ تَدَارَكْتُمَا عَبْساً وَذُبْيَانَ بَعْدَمَا تَفَانَوْا وَدَقُّوا بَيْنَهُمْ عِطْرَ مَنْشِمِ

تم دونوں سردار نے قبیلۂ عبس وذبیان کو باہم کٹ مرنے کے بعد اور عطر منشم پر عہد کرنے کے بعد بچالیا، یہ تمہارا بڑا کارنامہ ہے۔

۱۹۔ وَقَدْ قُلْتُمَا اِنْ نُدرِكِ السِّلْمَ وَاسِعاً بِمَالٍ وَّمَعْرُوْفٍ مِنَ الْقَوْلِ نَسْلَمِ

تم نے اچھی بات کہی کہ اگر ہم مال خرچ کر کے اور بھلی بات کے ذریعہ کامل صلح کرلیں، تو ہم آپس کی خوں ریزی سے محفوظ ہوجائیں گے۔

۲۰۔ فَأَصْبحتُمَا مِنْهَا عَلَىٰ خَيْرِ مَوطِنٍ بَعِيدَيْنِ فِيْهَا مِنْ عُقُوْقٍ وَّمَأْثَمِ

تم صلح کے بہترین مقام پر پہونچ گئے اور صلح کے بارے میں نافرمانی اور گناہ سے بچے رہے۔

4.6

لغوی تحقیق:

أمِنْ: ہمزہ استفہامیہ اور مِنْ جارہ ہے۔

أمّ أوفیٰ: اس کے محبوبہ کی کنیت ہے، یا یہ زہیر بن اُبی سلمیٰ کی پہلی بیوی تھی۔

دِمنَة: گھر کے نشانات، کوڑا کباڑ اڈالنے کی جگہ، ج: دِمَن، و دِمُن۔

لم تتکلّم: نفی جحد بلم، بات چیت نہیں کی۔ یہ اصل میں تتکلّم تھا، اس میں تاء کو گرادیا گیا ہے۔

حُومانة: سخت زمین، پتھریلی زمین، ج: حَوُمان۔

دُرّاج اور متثلّم: دونوں جگہوں کے نام ہیں۔

دار: گھر، صحن دار مکان، رہائشی مکان، قبیلہ، شہر، ج: دور، دیار، أدوار، یہ مؤنث ہے۔

الرقمتین: تثنیہ، مفرد، الرقمة، باغ، وادی کا کنارہ، وادی کی نشیبی جگہ جہاں پانی اکٹھا ہو، یہاں دو باغ مراد ہیں۔ ایک بصرہ کے قریب ہے اور دوسرا مدینہ منورہ کے قریب ہے، جو صمّان کی طرف واقع ہے اور صمّان متثلّم کے قریب ہے۔

مراجیع: گودنے کے وہ نشانات جو دوبارہ سیاہی سے اجاگر کئے گئے ہوں، واحد: مرجوع۔

وَشُم: اسم مصدر، گودائی، گودنے کا اثر، علامت، ج: وُشوم، وِشام۔

نواشر: بڑی رگ، رگ، ہاتھ، جلد کا ظاہری حصہ، واحد: ناشر یا ناشرة۔

مِعُصَم: کلائی، بازو، بازوؤں میں وہ جگہ جہاں کنگن پہنے جاتے ہیں، ج: معاصم۔

عِین: کسرہ کے ساتھ، و: عیناء؛ بڑی آنکھ والا ہونا، موصوف البقرات محذوف ہے، البقرات العِین: بڑی آنکھوں والی نیل گائیں۔

أرآم: خالص سفید رنگ کا ہرن، ہرنی، و: ریم اور رِأم۔

خِلفة: ایک چیز کے بعد آنے والی چیز، آگے پیچھے آنا جانا، آگے پیچھے۔

أطلاء: انسان یا جانور کا بچہ، پیدائش سے طاقتور ہونے کی عمر تک، ہرنی کا بچہ ہر چھوٹی چیز، و: طِلاء۔

ینهضن: وہ عورتیں اٹھتی ہیں، صیغہ جمع مؤنث غائب، فعل مضارع معروف، نهض (ف) نَهُضاً و نهوضاً: اٹھنا۔

مجثِم: یہ اسم ظرف ہے، بیٹھنے کی جگہ، ج: مجاثم، من کلّ مجثم: ہر جگہ، جَثَمَ الحیوانُ (ن،ض) جَثُماً و جُثُوماً: سینے کو زمین میں لگانا۔

حِجّة: حاء کے کسرہ کے ساتھ، سال، ج: حِجَج۔

فلأيا: فاءعطف کے لئے ہے، جہد ومشقت، غوروفکر، مشقت وکوشش، ج:اللّآئی۔

توهّم: خیال کرنا، تأمل کرنا، گمان کرنا، تصور کرنا، توهّم الخير فيه: کسی بھی بھلائی اوراچھائی کے آثارمحسوس کرنا۔

أثافيّ: چولہے کاوہ پتھرجس پرہانڈی یادیگچی رکھی جائے، چولہا، و:أثفية۔

سُفُعاً: سرخی مائل سیاہ رنگت، چولہے کاایک پتھر، سیاہ پتھر، و:سُفَعَاء، مذکرأسفع۔

معرّس: اسم ظرف، باب تفعیل سے، رات کے وقت اترنا، پھربطوراستعارہ اس مقام کے لئے استعمال کیاجانے لگاجہاں ہانڈی رکھی جاتی ہے، اخیررات میں مسافرکی اقامت گاہ۔

مِرجل: میم کے کسرہ کے ساتھ، ہانڈی یادیگچی کے اترنے کی جگہ، مٹی کی پختہ ہانڈی، ہنڈیا، ج:مراجل۔

نُؤي: نون کے ضمّہ کے ساتھ، مہموزعین، وہ نالی جس کے ذریعے بارش یاماءِ مستعمل کومکان وغیرہ سے نکالاجائے، نالی، ج: آناء۔

الجَذم: اصل، جڑ، ج:أجذام، جُذوم۔

لم يتثلّم: نفی جحد بلم معروف، نہ ٹوٹا، تثلّم: ٹوٹنا، ٹوٹ پھوٹ جانا، رخنہ پڑنا، شگاف پڑنا، کند ہونا۔

رَبْع: مکان، حویلی جس میں متعدد چھوٹے چھوٹے مکانات ہوں، چوتھائی، ج:رِباع، رُبوع، رَبَعَ بالمكان(ف) رُبوعا: قیام کرنا، ربع الربيعُ: موسم بہارآنا۔

أنعم: نعِم(س): خوش باش ہونا، أنعم صباحا: دعائیہ کلمہ، تمہاری صبح بخیرہو۔

أسلم: سالم ومحفوظ رہے۔

تبصّر: یہ واحد مذکرامرحاضرکاصیغہ ہے، نظرجماکردیکھ، تبصّر: غورسے دیکھنا، شناخت کرنا، تبصّر الشيَّ وفيه: غوروفکرکرنا۔

ظعائن: ہودج، پالکی، ہودج میں بیٹھی ہوئی عورتیں، ہودج نشیں عورتیں، و:ظعينة، ج: ظعائن، ظُعُن، أظعان ۔ظَعَنَ(ف) ظعْناً و ظُعوناً: روانہ ہونا، چلنا۔

تحمّلن: جمع مؤنث غائب، ماضی معروف؛ ان عورتوں نے سفرکیا، روانہ ہوئیں، تحمّل القومُ: کوچ کرنا، سفرکرنا، تحمّل فلانٌ: برداشت کرنا، ہمت سے کام لینا۔

العَلْياء: ہربلند چیز، اونچی جگہ، اونچی زمین، پہاڑکی چوٹی وغیرہ۔

فوق: ظرف مکان، بلندی اورارتفاع کے بیان کے لئے لایاجاتاہے۔

جُرثم: مقام کانام، جہاں بنواسدابن خذیمہ کاچشمہ تھا، آب جرثم، قبیلہ بنواسد کاچشمہ، یاذخیرۂ آب۔

القنان: ایک پہاڑی کانام، پہاڑکانام جوسُمیراء کےقریب ہےاوراس میں بنواسد کاایک چشمہ تھا۔ قُنّة: ہرچیزکابلندحصہ، چوٹی، الگ تھلگ کھڑاہوابلند پہاڑ، ج:قُنَن وقِنان۔

الحَزْن: سخت جگہ، پتھریلی زمین، اکھڑمزاج آدمی، ج: حُزون۔

محلّ: **اسم مفعول**، أحلّ الشيءَ: **حلال کرنا۔**

محرّم: **اسم مفعول**، حرّم تحريماً: **حرام کرنا۔**

علون: **جمع مؤنث غائب، ماضی معروف، وہ سوار تھیں**، علا الدابةَ (ن) عَلُواً: **جانور پر سوار ہونا**، علا فلان فی الأرض: **مغرور ومتکبر ہونا**، علا الشيءُ و فيه وعليه: **اوپر چڑھنا۔**

أنماط: **وہ اونی کپڑا جو ہودہ پر ڈالا جاتا ہے، جھالردار رنگین اونی کپڑا**، و: نَمط۔

عِتاق: **نفیس وعمدہ، عتیق: پرانا، بیش قیمت**، ج: عُتُق وعِتاق، عتُق (ك) عِتقاً وعَتاقة: **پرانا ہونا، نفیس وعمدہ ہونا۔**

كِلّة: **کاف کے کسرہ کے ساتھ، باریک کپڑا، مچھر دانی، باریک پردہ**، ج: كِلَل: تكلّل الشيءُ الشيءَ وبه: **کسی شئی کا دوسری شئی کو گھیر لینا۔**

وِراد: **زردی مائل سرخی، ہلکا سرخ**، و: وَرد، **گلاب، گلاب کا پھول، غالب استعمال خوشبودار یا گلاب**، ج: وُرُد، وِراد۔

حواشي: **کنارہ، طرف**، و: حاشية۔

مُشاكِهَة: **اسم فاعل، مشابہت**، شاكه، مشاكهة: **مشابہ ہونا، ہم شکل ہونا۔**

ورّكن: **جمع مؤنث غائب، ماضی معروف، تو ریک سے جھکنا، گزرنا**، ورّك علی الدابة: **ٹانگ موڑ کر ایک کولہا زین پر رکھنا، سرین پر بیٹھنا**، ورّك علی الأمر: **قادر ہونا۔**

السوبان: **علاقے کا نام، چوٹی کا نام، وادی کا نام، بلند زمین۔**

مَتَن: **پشت، سخت وبلند زمین، کمر کو دونوں طرف سے گھیرے ہوئے پٹھے اور گوشت**، ج: متون۔

دلّ: **ادائیں**، دلّ (س) دَلّاً ودَلَالاً: **نازنخرے کرنا۔**

ناعم: **ملائم، نرم ونازک**، نعم الرجلُ (ن، س، ف) نعمة: **آسودہ حال ہونا۔**

متنعّم: **ناز ونعمت کی پروردہ، ناز پروردہ، ناز وانداز معشوقانہ**، تنعّم: **ناز ونعمت کی زندگی بسر کرنا۔**

بكرن: **جمع مؤنث غائب، ماضی معروف، وہ صبح کے وقت اٹھیں**، بَكر (ن) بُكوراً: **صبح کے وقت آنا جانا، یا اٹھنا**، بَكر إلى الشيءِ وعليه، وفيه: **کسی کام کو جلدی کرنا، اول وقت کسی کام کو کرنا۔**

استحرن: **جمع مؤنث غائب، ماضی معروف: وہ صبح کے وقت نکلیں**، استحر استحاراً: **صبح کے وقت میں داخل ہونا، یا صبح کے وقت میں نکلنا، منہ اندھیرے میں نکلنا**، استحر الطائرُ: **صبح سویرے پرندے کا چہچہانا، مرغ کا بانگ دینا۔**

سُحرة: **تڑکا، رات کا اخیر اور فجر سے کچھ پہلے کا وقت، صبح کاذب، تاریکی میں پھوٹنے والی سفیدی۔**

الرسّ: **وادی کا نام جو یمامہ یا نجد کے قریب ہے۔**

ملهى: **اسم ظرف، خوش طبعی کی جگہ، تفریح گاہ، تماشہ گاہ**، ج: الملاهي، لها بالشيءِ (ن) لَهواً: **کسی چیز سے کھیلنا، دل بہلانا، تفریح کرنا، مانوس اور فریفتہ ہونا۔**

لطیف: صیغہ صفت، پاکیزہ، نرم، مہربان، باریک باریک امور کا جاننے والا، خوش مزاج، خوش طبع۔

منظر: دیکھنے کے قابل خوبصورتی، نگاہ کو پسند آنے والی صورت یا جگہ یا نقشہ، ج: مناظر۔

أنیق: صیغۂ صفت، خوب صورت، خوش منظر، أنِق(س) أنَقا و أناقة: خوش نما ہونا، خوش منظر ہونا، أنِق فلان: خوش ہونا، و به، و له: پسند آنا، پسند کرنا۔

المتوسّم: اسم فاعل، گہری نظر سے تاڑنے والا، فراست سے دریافت کرنے والا، توسّم: فراست سے معلوم کر لینا، غور سے دیکھنا۔

فُتات: غُراب کے وزن پر ہے، یہ فتّ سے ماخوذ ہے، چورا، ریزہ، برادہ، ریزہ ریزہ شدہ چیز کا ایک ٹکڑا، فَتّہ(ن) فتّاً: ریزے ریزے کرنا، انگلیوں سے توڑ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنا، روٹی چورنا۔

العِهن: عین کے کسرہ کے ساتھ، مختلف رنگوں میں رنگی ہوئی اون، رنگی ہوئی روئی، اون، اون کی پونی یا ٹکڑا، ج: عُھون۔

حبّ الفَنا: رات کا سایہ، حبّ؛ واحد: حبّة: دانہ، الفنا، واحد: فناة؛ مکوہ، مکوہ ایک خاص قسم کی بوٹی ہے، جسے عربی میں عنب الثعلب بھی کہتے ہیں۔

لم یحطّم: نہ ٹوٹی، نہ توڑی گئی، نفی جحد بلم، حطّم الشيَ تحطیما، و حَطَمه(ض) حَطْماً: توڑنا، انحطم الناسُ علیه: کسی کے پاس بھیڑ لگانا، ٹوٹ پڑنا۔

وَرَدْن: جمع مؤنث غائب، ماضی معروف، وہ آئیں، وَرَدَ(ض) وروداً: قریب آنا، پہونچنا، ورد الماء: اونٹ وغیرہ کا پانی پر پہونچنا، پانی کے پاس اترنا۔

زُرقاً: صاف اور نیلگوں پانی، نیلگوں ہونا، و: أرزق، الزُّرقة: نیل گونی، نیلا پن، نیلگوں۔

جِمام: و: جَمّ؛ گہرائی، بڑی تعداد، بہت پانی یا وہ جگہ جہاں پانی جمع ہو جائے، پانی کا بڑا حصہ۔

عصا: لاٹھی، ڈنڈا (مؤنث) اس کا تثنیہ عَصَوان ہے، ج: عِصِيّ، و أعصٍ، وضع عصاه/ ألقی عصاه: ٹھہرنا، قیام کرنا، رفع عصاه: چلنا، قیام ترک کرنا، شقّ عصا الطاعة: نافرمانی کرنا۔

حاضر: شہری، شہر میں رہنے والا، ج: حُضور، حُضّار، حُضّر، حضارة سے مشتق ہے، جو شہر میں مقیم ہو، یہ بادی کی نقیض ہے۔

متخیّم: اسم فاعل، خیمہ لگانے والا، تخیّم: خیمہ نصب کرنا۔

ظَهَرْن: جمع مؤنث غائب، ماضی معروف، وہ ظاہر ہوئیں، ظهر(ف) ظهرا و ظهوراً: ظاہر ہونا، باہر آنا، نکلنا۔

جَزَعْنَ: جمع مؤنث غائب، ماضی معروف، وہ گزریں، جزع الواديَ (ف) جَزْعاً: پار کرنا، قطع کرنا، وادی کو عرض میں چل کر قطع کرنا۔

القین: لوہار، اور ہر کاریگر، یا ایک کاریگر تھا قینی نام کا، جو عمدہ کجاوہ بناتا تھا۔ اس کی طرف منسوب ہے، یا قین کے آخر میں یائے نسبتی لگا کر کجاوہ کی طرف منسوب کیا گیا، توسّعاً ہر کاریگر کو قین کہا جاتا ہے، ج: قُیون: یا صانع بول کر مصنوع یعنی کجاوہ مراد لیا گیا ہے۔ قان الحدیدَ(ض) قیناً: لوہے کو برابر کرنا۔

قشیب: نیا، صاف ستھرا، سفید، قشیب السیف: تلوار کا تازہ صیقل کی ہوئی ہونا، ج: قَشَب۔

مُفَأَّم: اسم مفعول، کشادہ و فراخ کجاوہ، أفأَمَ، باب افعال، ہودج کو وسیع کرنا۔

أقسمتُ: واحد متکلم، ماضی معروف، میں نے قسم کھائی، أقسم إقساماً: قسم کھانا، أقسم بالله: اللہ کی قسم کھانا، أقسم بیمین الوَلاء لأحد: کسی کے لئے

حلف وفاداری اٹھانا۔

طاف: (ن)طوفا و طوافا: ارد گرد گھومنا، چکر لگانا، الطواف کا شرعی معنی خانہ کعبہ کے گرد گھومنا۔

بَنَوہ: جمع مذکر غائب، ماضی معروف، ان لوگوں نے اس کی تعمیر کی، بنی (ض) بُنیاًو بناءً و بُنیاناً: تعمیر کرنا، عمارت کھڑی کرنا۔

قریش و جرهم: دونوں قبائل کے نام ہیں، جرهم: یمن کا ایک قبیلہ ہے، اس قبیلہ کی ایک لڑکی برعلۃ بنت مضاض بن عمرو بن حارث الجرهمی سے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے شادی کی تھی، جس سے آپ کو دس بچے پیدا ہوئے، ان میں نابت بن اسماعیل علیہ السلام کعبۃ اللہ کے متولی بنے۔ پھر نابت کے نانا مضاض بن عمرو متولی ہوئے، یہاں تک کہ سیلاب آیا اور کعبۃ اللہ کی عمارت شہید ہوگئی، تو قبیلہ جرہم کے ایک شخص عمرو الجارود نے اسے تعمیر کیا، عمرو الجارود کی کنیت ابو جدرہ تھی۔

پھر بنو خزاعہ نے غلبہ پا کر کعبۃ اللہ کی تولیت حاصل کر لی، یہاں تک کہ بنی عبشان الخزاعی سے قصی بن کلاب بن مرۃ القرشی نے شراب کے ایک مشکیزے کے عوض کعبہ کی تولیت خرید لی، پھر قریش نے اس کی نئے سرے سے تعمیر کی، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس (۳۵) برس تھی۔

یمینا: یمین، قسم، ج: أیمان، یہ أقسمت کا مفعول مطلق ہے۔

نِعُم: فعل مدح ہے، اس کے دیگر صیغے نہیں آتے، یہ اپنے مابعد اسم کی مدح کے لئے آتا ہے، قرآن پاک میں ہے، نعم العبدُ اِنہ أوّاب: کیا ہی اچھے بندے تھے، اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

السیّدان: مخصوص بالمدح ہے، یہ تثنیہ ہے، و: سید: سردار، اس سے مراد حارث بن عوف اور ہرم بن سنان ہیں۔

سحیل: ایک لڑی میں بٹی ہوئی رسی، اکہری بٹی ہوئی رسی، کچا دھاگہ، مراد: کمزوری و ضعف، آسانی۔

مُبرَم: دوہری بٹی ہوئی رسی، مراد: مضبوط و مستحکم، طاقت و قوت، برم الحبلُ (ن) برما: مضبوط ہونا، أبرم: مضبوط و مستحکم کرنا۔

تدارکتُما: صیغہ تثنیہ، تم دونوں نے تلافی کی، تدارك: درست کرنا، تلافی کرنا، تدارك الخطأ بالصواب: غلطی کے بعد صحیح بات کہہ کر اس کی تلافی کرنا۔

عبس و ذُبیان: یہ دونوں قبیلے کے نام ہیں۔

تفانَوا: جمع مذکر غائب، ماضی معروف، وہ ایک دوسرے کو فنا کر رہے تھے، تفانی: ایک دوسرے کو ختم کرنا، آپس میں کٹ مرنا، اس سے مراد بہت بڑی لڑائیاں لڑنا ہے۔ التفانی: سرفروشی، جاں نثاری، فنِي الشيُ (س) فَناءً: ناپید ہوجانا، معدوم ہوجانا، برباد ہوجانا۔

دقّوا: جمع مذکر غائب، ماضی معروف، ان لوگوں نے کوٹا، خلط ملط کیا، خوب عطر مل لیا، دقّ الشيَ (ن) دقّاً: کوٹنا، ظاہر کرنا، کہتے ہیں؛ دَقُّوا بینهم عطر منشِم: انہوں نے ایک دوسرے کی عیب کشائی کی۔

عطر منشِم: یہ کنایہ ہے سخت لڑائی سے۔ واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ منشم وجیہ کی بیٹی کا نام تھا، جو مکّہ معظّمہ میں عطر فروش تھا، جب بنی خزاعہ اور بنی جرہم آپس میں لڑنے لگتے تھے، تو اس کا عطر مل لیا کرتے تھے۔ اس سے بہت سے آدمی مارے جاتے تھے، چنانچہ اس کا عطر منحوس سمجھا گیا، اور یہ کہاوت ضرب المثل ہوگئی، أسأم من عطر منشِم: یہ عطر منشم کے عطر سے بھی زیادہ منحوس ہے۔

بعض نے لکھا ہے کہ منشم ایک مرد کا نام تھا، جس کا عطر مردوں کو بطور خاص لگایا جاتا تھا، لہذا شاعر عزم علی القتال کو عطر منشم سے تعبیر کر رہا ہے۔

ندرك: جمع متکلم، مضارع معروف، ہم پالیں گے، أدرك اِدْراكاً: پانا، حاصل کرنا۔

السِّلم: صلح، امن، خلاف حرب، فتحہ اور کسرہ کے ساتھ، مذکر ومؤنث دونوں طرح مستعمل ہے، ج: أسلُم و سِلام۔

معروف: بھلائی، احسان، حسن سلوک۔

نَسْلَم: جمع متکلم، مضارع معروف، ہم مامون ہو جائیں، سلِم (س) سلماً: سلامتی حاصل کرنا، نجات پانا۔

موطن: مقام، قیام گاہ، جگہ، ٹھکانہ، اسم ظرف، ج: مواطن: وطن المکان (ض) وطْناً: وطن بنانا، قیام کرنا۔

عقوق: نافرمانی، بدسلوکی، جو خدمات واجبہ ہیں، ان کو انجام نہ دینا، و: عاق، عاقّہ (ض) عَقَاقا و عقوقاً: مخالفت کرنا، اعتقّ السحابُ: بادل پھٹنا۔

ماثَم: اسم ظرف، گناہ کی جگہ، گناہ یا جرم، ج: مآثم، أثِم (س) أثَما و اِثما و أثاما و مأثما: گنہگار ہونا، جرم کرنا، گناہ کرنا۔

4.7

اشعار کی تشریح

۱۔ أَمِنْ أُمِّ أَوْفىٰ دِمْنَةٌ لَمْ تَكَلَّمِ ‏ ‏ ‏ بِحَوْمَانَةِ الدَّرَّاجِ فَالْمُتَثَلَّمِ

شاعر ایک لمبے عرصے کے بعد مقام دراج اور متثلم کے پاس سے گزرا، جہاں کبھی اس کی محبوبہ مطلقہ بیوی ام اوفی کا مکان تھا، لیکن اب وہ منہدم ہو کر کھنڈر کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اس مقام کو دیکھ کر اسے گزرے ہوئے دنوں کی یاد آتی ہے اور اس کی جدائی کا خیال اس کو مضطرب کر دیتا ہے، تو وہ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر سوال کرتا ہے۔

۲۔ وَدَارٌ لَهَا بِالرَّقْمَتَيْنِ كَأَنَّهَا ‏ ‏ ‏ مَرَاجِيعُ وَشْمٍ فِي نَوَاشِرِ مِعْصَمِ

کیا ام اوفی کی قیام گاہوں میں ایک وہ جگہ بھی ہے جو مقام ضمان میں دو باغوں کے درمیان واقع ہے اور موضع متثلم کے نزدیک ہے۔ وہ مکان کہنہ ہو گیا ہے اور سیلابوں کی وجہ سے مٹی بہہ کر مکان کو ایک نئی شکل دی ہے اور جو نشانات دوبارہ ابھر کر سامنے نظر آ رہے ہیں، انہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے عورت کی کلائی پر گودنے کے دوہرے نشانات ہوتے ہیں۔

۳۔ بِهَا الْعِيْنُ وَ الآرَامُ يَمْشِيْنَ خِلْفَةً ‏ ‏ ‏ وَأَطْلَاؤُهَا يَنْهَضْنَ مِنْ كُلِّ مَجْثَمِ

اس جگہ سے محبوبہ کیا گئی؟ کہ اس جگہ ویرانی چھا گئی ہے۔ اس ویرانی کا فائدہ جنگلی جانوروں کو حاصل ہوا ہے۔ جب آپ وہاں پر جائیں گے تو آپ کو نیل گائیں اور ہرن دھما چوکری کرتے نظر آئیں گے اور ان کے بچے جو وہیں پیدا ہوئے ہیں۔ وہ اپنی ماؤں کے پیچھے کلیلیں کرتے ہوئے دکھائی دیں گے، کیوں کہ ویرانی کا سب سے زیادہ فائدہ انہیں کو ہوا ہے۔ انہوں نے جگہ کو غیر آباد دیکھ کر اپنا بسیرا کر لیا اور مدت مدید گزرنے کی وجہ سے وہیں ان کے بچے بھی پیدا ہوئے، وہ اپنی ماؤں کے پیچھے جاتے ہوئے ایسے نظر آتے ہیں گویا ہر جگہ وہی ہیں۔

۴۔ وَقَفْتُ بِهَا مِنْ بَعْدِ عِشْرِيْنَ حِجَّةً ‏ ‏ ‏ فَلَأْيًا عَرَفْتُ الدَّارَ بَعْدَ تَوَهُّمِ

بیس سال کی طویل مدت گزر گئی اور مجھے اس دوران ادھر سے گزر نا نہ ہوا، اور آج جب طویل مدت میں ہر چیز میں تبدیلی آ گئی ہے۔ اس وقت میں ام اوفی کے مکان کے ڈھانچے کے قریب کھڑا ہوا ہوں، اور اس کے مکان کو دیکھ کر پہچاننے کی کوشش کر رہا ہوں، تو اس کو شناخت کرنے میں دشواری محسوس کر رہا ہوں۔ بہت وقفہ غور وفکر کی نذر رہا اور نشانات پر غور کیا، تو تأمل بسیار کے بعد اس مکان کا پہچاننا ممکن ہو سکا۔

۵۔ أَثَـافِـيَّ سُـفْـعـاً فِـي مُـعَـرَّسِ مِـرْجَـلٍ وَنُـؤْيـاً كَـجِـذْمِ الْـحَـوْضِ لَـمْ يَتَثَـلَّـمِ

میں نے علامتوں اور نشانوں پر غور کیا اور اپنے حافظہ میں ان چیزوں کو ڈھونڈا، جو وہاں دھندلے انداز میں مرتسم تھیں، دونوں کا موازنہ کیا، تو یادداشت کے دریچہ میں وہ چیزیں ابھریں اور یکایک وہ تمام روشن ہوگئیں، تو میں نے سرخی مائل سیاہ پتھروں کو بھی پہچان لیا جن پر دیگ رکھ کر وہ پکاتی تھی اور خیموں کے اردگرد پانی روکنے کے لئے جو نالی بنائی گئی تھی، اس کو بھی دیکھا کہ وہ صحیح وسالم ہے، کیوں کہ وہ حوض کی طرح تھی۔ ان تمام نشانات نے منزل محبوب کے پہچاننے میں میری معاونت کی اور میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔

۶۔ فَـلَـمَّـا عَـرَفْـتُ الـدَّارُ قُـلْـتُ لِـرَبْـعِـهَـا أَلَا أَنْـعِـمْ صَبَـاحـاً أَيُّهَـا الـرَّبْـعُ وَأَسْـلِـمِ

شاعر نے جب دیار حبیب کو پہچان لیا، تو بے ساختہ اس کی زبان سے دعائیہ کلمات نکلے اور غائبانہ اس کو مخاطب کر کے دعاء کے یہ الفاظ کہے، اے دار حبیب! خدا تجھ کو صبح کی لوٹ مار سے اپنی امان میں رکھے، تیرا وقت آرام وسکون سے گزرے۔ تم آفاتِ روزگار سے محفوظ رہو۔ شاعر نے تخاطب میں صبح کی تخصیص کی، کیوں کہ لوٹ مار اور قتل وغارت گری کے حادثات عموماً صبح ہی کے وقت ہوتے تھے۔ جب کوئی صبح کے وقت امن میں رہا، تو گویا اس کا پورا دن سکون میں بسر ہوگا۔

۷۔ تَبَـصَّـرْ خَـلِـيْـلِـیْ هَـلْ تَـریٰ مِنْ ظَـعَـائِـنٍ تَـحَـمَّـلْـنَ بِـالْـعَـلْـيَـاءِ مِـن فـوقِ جُـرثـمِ

شاعر دیار محبوب کو دیکھ کر ماضی کی خوشگوار یادوں میں کھو گیا اور اپنے کو اسی زمانے اور اسی ماحول میں محسوس کرتا ہے جس میں اسے محبوب کا قرب حاصل تھا، تو وہ اپنے دوست کو مخاطب کر کے سوال کرتا ہے۔

اے میرے ہم نشیں! ذرا غور سے تو دیکھو! کیا تم کو بھی وہ ہودج نشیں عورتیں سامنے دکھائی دے رہی ہیں، جو چشمۂ جرثم کے پاس اونچی جگہ پر ہیں، اپنے اسباب کو باندھنے میں منہمک ہیں اور سفر کے لئے آمادہ معلوم ہو رہی ہیں یا میں غایت مدہوشی میں ڈوبا ہوا ہوں اور تصور کی آنکھوں سے ایسا دیکھ رہا ہوں اور اس کی وجہ سے میری نگاہوں کے سامنے ان کے جانے کا یہ سماں بندھ گیا ہے۔

۸۔ جَـعَـلْـنَ الْـقَـنَـانَ عَـنْ يَـمِيْـنٍ وَّ حَـزْنَـهٗ وَكَـمْ بِـالْـقَـنَـانِ مِـنْ مُـحِـلٍّ و مُـحْـرَّمِ

وہ عورتیں قنان کی پہاڑیوں سے گزریں، تو کوہ قنان اور اس کی سخت پتھریلی زمین کو اپنی دائیں جانب چھوڑ دیا۔ شاعر مقام قنان کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں ہمارے بہت سے دوست ودشمن رہتے ہیں۔ دوستوں کی دوستی کا لحاظ کرتے ہیں۔ ان کی زندگی کے خواہاں رہتے ہیں اور ان کی ہر طرح مدد کے لئے مستعد رہتے ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی دشمنی کی وجہ سے ان کے قتل کے درپہ ہو تو ان کی معاونت کے لئے آمادہ رہتے ہیں اور ان کو بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ وہیں پر دوسری طرف ہمارے دشمن بھی رہتے ہیں۔ ہم ان کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں اور اگر کوئی ان کا مددگار آجاتا ہے تو اس کو بھی موت کے گھاٹ اتارنے سے نہیں چوکتے ہیں۔

۹۔ عَـلَـوْنَ بِـأَنْـمَـاطٍ عِتَـاقٍ وَّكِـلَّةٍ وِرَادٍ حَـوَاشِيْهَـا مُشَـاكِهَةِ الـدَّمِ

اسی عالم تصور میں کہہ رہا ہے، دیکھوتو! ان ہودج نشیں نازنینوں نے اپنے کجاوٗوں کورنگ برنگے سرخ گوٹے والے کپڑوں سے سجا رکھا ہے، ان کپڑوں کے جھالر لٹک رہے ہیں، جب وہ ہوا سے پھریرے لیتے ہیں، تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناز پروردہ معشوق ہیں، جو بل کھا رہی ہیں اور ادائیں دکھلا رہی ہیں۔

۱۰۔ وَوَرّكْـنَ فِـي السُّـوبَـانِ يَـعْـلُـونَ مَتْـنَـهُ عَـلَيْهِـنَّ دَلُّ الـنَّـاعِـمِ الـمُـتَـنَـعَّـمِ

وہ ہودج نشیں نازنینائیں چلتے ہوئے وادیٔ سوبان کی طرف نشیب میں اتر گئیں، جب وہ بلندی کی طرف چڑھتی تھیں، تو ان کی حالت ناز پروردہ معشوق کی سی ہوجاتی تھی جو اپنی نازک اندامی میں ادائیں دکھلا رہی ہیں، گویا وہ سواریوں کے پٹھوں پر سوار معلوم ہو رہی ہیں، کیوں کہ چڑھائی پر اونٹ کا کجاوہ پٹھوں کی طرف جھک جاتا ہے۔

۱۱۔ بَـكَـرْنَ بُـكُـوراً واسْتَـحَـرْنَ بسُـحْـرَةٍ فَهُـنَّ وَوَادِي الـرَّسِّ كَـا لْيَـدِلِـلْـفَـمِ

وہ صبح سویرے اٹھیں اور وادیٔ رس کے لئے قصد کناں ہوئیں اور وہاں اس طرح پہونچیں، جیسے کھانا کھاتے وقت بغیر کسی غلطی اور تکلّف کے ہاتھ سیدھا منہ میں پہونچتا ہے۔

۱۲۔ وَفِيْهِـنَّ مَـلْهـىً لِـلَّـطِيْفِ وَمَـنْـظَـرٌ أَنِيْـقٌ لِـعَيْـنِ الـنَّـاظِـرِ الـمُتَـوَسِّـمِ

وہ ہودج نشیں عورتیں بہت جاذب نظر ہیں، جنہیں دیکھ کر خوش مزاج آدمی بے قابو ہوجاتا ہے اور اس کا دل بے اختیار ہو کر انہیں چھیڑنے پر آمادہ ہوجاتا ہے اور جو نظر باز ہو، اس کے لئے اور اس کی آنکھوں کے لئے باعث ٹھنڈک ہے اور اس کے دل کے لئے تسکین کا سامان ہے۔

۱۳۔ كَـأَنَّ فُتَـاتَ الْـعِهْـنِ فِـىْ كُـلِّ مَـنْـزِلٍ نَـزَلْـنَ بِـهِ حَـبُّ الْـفَـنَـا لَـمْ يُـحَـطَّـمِ

وہ عورتیں جہاں اتریں، وہاں انہوں نے اپنے ہودجوں کی زیب وزینت کے لئے اونی سرخ کپڑے آویزاں کئے تھے، وہ آب وتاب میں نگاہوں کو خیرہ کر رہے تھے، جیسے مکوہ کے پودے میں سرخ دانے چمک دکھلاتے ہیں، اور لـم یُحطّم کی قید اس لئے لگائی ہے کہ درخت سے ٹوٹنے کے بعد مکوہ میں آب وتاب باقی نہیں رہتی ہے۔

۱۴۔ فَلَمَّا وَرَدْنَ الْمَاءَ زُرْقاً جِمَامُهُ وضَعْنَ عِصِيَّ الحَاضِرِ المتخيِّمِ

جب وہ عورتیں کثیر اور صاف ستھرے پانی کے پاس پہونچیں، جو صفائی کے باعث نیلگونی جھلک دے رہا تھا، تو انھوں نے شہری خیمہ زن کی طرح اپنی لاٹھیاں رکھ دیں اور ڈیرہ ڈال دیں اور کثیر پانی کے پاس مقیم ہوگئیں۔

۱۵۔ ظهرْنَ مِنَ السُّوبَانِ ثُمَّ جَزَعْنَهُ عَلَىٰ كُلِّ قَيْنِيٍّ قَشِيبٍ وَّمُفأَمِ

وہ ہودج نشیناں سوبان کی وادی سے نمودار ہوئیں اور انہوں نے اس وادی کو چوڑائی میں طے کیا، وہ سب نئے اور کشادہ ہودجوں میں بیٹھی ہوئی تھیں، وادیٔ سوبان ان کے راستے میں دوبارآیا اور وہ دوبار اس وادی سے گزریں۔ (یہاں تک تمام اشعار قصیدے میں تشبیب کے طور پر ہے)۔

۱۶۔ فَأَقْسَمْتُ بِالبَيْتِ الَّذِيْ طَافَ حَوْلَهُ رِجَالٌ بَنَوْهُ مِنْ قُرَيْشٍ وَّ جُرْهُمِ

اب یہاں سے شاعر گریز کر کے اصل مقصد پر روشنی ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خانۂ کعبہ کی قسم کھا کر یہ عرض کرتا ہوں، جس کے گرد قبیلۂ قریش اور قبیلۂ جرہم کے لوگ طواف کرتے ہیں اور انہیں قبائل کے باعظمت لوگوں نے کعبۃ اللہ کو تعمیر کیا ہے۔ خانۂ کعبہ کو پہلے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے مل کر بنایا تھا، جب وہ منہدم ہوگیا تو قبیلۂ جرہم میں سے عمرو جارود نے اس کو ازسرِ نو تعمیر کیا، اس کے بعد قبیلہ خزاعہ ان پر غالب آگیا اور ان کو نکال دیا، اور کعبۃ اللہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا، پھر ان سے قصی بن کلاب نے کعبۃ اللہ کو شراب کی مشک دے کر خرید لیا، اور اس کی کنجی اپنے قبضے میں کی، پھر قریش نے اس کو تعمیر کیا جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس برس کی تھی۔

۱۷۔ يَمِيْناً لَنِعْمَ السِّيِّدَانِ وُجِدْتُمَا عَلَىٰ كُلِّ حَالٍ مِنْ سَحِيْلٍ وَّمُبْرَمِ

میں خانۂ کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم دونوں حارث بن عوف اور ہرم بن سنان مدح وستائش کے مستحق ہو، کیوں کہ تم دونوں سرداروں نے دو قبیلوں کے باہمی نزاع کو ختم کرادیا اور ان کے مابین صلح وصفائی کرادی، ورنہ دشمنی کی یہ بھیانک آگ برسوں بھڑکتی رہتی اور اس میں کئی خاندان تباہ و برباد ہوجاتے۔

۱۸۔ تَدَارَكْتُمَا عَبْساً وَذُبْيَانَ بَعْدَمَا تَفَانَوْا وَدَقُّوا بَيْنَهُمْ عِطْرَ مَنْشِمِ

تم دونوں نے قبیلہ عبس اور ذبیان کی خبرگیری کی، وہ لڑلڑ کر فنا ہونے کے قریب تھے اور انہوں نے منشم نامی مشہور عورت کا منحوس عطر مل کر لڑائی لڑنے کا سخت عہد کیا تھا کہ وہ اخیر دم تک لڑیں گے اور مقابل کو ختم کر کے دم لیں گے یا خود ختم ہوجائیں گے، مگر تم دونوں سرداروں نے بیچ میں پڑ کر ان کے درمیان باہم صلح کرادی۔ یہ تم دونوں کا بڑا کارنامہ ہے، جسے لوگ یاد رکھیں گے اور تم دونوں کا نام سنہرے حرفوں سے لکھا جائے گا۔

۱۹۔ وَقَدُ قُلُتُمَا اِنُ نُدرِكِ السِّلُمَ وَاسِعاً   بِمَالٍ وَّمَعُرُوفٍ مِنَ الُقَوُلِ نَسُلَمِ

اے دونوں سردارو! تم نے درست بات کہی کہ ہم دونوں فریق آپس میں صلح وصفائی کرلیں اور مال ودولت اور عمدہ گفتگو کو ذریعہ بنالیں، تو آپس کی خوں ریزی سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارہ پالیں گے۔

۲۰۔ فَأَصُبحتُما مِنُهَا عَلیٰ خَیُرِ مَوطِنٍ   بَعِیدَیُنِ فِیُهَا مِنُ عُقُوقٍ وَّمَأُثَمِ

اس طرح تم کو دونوں فریقوں میں صلح وصفائی کرانے کا نہایت اچھا موقع حاصل ہوا، لوگ تمہارے شکرگزار ہوئے، تم دونوں اللہ سے اجر پانے کے مستحق ہوگئے اور اس گناہ سے بھی دور رہے جو رشتوں کو کاٹتا ہے۔

4.8

معلومات کی جانچ

۱۔ زہیر بن اَبی سلمیٰ کو کیوں حکیم شاعر کہا گیا؟

۲۔ زہیر بن اَبی سلمیٰ کو جاہلی شاعروں کے طبقۂ اولیٰ میں کیوں شمار کیا گیا؟

۳۔ کس قبیلہ سے زہیر بن اَبی سلمیٰ کا تعلق تھا؟

۴۔ زہیر بن اَبی سلمیٰ کے والد کا کیا نام تھا؟

۵۔ زہیر بن اَبی سلمیٰ کے خاندان میں کون کون شاعر تھے؟

۶۔ زہیر بن اَبی سلمیٰ کے بیٹے کون تھے؟

۷۔ زہیر بن اَبی سلمیٰ کے شاعری میں کتنے استاد تھے؟

۸۔ قبیلہ غطفان کے علاقہ میں کون سی جنگ ہوئی؟

۹۔ بنوعبس وذبیان میں داحس وغبراء کا معرکہ کتنے سال پر محیط رہا؟

۱۰۔ کن دو سرداروں کی وجہ سے جنگ ختم ہوئی؟

۱۱۔ زہیر بن اَبی سلمیٰ نے اپنی شاعری میں کس چیز کا پیام دیا؟

۱۲۔ کس نے زہیر بن اَبی سلمیٰ کو آسمان شعروادب کا چمکتا ستارہ سمجھا؟

۱۳۔ زہیر بن اَبی سلمیٰ نے اپنی کس بیوی کو الگ کردیا؟

۱۴۔ زہیر بن اَبی سلمیٰ کا معلقہ کونسا قصیدہ کہلاتا ہے؟

۱۵۔ زہیر بن اَبی سلمیٰ نے موت کو کس سے تشبیہ دی ہے؟

۱۶۔ زہیر بن ابی سلمیٰ نے معلقہ میں کس سے اظہار تشبیب کیا؟

4.9

خلاصہ:

زہیر بن اُبی سلمیٰ کو جاہلی شعراء میں بلند مقام حاصل ہے۔ اس کے مقام کے تعین کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ وہ طبقۂ اولیٰ کے درجہ میں شامل ہے۔ اس کے خاندان میں شاعری موروثی حیثیت کی حامل ہے۔ اس نے جب شعور کی آنکھیں کھولیں، تو اپنے اردگرد شاعری کا چرچا سنا، تو فطری طور پر شعر گوئی اس میں ہویدا ہونے لگی اور اس نے شعر گوئی میں تدبر سے کام لیا اور شہرت کے بام عروج کی طرف گامزن ہوا۔ تو لوگ اس کی عظمت کے معترف ہونے لگے۔

زہیر بن اُبی سلمیٰ کے اساتذہ میں دو نام بہت نمایاں مقام کے حامل ہیں، پہلا اس کا سوتیلا باپ اوس بن حجر جو اپنے زمانہ کا بڑا شاعر تھا اور دوسرا اس کا ماموں بشامہ بن غدیر جو ایک نامور شاعر تھا اور اس کی دور اندیشی اور سمجھ داری مسلم سمجھی جاتی تھی۔ ان کی صحبت میں اس کے کلام میں سحر آفرینی پیدا ہوئی۔

زہیر بن اُبی سلمیٰ قبیلہ غطفان کے علاقہ میں رہتا تھا، اس علاقہ میں قبیلہ عبس وذبیان میں معمولی بات پر لڑائی چھڑی اور اس کا سلسلہ چالیس سال پر محیط رہا، اس لڑائی کی حیثیت عربی تاریخ میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں ہزارہا لوگوں کی جانیں ضائع ہوئیں، بہت سے بچوں کے سر سے باپ کا سایہ چھنا اور عورتوں کی ایک کثیر تعداد سے ان کے شوہروں کو چھین لیا گیا۔ ان خوں چکاں حادثوں کا اثر دو سرداروں ہرم بن سنان اور حارث بن عوف پر بہت پڑا اور انہوں نے دونوں قبیلوں سے جنگ ختم کرانے کی بہت کوشش کی اور ان کے درمیان صلح وآشتی کے قیام میں ایثار وقربانی کیا اور مال کو خرچ کیا، جس کے نتیجہ میں یہ منحوس لڑائی ختم ہوئی۔ ان سرداروں کی کوششوں کا اثر زہیر بن اُبی سلمیٰ پر پڑا اور اس نے ان سرداروں کی شان میں زوردار تعریفی اشعار کہا اور ان کے بہترین عمل کو اشعار میں بیان کر کے ان کے نام کو جاوداں کر دیا۔

زہیر بن اُبی سلمیٰ مالی حیثیت سے نمایاں مقام رکھتا ہے۔ اس نے انعام واکرام کے طمع میں کسی کی بے جا خوشامد نہیں کی، وہ حلیم الطبع انسان تھا۔ جنگ وجدال سے نفور اور صلح وآشتی کا پیام بر تھا۔ خدا ترسی اس کی فطرت میں تھی، اس کا اثر اس کے فن میں بھی جھلکتا ہے۔ مدح وستائش میں بھی وہ بہت محتاط ہے، زہیر بن اُبی سلمیٰ کے اس عمل کی وجہ سے حضرت عمرؓ اس کو بہت پسند کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا قول زہیر بن اُبی سلمیٰ کے بارے میں یہ ہے کہ ”لایمدح الرجلَ اِلّا بما فیه“ وہ جس کسی کی مدح کرتا ہے، انہی اوصاف کی بنا پر کرتا ہے، جو درحقیقت اس میں موجود ہوں۔

زہیر بن اُبی سلمیٰ ایک قبائلی شاعر ہے، وہ ہمیشہ بنو غطفان سے منسلک رہا اور انہی کی حمایت اور نمائندگی کرتا رہا اور ان کا مدح خواں رہا۔ اس نے نہ تو بادشاہان حیرہ وغسان کے درباروں سے کوئی رابطہ رکھا اور نہ دیگر قبائل کے سرداروں سے صلہ وستائش کا تعلق پیدا کیا۔ اس کے مدحیہ اشعار قبائلی اوصاف کے داخلی وخارجی احوال کے غماز ہیں۔ اگر وہ کہیں مبالغہ سے کام لیتا بھی ہے تو عام طور پر ”لـــــو“ اگر کی شرط لگا کر سچائی کا توازن قائم کر دیتا ہے۔ مثلاً

فَـلَـوْ كَـانَ حَـمْـدٌ يـخـلـدِ الـنّـاسَ لَـمْ تَـمُـتْ

ولـكِـنّ حَـمْـدَ الـنّـاسِ لَيْـسَ بِـمُـخْـلِـدِ

اگر مدح وستائش حیات جاوداں عطا کرسکتی،تو (اے میرے ممدوح ہرم)۔۔تو کبھی نہ مرتا،مگر کیا کیجئے کہ مدح وستائش سے عمر ابد حاصل نہیں ہوتی۔

اور دوسرا شعر:

لَـوْ نَـالَ حَـيٌّ مِّـنَ الـدُّنيَـا بِـمُـكْـرَمَةٍ

أُفُـقَ السَّـمَـاءِ لَـنَـالَـتْ كَـفُّـهُ الأُفُـقَـا

کسی قابل کارنامے سے دنیا میں اگر کسی کی رسائی افق آسمان تک ہوسکتی تو ممدوح (ہرم) کا ہاتھ ضرور افق کو جا چھوتا۔

مدح وستائش کے باب میں زہیر بن اُبی سلمٰی کا حقیقی ہنران اشعار میں نمایاں ہوتا ہے،جن میں اس نے اعلیٰ انسانی اوصاف کی داخلی کیفیات کونہایت اچھوتے انداز میں بیان کیا ہے،بطور نمونہ کے یہ شعر ہے:

تَـرَاهُ إذا مَـا جِـئْتَـهُ مُتَهَـلّلاً

كَـأنّكَ تُـعْـطِيْـهِ الّـذِيْ أنْـتَ سَـائِلُـه

جب تم اس کے پاس کچھ مانگنے آتے ہو،تو دیکھتے ہو کہ اس کا چہرہ یوں کھل اٹھا ہے جیسے تم جو کچھ مانگ رہے ہو حقیقت میں مانگ نہیں رہے بلکہ اسے عطا کررہے ہو۔

زہیر بن اُبی سلمٰی نے ہرم بن سنان کے داد و دہش،اعلیٰ انسانی اقدار،صلح وصفائی اور پیغام امن کا ذکر دل کش پیرایۂ بیان میں کیا ہے اور ہرم بن سنان کے ذکر خیر سے سارا عرب گونج گیا اور ان کے کارناموں کو تابندگی نصیب ہوئی،جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زہیر بن اُبی سلمٰی ان کا احترام دل کی عمیق گہرائیوں سے کرتا ہے۔

سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا معاویہؓ زہیر بن اُبی سلمٰی کو جاہلی شعراء میں بلند مقام پر رکھتے تھے اور اس کے کلام کو بیحد پسندیدگی کی نظروں سے دیکھتے تھے اور نبی آخر الزماں صلّی اللہ علیہ وسلم اس کے حکیمانہ اشعار کی وجہ سے اس کے لڑکوں سیدنا کعبؓ اور سیدنا بُجیرؓ سے اس کے اشعار سماعت فرماتے تھے۔

4.10

نمونے کے امتحانی سوالات:

۱۔ زہیر بن اَبی سلمٰی کی شاعری میں حولیات کا کیا مطلب ہے؟

۲۔ زہیر بن اَبی سلمٰی کو امرؤالقیس اور نابغہ ذبیانی پر کس وجہ سے فوقیت ملی؟

۳۔ زہیر بن اَبی سلمٰی کی شاعری کی خصوصیات بیان کیجئے؟

۴۔ زہیر بن اَبی سلمٰی اپنی شاعری میں کن چیزوں کی دعوت دیتا ہے؟

۵۔ زہیر بن اَبی سلمٰی نے جنگ کے کیا نقصانات بتائے؟ ایک سرسری جائزہ لیجئے۔

۶۔ زہیر بن اَبی سلمٰی نے اپنی شاعری میں کس چیز کا پیام دیا؟

۷۔ بیوی کو الگ کرنے کے بعد زہیر بن اَبی سلمٰی پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟ ان کو کس طرح اس نے تعبیر کیا ہے؟

۸۔ زہیر بن اَبی سلمٰی کے معلقہ کا مرکزی مضمون کیا ہے؟ اس کا جائزہ لیجئے۔

۹۔ زہیر بن اَبی سلمٰی نے تشبیب کے اشعار میں کس کو مرکزی کردار قرار دیا ہے؟ تفصیل سے لکھیئے۔

۱۰۔ زہیر بن اَبی سلمٰی نے اپنی شاعری میں آفاقی نقطۂ نظر کی ترجمانی کی ہے۔ اس پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیئے۔

۱۱۔ زہیر بن اَبی سلمٰی کی شاعری کی خصوصیات کو بیان کیجئے۔

۱۲۔ زہیر بن اَبی سلمٰی کی شاعری میں زندگی کے تجربات کی عکاسی ہے، تبصرہ کیجئے۔

۱۳۔ سیدنا عمرؓ زہیر بن اَبی سلمٰی کو کس وجہ سے پسند کرتے تھے۔

۱۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں زہیر بن اَبی سلمٰی کے اشعار کی سماعت فرماتے تھے؟ تفصیلی جائزہ پیش کیجئے۔

۱۵۔ زہیر بن اَبی سلمٰی کی شاعری میں کن اوصاف کی ترجمانی ملتی ہے؟

4.11

فرہنگ:

أمِنْ: ہمزہ استفہام اور مِنْ حرف جر۔

أم أوفی: زہیر بن أبی سلمیٰ کی پہلی بیوی کی کنیت ہے۔

دمنة: گھر کے نشانات، ج:دِمَن ودِمُن۔

لم تکلّم: نفی جحد بلم، بات چیت نہیں کی۔

حُومانة: پتھریلی زمین، ج:حُومان۔

دُرّاج ومتثلّم: جگہوں کے نام۔

دار: گھر، مؤنث، ج:دور، دیار، أدوار۔

الرقمتین: تثنیہ، مفرد، الرقمة: باغ، یہاں دو باغ مراد ہیں۔

مراجیع: گودنے کے نشانات، و: مرجوع۔

وَشم: گودائی، ج:وُشوم، وِشام۔

نواشر: بڑی رگ، و:ناشر یا ناشرة۔

معصم: کلائی، ج:معاصم۔

عِین: بڑی آنکھوں والیاں، و:عَیناء۔

أرآم: سفید ہرنیاں، و:ریم ورئم۔

خِلفة: آگے پیچھے۔

أطلاء: ہرنی کا بچہ، و:طِلاء۔

ینهضن: وہ سب اٹھتی ہیں، نهض (ف) اٹھنا۔

مجثم: اسم ظرف، بیٹھنے کی جگہ، ج: مجاثم۔

حِجّة: سال، ج:حِجج۔

فلأیا: فاء عطف کے لئے، لأیا: جہد ومشقت، ج:الّلآلی۔

توهّم: خیال کرنا۔

أثافيّ: ہانڈی رکھنے کا پتھر، چولہا، و:أثفية۔

سُفع: سرخی مائل سیاہ رنگت، و:سفعاء، مذکر:أسفع۔

معرّس: اسم ظرف، اخیر رات میں مسافر کی اقامت گاہ۔

مِرجل: ہنڈیا، ج:مراجل۔

نؤی: نالی، ج: آناء۔

الجَذُم: اصل، جڑ، ج: أجذام، جُذوم۔

لم يتثلّم: نفی جحد بلم: نہ ٹوٹا۔

رَبُع: مکان، ج:رِباع، رُبوع، رُبع۔

أنعِم: دعائیہ کلمہ۔

أسلِمُ: دعائیہ کلمہ۔

تبصّر: امر، نظر جما کر دیکھ۔

ظعائن: ہودج نشیں، و: ظعينة۔

تحمّلن: جمع مؤنث غائب، ماضی معروف، ان عورتوں نے سفر کیا۔

العَلْیاء: ہر بلند جگہ۔

جُرثم: چشمہ کا نام۔

القنان: پہاڑ کا نام۔

الحَزْن: پتھریلی زمین، ج:حُزون۔

علون: جمع مؤنث غائب، ماضی معروف، وہ بلند تھیں، وہ سوار تھیں۔

أنماط: جھالردار رنگین اونی کپڑے، و:نَمَط۔

عِتاق: نفیس وعمدہ، و: عتيق۔

كِلّه: باریک کپڑا، ج:كِلَل۔

وِراد: زردی مائل سرخی، و:وَرْد۔

حواشي: کنارے، و:حاشية

مشاكهة: اسم فاعل، مشابہت۔

السوبان: **علاقہ کا نام۔**

مَتُن: **پُٹھہ، ج:**متون

دلّ: **نازنخرہ۔**

ناعم: **ملائم۔**

متنعّم: **نازپروردہ۔**

بکرن: **جمع مؤنث غائب، ماضی معروف، وہ صبح کے وقت اٹھیں۔**

استحرن: **جمع مؤنث غائب، ماضی معروف، وہ صبح کے وقت نکلیں۔**

سُحرة: **تڑکا۔**

الرس: **وادی کا نام۔**

ملهى: **اسم ظرف، خوش طبعی کی جگہ، ج:**ملاهي

لطيف: **صیغۂ صفت، پاکیزہ۔**

منظر: **دیکھنے کے قابل خوبصورتی، ج:**مناظر

أنيق: **صیغۂ صفت، خوش منظر، خوبصورت**

المتوسّم: **اسم فاعل؛ گہری نظر سے تاڑنے والا۔**

فُتات: **چورا، ریزہ۔**

عِهُن: **مختلف رنگ میں رنگی ہوئی اون، ج:**عهون

حبّ الفَنا: **رات کا سایہ۔**

لم يُحَطَّم: **نفی جحد بلم: نہیں توڑا گیا۔**

وَرَدُن: **جمع مؤنث غائب، ماضی معروف؛ وہ آئیں۔**

زُرق: **صاف ونیلگوں، و:**أزرق

جِمام: **گہرائی، و:**جمّ

عصا: **لاٹھی، ج:**عِصِيّ وأعص

حاضر: **شہری، ج:** حُضُور، حضّار، حُضّر

متخيّم: **اسم فاعل؛ خیمہ لگانے والا۔**

ظهرن: **جمع مؤنث غائب، ماضی معروف، وہ ظاہر ہوئیں۔**

جزَعْن: جمع مؤنث غائب، ماضی معروف، وہ گزریں۔

القین: لوہار، ج: قیون

قشیب: صاف ستھرا، ج:قَشَب

مُفُأَم: اسم مفعول؛ کشادہ وفراخ کجاوہ

أقسمتُ: واحد متکلم؛ میں نے قسم کھائی

طاف: اس نے طواف کیا

بَنَوہ: ان لوگوں نے اس کی تعمیر کی

قریش وجرھم: دونوں قبیلے کے نام

یمین: قسم، ج:أیمان

نِعْمَ: فعل مدح

السیّدان: تثنیہ، مخصوص بالمدح

سحیل: کمزوری

مُبْرَم: مضبوط

عبس وذبیان: دونوں قبیلے کے نام

تفانوا: ایک دوسرے کو فنا کر رہے تھے

دقّوا: ان لوگوں نے کوٹا، لگایا

عطرمنشم: سخت لڑائی سے کنایہ

السلم: صلح

معروف: بھلائی

موطن: مقام

عقوق: نافرمانی

مأثم: اسم ظرف، گناہ کی جگہ، گناہ، جرم، ج:مآثم

4.12

سفارش کردہ کتابیں:

۱۔ کتاب الأغانی، الجزء العاشر : **ابوالفرج الأصبهانی۔**

۲۔ طبقات فحول الشعراء : **ابن سلّام الجمحی۔**

۳۔ تاریخ الأدب العربی، العصر الجاهلی: **دکتور شوقي ضیف۔**

۴۔ تاریخ آداب اللغة العربية، الجزء الأول: **جرجی زیدان۔**

۵۔ تاریخ الأدب العربی: **أحمد حسن الزیات۔**

۶۔ الجدید فی الأدب العربی: **حنا الفاخوری۔**

۷۔ فی الأدب الجاهلی: **طٰہٰ حسین۔**

۸۔ جمهرة أشعار العرب: **أبوزید القرشی۔**

۹۔ العمدة فی صناعة الشعر و نقده: **ابن رشیق القیروانی۔**

۱۰۔ **معلقات کی شروح۔**

اکائی 5

شنفری

لامیۃ العرب کے ابتدائی بیس اشعار

5.1 مقصد

5.2 تمہید

5.3 لامیۃ العرب کے ابتدائی بیس اشعار

5.4 شنفری- حیات اور شاعری

5.5 لامیۃ العرب کا ترجمہ

5.6 لغوی تحقیق

5.7 اشعار کی تشریح

5.8 معلومات کی جانچ

5.9 خلاصہ

5.10 نمونے کے امتحانی سوالات

5.11 فرہنگ

5.12 سفارش کردہ کتابیں

5.1

مقصد

اس اکائی کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو قدیم عربی ادب کے صعلوک شاعر شنفری کے سلسلے میں جانکاری دی جائے۔اس کا شمار جاہلی دور کے طبقہٗ صعالیک کے پانچ نمایاں نوجوانوں میں ہوتا ہے۔ان میں سے تین کو شعروشاعری کے میدان میں بھی نمایاں مقام حاصل ہے۔ان تین شاعروں میں سے ایک شنفری ہے۔ یہ اپنے لامیۃ العرب کی وجہ سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔اس اکائی میں لامیۃ العرب کے ابتدائی بیس اشعار کو پیش کیا گیا ہے۔جس کے ذیل میں دیئے گئے تفاصیل سے آپ کو شنفری کی سوانح حیات،صعلوک بننے کی وجہ،اس کی شاعری،اس کی شعری خصوصیات اور صعالیک کے سماجی اور معاشرتی زندگی کے بارے میں تفصیلی معلومات ہو سکے گی۔

5.2

تمہید

شنفری جاہلی دور کی شاعری کا ایک اہم نام ہے۔اس کا شمار طبقہٗ صعالیک کے پانچ نوجوانوں میں ہوتا ہے۔جن کو شہرت دوام حاصل ہوئی۔وہ شنفری، تأبّط شرّ ا،سُلَیک بن سَلَکہ،عمرو بن برّاق اور اُسید بن جابر ہیں۔ان میں سے تین اول الذکر نے شعروشاعری کے میدان میں اہم مقام حاصل کیا اور ان تینوں میں سے بھی شنفری کو اس کے لامیۃ العرب کے قصیدہ کی وجہ سے بہت شہرت حاصل ہوئی۔اس قصیدہ میں شنفری نے اپنے جیسے خانماں برباد لوگوں کی زندگی کو بیان کیا ہے، جو بے گھر اور بے یارومددگار صحراؤں میں درندوں اور جنگلی جانوروں کے درمیان شدّت کی گرمی، راتوں کی گھٹا ٹوپ تاریکی اور جنگل کے ہو کے عالم میں ایک موہوم منزل کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں اور ایک بہادر کی طرح زندگی گزارتے ہوئے جانِ جانِ آفریں کو سونپ دیتے ہیں۔

شنفری کا یہ قصیدہ جاہلی شاعری میں بہترین کلام کا نمونہ اور صحرائی زندگی گزارنے والے ایک نوجوان کی زندگانی کی صحیح عکاسی کرتی ہے۔ یہ قصیدہ بے حد مقبول ہوا اور یہ لامیۃ العرب کے نام سے موسوم ہوا اور اس کی مقبولیت کی وجہ سے ہر زمانہ میں اہل ذوق نے اس کو اپنی نگاہوں کا مرکز سمجھا۔

5.3

لامیۃ العرب کے ابتدائی بیس اشعار

١ أقِيمُوا بَنِي أمِّي صُدورَ مَطِيِّكُم
فَإنِّي إلىٰ قومٍ سِواكُم لأمْيَلُ

٢ فقد حُمَّتِ الحاجاتُ والّليلُ مُقمِرٌ
وشُدّتْ لِطِيَّاتٍ مَطَايَا وَ أرْحَلُ

٣ وفِي الأَرْضِ مَنْأًى لِلْكَرِيمِ عَنِ الأَذىٰ
وفِيُهَا لِمَنْ خافَ القِلىٰ مُتَحَوَّلُ

٤ لَعَمْرُكَ مَا بِالْأَرْضِ ضِيُقٌ عَلَى امْرِئٍ
سَرىٰ رَاهِباً أوْ رَاغِباً وَ هُوَ يَعْقِلُ

٥ وَلِي دُونَكُم أهْلُونَ سِيْدٌ عَمَلَّسٌ
وَأرْقَطُ زُهْلُولٌ وَعَرْفَاءُ جَيْأَلُ

٦ هُمُ الأهلُ لامُسْتَودِعُ السِرِّ شائِعٌ
لَدَيهِمْ وَلَا الْجَانِي بِمَا جَرَّ يُخْذَلُ

٧ وَكُلٌّ أبِيٌّ بَاسِلٌ غيرَ أنّنِي
إذا عَرَضَتْ أُوْلَى الطَّرائِدِ أبْسَلُ

٨ وإنْ مُدَّتِ الأيْدِي إلىٰ الزَّادِ لَمْ أكُنْ
بأعْجَلِهِمْ إذْ أجشَعُ القَوْمِ أعْجَلُ

٩ وَمَا ذاك إلّا بَسْطَةٌ عَنْ تَفَضُّلٍ
عَلَيْهِمْ وَكَانَ الأَفْضَلَ الْمُتَفَضِّلُ

١٠ وَإنِّي كَفَانِي فَقْدُ مَنْ لَيْسَ جَازِياً
بِحُسْنَى وَلَا فِي قُرْبِهِ مُتَعَلَّلُ

١١ ثَلاَثَةُ أصْحَابٍ فُؤَادٌ مُشَيَّعٌ
وَأبْيَضُ اِصْلِيتٌ وَ صَفْراءُ عَيْطَلُ

١٢ هَتُوفٌ مِنَ المُلْسِ المُتُونِ يَزِينُهَا
رَصَائِعُ قَدْ نِيطَتْ عَلَيْهَا وَ مِحْمَلُ

١٣ اِذا زُلَّ عَنُهَا السَّهْمُ حَنَّتْ كَأَنَّهَا
مُرَزَّأَةٌ ثُكْلىٰ تُرِنُّ وتُعوِلُ

١٤ وَلَسْتُ بِمِهْيَافٍ يُعَشِّي سَوَامَهُ
مُجَدَّعَةً سُقْبَانُها وَ هِيَ بُهَّلُ

١٥ وَلاَ جُبَّاءٍ أكْهىٰ مُرِبٍّ بِعِرْسِهِ
يُطَالِعُهَا فِي شَأْنِهِ كَيْفَ يَفْعَلُ

١٦ وَلاَ خَرِقٍ هَيْقٍ كَأَنَّ فُؤَادَهُ
يَظَلُّ بِهِ المُكَّاءُ يَعْلُو وَيَسْفُلُ

١٧ ولاَ خَالِفٍ دارِيّةٍ مُتَغَزِّلٍ
يَرُوحُ وَ يَغْدُو دَاهِناً يَتَكَحَّلُ

١٨ وَلَسْتُ بِعَلٍّ شَرُّه دُوْنَ خَيْرِهِ
ألَفَّ اِذَا مَا رُعْتَه اِهْتَاجَ أعْزَلُ

١٩ وَلسْتُ بِمِحْيَارِ الظِّلاَمِ اِذَا انْتَحَتْ
هُدى الهَوْجَلِ العِسِّيفِ بَهْمَاءُ هُوجَلُ

٢٠ اِذا الأَّمْعَزُ الصُّوّانُ لاَقىٰ مَنَاسِمِي
تَطَايَرَ مِنْهُ قَادِحٌ وَ مُفَلَّلُ

5.4

شنفری حیات اور شاعری

صعالیک

عزیز بچّو! جب آپ عربی ادب کے جاہلی دور کی تاریخ کو بغور پڑھیں گے، تو آپ کو شاعری کے میدان میں دو قسم کے شہسوار نظر آئیں گے۔ پہلی قسم کے وہ شہسوار جو اپنا خاندانی گراونڈر رکھتے تھے۔ خاندان کے رسم ورواج کا پاس ولحاظ رکھتے تھے، شاعری میں خاندانی عزت کے گن گاتے تھے، ان کی بڑائی کا ذکر فخریہ انداز میں کرتے تھے۔ ان کی اچھائی کو بیان کرنے میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے تھے۔ ہر ہر موقعہ پر اپنے قبیلے، خاندان اور ان کی معمولی معمولی باتوں کو اشعار میں ذکر کرتے، لوگ ان کے اشعار سنتے، پڑھتے، یاد کرتے اور شاعر کے قبیلے، ان کے افراد خانہ کی اچھائیوں کو جانتے اور ان کے محاسن سے متأثر ہوتے اور خاندان کے لوگ ان کو عزت وعظمت کی نظر سے دیکھتے۔

دوسری طرف ہم ایسے شعراء کو بھی دیکھتے ہیں، جو خاندان تو رکھتے تھے، لیکن حالات کی مجبوریوں کے شکار نظر آتے ہیں، خاندان کے رہتے ہوئے، خاندان سے باہر زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے۔ ان کا نہ گھر تھا، نہ در تھا، نہ کوئی پرسان حال تھا، نہ کوئی ہم دم اور غمگسار تھا۔ ان کو صعالیک الشعراء یا خانماں برباد شعراء کہا جاتا ہے۔

اب ہم پہلے آپ کو صعلوک کا مفہوم سمجھاتے ہیں، تو صعلوک مفلس وقلاش کو کہتے ہیں، جو اپنی افلاس وغربت کے خلاف آواز بلند کرتا ہوا اور اپنی عزت وعظمت کا پاس ولحاظ رکھتا ہوا اور اپنی حیثیت اور اپنی بقاء کے وجود کے لئے کوشاں رہتا ہو۔ ان شعراء نے اپنا خاندان اور اپنا قبیلہ سب کچھ رکھتے ہوئے مجبوریوں کے تحت اپنے خاندان اور قبیلے کو چھوڑ دیا اور صحراء میں آزاد زندگی گزارنے کو ترجیح دی اور نان شبینہ کے حصول کے لئے قتل وغارت گری کو اپنایا۔ یہ ساری زندگی فاقہ مست رہے، صحراء کی وسعتیں ان کی جائے رہائش تھیں اور بیابان کی ساری زمین ان کا بستر تھا اور پتھریا ان کا اپنا محنت کش ہاتھ تکیہ کا کام دیتا تھا، جہاں پر رات ہوجاتی، وہاں ڈیرہ ڈال دیتے، ساری زندگی اسی کس مپرسی کی حالت میں رہے اور ان کا اپنے ہی جیسے لوگوں سے واسطہ رہا، افرادِ خانہ سے دور بیاباں کی پنہائیوں اور اس کی وسعتوں میں ایک دن گم ہو گئے، نہ کوئی رونے والا اور نہ کوئی پرسان حال تھا۔

جب ہم ان کے صعلوک بننے کے اسباب کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ عرب کا معاشرہ معاشی بدحالی کا شکار تھا، وہاں رہزنی اور قتل وغارت گری کی وباء عام تھی۔ دوسری طرف بعض وہ افراد تھے جن کو قدرت کی طرف سے توانائی کا وافر حصہ ملا تھا، چوں کہ معاشرہ میں صالح نظام مفقود تھا، ہر طرف لاقانونیت کا دور دورہ تھا، وہاں جرم وسزا کا کوئی واضح قانون نہیں تھا اور کوئی قانون کو نافذ کرنے والا طاقت ور ادارہ بھی نہیں تھا، جو ان افراد کو غلط راستے کی طرف جانے سے روک سکتا اور ان پر پاداشِ عمل کے تازیانے برساتا، ان حالات میں بلند حوصلے والے افراد کی توانائیاں اچھے راستے پر نہ لگ سکیں اور وہ جرائم کی طرف بڑھ گئے، کیوں کہ ان کے افراد خانہ اور قبیلے والے تاوان دیتے دیتے عاجز آ گئے اور ان کی حفاظت سے درماندہ ہوگئے۔ تو ان کو برادری سے الگ کردیا اور ان کے لئے اعلان کردیا کہ اب یہ ہمارے قبیلے کے افراد نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ان کی جان کی

حفاظت ہماری ذمہ داری نہیں ہے اوران کے کسی عمل کے ہم جواب وہ نہیں ہیں، اس اعلان کی رو سے ان کو اپنی جان کی حفاظت خود ہی کرنی تھی اور اپنے بود و باش کے انتظام کی ذمہ داری بھی خود ہی اٹھانی تھی، اس کے لئے انہوں نے بیابانوں کی وسعتوں اور پہاڑوں کے دامنوں کو منتخب کیا اوران کو اپنا مسکن بنایا اور کھانے پینے کے انتظام کے لئے رہزنی کا پیشہ اختیار کیا۔

بعض کے صعلوک بننے کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کے باپ بچپن میں مر گئے، خاندان میں خود ہی بھوک مری تھی، اہل خاندان ان کا خیال نہ رکھ سکے، اس سے ان کی صغرسنی بہت کس مپرسی میں گزری، یا کسی لڑائی میں فاتح قبیلے نے ان کو گرفتار کرلیا اوران کا مغلوب قبیلہ فدیہ دینے کی سکت نہ رکھتا تھا اور اس طرح یہ غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے، جب جوانی کی دہلیز پر پہونچے تو اپنی ذلت ورسوائی کا احساس ہوا اور یہ احساس فزوں تر ہوتا گیا اوران کو شکایت خود اپنے قبیلے سے تھی اور جس قبیلے میں ذلت ونکبت کے ایام گزرے ان سے بھی تھی اور اس طرح دونوں قبیلے کے خلاف حقارت کا جذبہ ان کے اندر موجزن ہوا اور انہوں نے اسیری ورسوائی کی زنجیروں کو توڑ دیا۔ بیابانوں کی طرف رخت سفر باندھا اور فطرت کے گہوارے میں آزادی کا سانس لیا، یہاں نہ اسیری کی ذلت تھی اور نہ کسی قسم کی رسوائی۔

ان آوارہ مزاج نوجوانوں کا خیال تھا کہ سوسائٹی کے لوگ تنگ نظر اور خودغرض ہیں، یہ لوگ ہم جیسے بلند حوصلہ افراد کو برداشت نہیں کرسکتے، یہ بھروسہ کے قابل نہیں ہیں کیوں کہ ان کا ظاہر ان کے باطن کے ہم آہنگ نہیں ہے۔ یہ جو بولتے ہیں وہ کرتے نہیں اور جو کرتے ہیں وہ بولتے نہیں اور یہ چیزیں ان کے مزاج سے میل نہیں کھاتی تھیں اور اس طرح یہ اپنی خودداری کو سینے سے لگائے ہوئے بیابانوں میں چلے گئے اور قوت لایموت کے لئے رہزنی کو اپنایا، بے گھر اور تباہ حال رہے اور اسی حال میں موت کو گلے لگایا، ان کا نہ کوئی رونے والا اور نہ غم منانے والا تھا اور نہ ان کو اس کی پرواہ تھی۔

جب ان کے مغامرات کی داستانیں آبادیوں میں پہونچتیں، تو بعض منچلے نوجوانوں کے دل میں آزادانہ زندگی گزارنے کا جذبہ پیدا ہوتا اور یہ اپنے خاندان اور قبیلوں کو چھوڑ دیتے اوران کی ہمراہی کو اختیار کرنے کے لئے ریگ زاروں کی طرف کوچ کرجاتے۔

یہ آوارہ مزاج نوجوانوں کا ٹولہ بہت شجاع تھا، صحراء کی سختی، دھوپ کی تمازت، گھٹا ٹوپ راتوں میں مسلسل سفر کرنا، ہر وقت جان ہتھیلی پر لئے رہنا، مدتوں بھوک وپیاس میں وقت گزار دینا۔ ان کے لئے معمولی بات تھی، یہ تہی دامنی کے باوجود بڑے غیرت منداور باحوصلہ تھے، ان کی شاعری میں مہجوری کی رقت، فراق کی کسک اور زندگی کے لافانی حقائق اچھوتے اور دلنشیں انداز میں پائے جاتے ہیں، شاعری کے یہ شہہ پارے سلاست وروانی اور شگفتہ بیانی کے انمول موتی سمجھے جاتے ہیں، ان کو اہل ذوق بڑے جذب سے پڑھتے ہیں۔

شنفری

شنفری خانماں برباد شعراء میں قابل ذکر نام ہے، اس کا تعلق قبیلہ ازد سے ہے، اس کے بچپن سے جوانی تک پہونچنے کے سلسلہ میں کئی واقعات کو مؤرخین ذکر کرتے ہیں۔ تمام میں قدر مشترک اس کی کس مپرسی کی حالت میں جوانی کی دہلیز کی طرف پہونچنا ہے، چنانچہ ایک میں یہ بیان ہے کہ یہ نوعمری میں تھا، اسی وقت اس کے باپ ربیعہ کو ازد قبیلے ہی کے ایک آدمی جابر بن حرام نے کسی وجہ سے جان سے مار ڈالا تھا۔ ان کے خاندان والوں

نے اس کے خون کا بدلہ نہ لیا اور اس کی پرورش و پرداخت کی طرف توجہ نہ دی۔ وہاں یہ اور اس کا چھوٹا بھائی اور اس کی ماں تھی، تینوں کے گزارا کی کوئی صورت نہ تھی، اس کی والدہ نے پریشانی جھیل کر اپنے نونہالوں کے ساتھ سسرال میں رہنے کی سعی کی۔ لیکن کوئی پرسان حال نہ ہوا اور اس کے سسرال میں رہنے کی کوشش ناکام ہوگئی، تو اس نے اپنے میکہ قبیلہ فہم میں جانے کا فیصلہ کیا، وہ اپنے بچوں شنفری اور اس کے چھوٹے بھائی کو لے کر اپنے میکہ آ گئی، لیکن یہاں بھی ان کی پذیرائی نہ ہوئی۔ کیوں کہ یہ لوگ معاشی بدحالی کا شکار تھے۔ اپنا ہی گزارہ بڑی مشکل سے ہو رہا تھا، وہ ان مصیبت کے ماروں کا کیا خیال کرتے، دن بے آرامی اور رات بے سکونی میں گزرنے لگی۔ دانہ دانہ کے لالہ پڑے ہوئے تھے، نہ سکون، نہ وقار، نہ عزت، نہ کوئی پرسان حال، کچھ بھی تو نہ تھا۔ جس کے یہ سہارے زندگی گزارتے، شنفری بڑا احساس تھا۔ وہ یہ سب بے عزتی اور بے وقعتی کو دیکھ رہا تھا اور ان کے خلاف اس کے دل میں کدورت پیدا ہو رہا تھا اور یہ روز افزوں بڑھ رہا تھا۔ جب یہ بڑا ہوا تھا تو دادیہالی اور نانیہالی دونوں خاندان کے خلاف اس کے دل میں بغض بھر چکا تھا اور یہ دن بہ دن ترقی کرتا گیا، نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے ان تمام سے قطع تعلق کر لیا۔

کچھ مؤرخین یہ بیان کرتے ہیں کہ شنفری کے دادیہالی قبیلہ ازد کے کسی فرد نے اس کے نانیہالی قبیلہ فہم کے کسی آدمی کو قتل کر دیا۔ جب ان لوگوں نے ازدیوں سے خون بہا کا مطالبہ کیا، تو انہوں نے شنفری کی ماں اور اس کے چھوٹے بھائی کو رہن کے طور پر دیدیا۔ یہ لوگ وہاں بڑی بے عزتی کی زندگی گزارتے رہے، شنفری کو ہمہ وقت ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ وہ اسی توہین آمیز سلوک کے ساتھ پلا بڑھا اور ان کے خلاف عداوت کے جذبات اس کے دل میں پنپتے رہے۔ جب جوان ہوا تو ان کے خلاف صف آراء رہا۔

مفضل ضبّی کا بیان یہ ہے کہ شنفری کے نانیہالی قبیلہ فہم کی ایک شاخ بنو شبانہ نے اس کو بچپن میں قیدی بنا لیا۔ شنفری یہاں ان کی خدمت میں رہنے لگا۔ بنو ازد کے ایک بڑے خاندان بنو سلامان نے اس کے نانیہالی خاندان بنو شبانہ کے ایک آدمی کو پابندِ سلاسل کر دیا۔ جب بنو شبانہ نے اپنے آدمی طلب کیے، تو بنو سلامان نے بدلہ میں دوسو اونٹ طلب کیا۔ انہوں نے دوسو اونٹ تو نہ دیئے۔ لیکن شنفری ان کے یہاں رہنے لگا۔ وہاں ایک بار ایسا واقعہ رونما ہوا، جس نے شنفری کی آنکھوں سے پردہ کو کھسکا دیا اور یہ بتلا دیا کہ وہ کون ہے؟ اور اس کی اوقات کیا ہے؟۔ وہ واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک بار اس نے جہاں رہتا تھا۔ اس کی بیٹی سے کہا کہ ''اے بہن! ذرا میرا سر دھو دو''۔ اتنا سننا تھا کہ اس لڑکی کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور اس نے زناٹے دار ایک تھپڑ سے اس کی خبر لی اور کہا کہ تیری یہ مجال کہ تو مجھے اپنی بہن کہے؟ وہ بپھرا ہوا اپنے خیالی باپ کے پاس گیا اور سوال کیا کہ بتاؤ میں کون ہوں؟ اور میرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا کہ تم اوس بن حجر کے خاندان سے تعلق رکھتے ہو، میرے بیٹے نہیں ہو، شنفری اتنا سن کر اندر تک ہل گیا اور غلامی کی خواری کے احساس سے جھنجھلا گیا اور قہر آلود لہجے میں گویا ہوا کہ تم نے مجھ کو غلام بنا کر ذلت سے دوچار کیا ہے، اس کے بدلے میں میں جب تک تمہارے سو آدمی کو موت کے گھاٹ نہ اتار دوں، مجھے سکون نصیب نہ ہوگا۔

شنفری کے باپ کو جابر بن حرام نے قتل کیا تھا، جو اسی کے قبیلے ازد سے تعلق رکھتا تھا اور اسی کی وجہ سے اسے اور اس کے چھوٹے بھائی اور اس کی ماں کو دربدر کی ٹھوکریں کھانی پڑیں۔ شنفری نے موقعہ پا کر حالت حرام میں منی کے مقام پر اس کو کیفر کردار تک پہونچا دیا اور اس کے بعد جو بھی قبیلۂ ازد کا فرد مل جاتا تھا، اس کو زندہ رہنے کا موقع نہ دیتا تھا۔

ارباب تاریخ نے شنفری کے صعلوکیت اختیار کرنے کی مختلف وجوہ پر روشنی ڈالا ہے۔ ان تمام میں قدر مشترک یہ بات پائی جاتی ہے کہ اس

کے رشتہ داروں نے اس پر دھیان نہ دیا، غیریت و بیگانگی کا سلوک روا رکھا، ذلیل وخوار سمجھا، غلام بنایا اور اس نے بڑی کس مپرسی کی حالت میں جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا۔ اس کا ردِّعمل اس پر یہ ہوا کہ اسے اپنے اعزاء اور خاندان کے افراد سے، اور اس سوسائٹی سے نفرت پیدا ہوگئی، کیوں کہ انہوں نے اس کی تباہی کو دیکھا اور مساعدت کے لئے نہ بڑھے۔ ظالموں سے باز پرس نہ کیا اور مقہوروں کی طرف التفات سے نہ دیکھا۔ اس کی وجہ سے شنفری نے اور اس کی ٹولی نے اپنی قہرمانیت کا نشانہ انہیں کو بنایا اور اس سوسائٹی کے رسم ورواج کو چکنا چور کر دیا اور اس کے افراد کو جینا دوبھر کر دیا۔

شنفری ایک گٹھے جسم کا لمبا تڑنگا نوجوان تھا۔ اس کے دوڑ کی سرعت ایک صبا رفتار گھوڑے سے زیادہ تھی، اس کی ٹولی میں دو اور تیز دوڑنے والے معروف تھے۔ ان میں سے ایک تأبّط شرّا اور دوسرا سلیک بن سلکہ تھا۔ یہ لوگ رہزنی کے بعد اتنی تیز دوڑ لگاتے تھے، جن کی گرد کو گھوڑے بھی نہیں پاتے تھے۔

قدرت کا قانون یہ ہے کہ اگر وہ کسی کو کسی چیز سے محروم کرتی ہے، تو اس کو دوسری بے بہا نعمت دے کر اس کی تلافی کر دیتی ہے۔ شنفری کو قدرت نے طفولیت کے ایام میں باپ کی نعمت سے محروم کر دیا۔ اس کی وجہ سے اس کو در در کی ٹھوکریں کھانی پڑیں، تو اس کے بدلے میں جسمانی مضبوطی عطا کی اور بلا کا ذہن ودیعت کیا اور یہ جوانی کی دہلیز پر پوری طرح قدم بھی نہیں رکھا تھا کہ شعروشاعری کے میدان میں قدم رکھ دیا۔ جب اس کا بھائی دنیا چھوڑ گیا تو اس کی ماں پر بہت گہرا اثر پڑا اور وہ رونے لگی، تو شنفری نے اپنی ماں کو تسلی دینے کے لئے پہلی بار شعر کہا۔

لَيْـــسَ لِـوَالِـدَةٍ هَـمُّهَـا وَلَا قِيْـلُهَـا لِابْـنِهَـا دَعْ دَعْ

تَـطُـوْفُ وَتَـحْـذرُ أَحْـوَالَـهُ وَغَيْـرُكَ أَمْـلَكُ بِـالْـمَـصْـرَعِ

شنفری جب جوانی کی عمر کو پہونچا، تو اپنی خواری کی زندگی کو خیر باد کہہ دیا اور بیابانوں کو اپنا مسکن بنایا اور ایک طویل قصیدہ اپنے نانیہالی رشتہ داروں کو مخاطب کر کے کہا، اس میں اپنے ارادے کے اسباب کا تذکرہ کیا اور زندگی سے متعلق اپنا فلسفہ بیان کیا۔ اس کا مطلع ہے:

أَقِيْـمُـوْا بَـنِـيْ أُمِّـيْ صُـدُوْرَ مَـطِيِّـكُـمْ

فَـإِنِّـيْ إِلَـىٰ قَـوْمٍ سِـوَاكُـمْ لَأَمْيَـلُ

اے میرے نانیہال والو! کان کھول کر سن لو۔ تم نے میری بڑی بے عزتی کی ہے، اب میں تم لوگوں کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے جا رہا ہوں۔

اس آزاد ماحول کو اپنانے والا شنفری تنہا نہ تھا، بلکہ اور بھی منچلے نوجوان اس کی رفاقت میں تھے۔ وہ تمام فطرت کی بانہوں میں آزادی کی زندگی بسر کرتے تھے اور جن لوگوں نے ان کو درماندگی کی زندگی گزارنے کی طرف دھکیلا تھا، ان لوگوں سے چن چن کر بدلہ لینا شروع کر دیا۔ اب یہ تھا اور اس کے قبیلے اور رشتہ دار، اس کی ہمنوائی میں آوارہ گرد بچھڑے ہوئے دوسرے نوجوان تھے۔ یہ لوگ موقع کی تاک میں رہتے تھے اور کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ یوم حساب کا آغاز ہو چکا ہے۔

بنوسلامان جنہوں نے اس کو غلامی کی حالت میں رکھا تھا، خصوصاً وہ گھرانہ جس میں یہ رہتا تھا اور اس کی بیٹی نے ہتک عزت کرتے ہوئے اس کو

طمانچہ مارا تھا، وہ شنفری کے شکار کا خاص محور تھا۔اس نے سلامیوں کے سکون کو غارت کر دیا۔آئے دن ان پر حملہ کرتا رہا اور بہتوں کو موت کے آغوش میں سلا دیا۔ دوسری طرف شنفری کے پے بہ پے حملوں سے سلاماں کے لوگ درماندہ ہوگئے اور اس کی جان کے خواہاں ہوگئے اور اس کو کیفر کردار تک پہونچانے کے لئے موقعہ کی تاک میں رہنے لگے۔ یہ ہمیشہ ان کے جال کو توڑ کر نکل بھاگتا اور شنفری معرکہ پہ معرکہ سر کرتا جارہا تھا، لیکن آخر کہاں تک؟ اس نے جابر بن حرام کو حالت احرام میں منی کے مقام پر دیکھا، تو تاک کر اس پر حملہ کیا اور وہیں اس کو ڈھیر کر دیا اور لوگ اس کو پکڑنے کے لئے جھپٹے، لیکن یہ ہوا ہو گیا اور ان کے ہاتھ نہ لگا، اس کارنامہ کو اس نے فخریہ شعر کے قالب میں ڈھالا اور کہا:

قَتَلْتُ حَرَاماً مُهْدِياً بِمُلَبِّدٍ

بَطْنَ مِنَى وَسْطَ الحَجِيجِ المُصَوِّتِ

جَزَيْنَا سَلَامَانَ بْنَ مُفْرِجٍ قَرْضَهَا

بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمُ وَأَذَلَّتِ

حرام کو وادئ منی میں عین حالت احرام میں حاجیوں کے درمیان دوسرے محرم کے بدلے میں قتل کر دیا اور سلامان بن مفرج نے ہمارے ساتھ جو زیادتی کی تھی اس کا بھی بھرپور بدلہ لے لیا اور انہیں اس زیادتی کا مزہ چکھا دیا۔

جب اس جانکاہ سانحہ کی خبر اس کے بھائی اسید کو ہوئی جو ایک نامور شجاع تھا۔اس کو بتایا گیا کہ شنفری سوق حباشہ میں موجود ہے۔ یہ سن کر اسید مقتول بھائی کے دو بیٹوں کو ساتھ لیا اور شنفری کو پکڑنے کے لئے گھات لگا دیا۔ جب رات کا بہت حصہ گزر چکا تو انہوں نے شنفری کے آنے کی آہٹ سنی۔ شنفری نے چالاکی یہ کی تھی کہ ایک پاؤں میں جوتا پہن رکھا تھا اور دوسرے پاؤں میں جوتا ندارد تھا، تاکہ کسی کو انسانی چاپ کا احساس نہ ہو، شنفری کو جب آدمی کے سائے کا احساس ہوا تو یہ الٹے پاؤں واپس ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ دوبارہ ادھر آیا۔ یہ لوگ دم سادھے بیٹھے رہے، دوبارہ اس کو آدمی کی موجودگی کا احساس ہوا تو ایک تیر اندھیرے چلایا، جو اسید کی پنڈلیوں کو چھیدتا ہوا زن سے نکل گیا، وہ موقعہ کی نزاکت کے پیش نظر سانس روکے بے حس وحرکت بیٹھا رہا۔ شنفری اس کے چکمہ میں آ گیا اور یہ سمجھا کہ یہاں کسی متنفس کا وجود نہیں ہے اور وہ بے نیازی سے آگے قدم بڑھایا۔ جب یہ ان لوگوں کے مساوی پہونچا تو یہ یک دم سے اس پر جھپٹے اور اس کو دبوچ لیا اور رسوں سے باندھ کر گھسیٹتے ہوئے قبیلے میں لے آئے۔ لوگوں کو پتہ چلا تو ایک بھیڑ امنڈ آئی اور لوگ اس کے سلسلہ میں مختلف رائے کا اظہار کرنے لگے۔ بعض نوجوانوں نے کہا کہ اس کو زندگی سے آزادی دے دی جائے، لیکن دور اندیش لوگوں کی رائے یہ ہو رہی تھی کہ شنفری کا تعلق ہمارے ہی قبیلے سے ہے اور اس میں بہت سی خداداد صلاحیتیں ہیں، مثلاً یہ ایک اچھا شاعر ہے، دوڑنے میں ہوا سے باتیں کرنے والا اور شجاعت میں بے بدل ہے، اگر ہم اس سے صلح کر لیں اور ہمارا قبیلہ اس کو اپنا لے تو خون خرابہ کا یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا اور اس کی تمام صلاحیتیں ہمارے قبیلے کے مفاد میں استعمال ہوں گی۔ یہ رائیں ایک نئی عمر کا لڑکا سن رہا تھا۔ جس کے باپ کو شنفری نے قتل کر دیا تھا، اس کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ جہاندیدہ لوگ اسے معاف نہ کر دیں اور میرے باپ کا خون رائیگاں نہ چلا جائے۔ یہ خاموشی سے اٹھا اور شنفری کے ایک ہاتھ کو اپنے خنجر سے کندھے سے کاٹ ڈالا اور ان کے سامنے رکھ دیا، لوگوں نے جب شنفری کے ہاتھ کو دیکھا تو اب سمجھ لیا کہ یہ جاں بر نہ ہو سکے گا، اس کو درخت سے باندھ دیا گیا اور یہ اعلان کیا گیا کہ اگر شنفری پر کسی کا کوئی حق ہو تو وہ آ کر اس سے اپنے حق کو طلب کرے۔ صبح کے وقت میں لوگوں نے اس سے شعر پڑھنے

کے لئے کہا،توشنفری نے جواب دیا کہ’’ اِنـمَا النَّشِیدُ عَلَی الْمَسَرَّۃِ ‘‘شعرمسرت کے موقع پراچھا لگتا ہے،شنفری کا یہ جملہ ضرب المثل ہوگیا،شنفری کی نظر جب اپنے کف دست پر پڑی،تو اس نے ایک شعر پڑھا،لوگوں نے پوچھا کہ موت کے بعد تمہیں کہاں دفن کیا جائے،تو اس نے جواب میں یہ اشعار پڑھے۔

لَا تَــقْبُـــــرُوْنِـــــیْ اِنَّ قَبْـــرِیْ مُـــحَـــــرَّمٌ
عَــلَیْـــکُـــم، لٰــکِـــنْ أَبْشِـــرِیْ أُمَّ عَـــامِـــرٍ

تم مجھے دفن نہ کرنا،تم پر میری تدفین حرام ہے۔البتہ کفتار کوخوش خبری ہو۔

اِذَا احْتَــمَــلُـــوْا رَأْسِـــیْ وَفِـــیْ الـــرَّأْسِ أَکْثَـــرِیْ
وَغُـــوْدِرَ عِـــنْـــدَ الْـــمُـلْتَـقـیٰ ثُـــمَّ سَـــائِـــرِیْ

جب وہ لوگ میرے سر کو لے جائیں گے اور سرہی میں میرا بڑا حصہ ہے اور باقی بدن کو مقتل میں چھوڑ دیں گےتو اسے کھانے کا موقع مل جائے گا۔

هُـــنَـــــالِكَ لَا أَرْجُـــوْ حَیٰــوۃً تَسِـــرُّنِـــیْ
سَـــجِیْـــسَ الـــلَّیَـــالِــیْ مُبسَلاً بِـــالْـــجَـرَائِـــدِ

ایسی حالت میں میں گھٹاٹوپ راتوں میں بے یارومددگار اپنی خطاؤں کا بوجھ اٹھائے پڑا رہوں،تو اس وقت مجھے شادمانی کی زندگی کی ذرا بھی امید نہیں ہے۔

شاعری

صعالیک شعراء میں شنفری سب سے مشہور اور پُرگو شاعر شمار کیا گیا ہے۔اس کے یہاں مضامین میں تنوع اور سلاست وروانی پائی جاتی ہے اور غزل ووصف میں بہت باریکی اور ہجر وفراق کی کہانی میں درد پایا جاتا ہے۔اس نے مدح،فخر وحماسہ،غزل،وصف،حکمت وفلسفہ،عزت نفس اور خودداری وغیرہ میں طبع آزمائی کی ہے۔اس کی غزلیہ شاعری میں اس کے قصیدہ تائیہ کو پیش کیا جاتا ہے جس میں اس جیسے بیابانوں میں پھرنے والے،آزادطبع اور خون کی ہولی کھیلنے والے نوجوان کے دل میں محبت کی کونپل اگتی ہے اور وہ تناور درخت کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اس کی تپش سے اس کے پتھر جیسے دل میں شعلہ اٹھتا ہے اور ہجر وفراق کے جان کو گھلا دینے والے لمحات،زندگی کی لذتوں کو آشفتہ حالی اور پراگندگی سے دوچار کر دیتے ہیں،تو وہ بھی دل پر ہاتھ رکھ کر آہیں بھرنے لگتا ہے اور اپنے دل نادان کی تڑپ کو ان الفاظ میں ڈھالتا ہے۔

فَــــوَا كَبِــدَا عــلــــىٰ أُمِيــــمَةَ بَــعْــدَمـــــا
طَــمــعَـــتُ، فَهَبَّـــــهُ نِــعْــمَةَ الــعَيْـــــشِ زَلَّـــتُ
فَيَــــــا جَـــــارَتِـــــىْ وَأَنْـــتَ غَيْـــرُ مُـــلِيْـــمَةٍ
إِذَا ذَكَـــــــرتُ وَلَا بِـــــذَاتٍ تَــــقَـــلّــــــتُ

زندگی نے اور خود تو نے مجھے بڑے دکھ دیئے، مگر میں تجھ پر لعن طعن نہ کر سکا اور جب تیری یاد کا دریچہ وا ہوا، تو مجھے تڑپا گئی اور جھلسا گئی۔

اور حکمت وفلسفہ میں اس کے اشعار:

وَفِــــىْ الْأَرْضِ مَــــنْـــــأَئـــــىً لِـــلْــكَـــرِيـــمِ
عَــنِ الْأَذَىٰ وَفِيهَــا لِـمَــنْ خَــافَ الـقِـلَـىٰ مُتَـحَـوَّلُ
وأَعْــدِمِ أُحْيَــــانـــــاًوَأُغْـــنَـــــىٰ وَ إِنَّـمَـــــا
يَـــنَـــالُ الــغِـــنَــــىٰ ذُوالبُــعْــدَةِ الــمُتَبَــذِّلُ
فَلَا جَــــــزِعٌ مِـــــــن خَــــلَّةٍ مُتَـــــكَشِفٌ
وَلَا مَــــرِحٌ تَـــحْـــتَ الــغِـنَـــىٰ أَتَــخَيَّـــلُ

جس جگہ آدمی کو عزت وآبرو سے رہنا نصیب نہ ہو، تو اسے وہ جگہ چھوڑ دینی چاہئے اور اپنی دنیا الگ آباد کرنی چاہئے، کیوں کہ زندگی اونچ نیچ کا نام ہے، کبھی غربت، تو کبھی تونگری، اس سے آدمی کو خوف زدہ نہ ہونا چاہئے، اپنے کام میں جٹے رہنا چاہئے۔ جب تنگدستی کا موقعہ ہو تو صبر وشکیب کی روش اپنانا چاہئے اور جب خوش حالی آئے تو اترانا نہیں چاہئے۔

شنفری کا مشہور قصیدہ لامیۃ العرب ہے۔ اس قصیدہ کے اشعار اڑسٹھ (68) ہیں۔ اس میں شنفری نے اپنی اور اپنے جیسے دوسرے خانماں برباد لوگوں کے احوال کو بڑے دلنشیں انداز میں بیان کیا ہے کہ ایک بے یارومددگار بدوی جس کا نہ کوئی گھر ہو، نہ کوئی ٹھکانہ، وہ اپنی غیرت مند طبیعت کی وجہ سے ریگ زاروں میں کس طرح کس مپرسی کی زندگی گزارتا ہے، بھوک سے نڈھال، پیاس کی شدت، گرمی کی تپش، گھٹاٹوپ طویل راتوں کی ہوش اڑادینے والی ہولناکی، بیابان کی ہوش ربا سنسانی اور ہو کے عالم میں ایک خیالی منزل کی طرف محو سفر رہتا ہے کہ کہیں سے کچھ ہاتھ آجائے، جس کے سہارے زندگی کی گاڑی کو آگے کی طرف دھکیل سکے، یہ نہ کسی کا احسان لیتے ہیں اور نہ کسی کے آگے دست سوال دراز کرتے ہیں۔

شنفری کا قصیدہ لامیۃ العرب جاہلی دور کا بہترین شہ پارہ اور ایک صحرا نورد کی زندگی کی صحیح عکاسی کرتا ہے، جاہلی دور میں بہت سے شعراء نے لام کے ردیف میں طویل قصیدے کہے، جن میں سب سے زیادہ شہرت امرؤالقیس کے قصیدے۔۔

قِـفَـا نَبْكِ مِـنْ ذِكْـرَى حَبِيْـبٍ وَّ مَـنْـزِلِ
بِسِـقْـطِ اللِّـوَى بَيْـنَ الـدَّخُـوْلِ فَـحَـوْمَـلِ

۔۔۔۔کونصیب ہوئی، لیکن شنفری کے قصیدے:

أقِيْـمُـوا بَـنِـي أُمِّـي صُـدُوْرَ مَـطِيِّـكُـمْ
فَـإِنِّـي إِلَـى قَـوْمٍ سِـوَاكُـمْ لَأَمْيَـلُ

کولامیۃ العرب کا خطاب ملا، یہ قصیدہ اپنے معنوی حیثیت، سلاست روانی اور اسلوب نگارش میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔اس کی مقبولیت کے پیش نظر بعد میں آنے والے بہت سے شعراء نے اس بحر اور اس ردیف وقافیہ میں طبع آزمائی کی۔

شنفری اس قصیدہ کو بغیر تشبیب کے شروع کرتا ہے، کیوں کہ اس کے باپ ربیعہ کو بڑی بے دردی سے حالت احرام میں قتل کردیا گیا تھا جبکہ یہ طفولیت کے ایام میں تھا۔اس وقت نہ دادیہالی رشتہ داروں نے اس کی مدد کی اور نہ نانیہالی قرابت داروں نے ساتھ دیا۔ بلکہ اس کو، اس کی ماں اور اس کے چھوٹے بھائی کو کس مپرسی کی حالت میں زندگی گزارنے کے لئے چھوڑ دیا۔جس کا اثر اس پر بہت غلط پڑا اور جوان ہوکر اس نے سب کو چھوڑ دیا اور یہ بتایا کہ ایسی دنیا اور ایسے ماحول میں زندگی گزارنے سے کیا حاصل؟ جہاں کے بسنے والے خودغرض اور بے حس ہوں۔غیرت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان لوگوں سے اور ایسے ماحول سے کنارہ کشی اختیار کرلی جائے۔

شنفری کے قصیدہ لامیۃ العرب کے انداز بیان اور الفاظ ومعانی پر غور کیا جائے تو اس کے الفاظ میں وہی ثقل، معانی میں وہی وضاحت، فخر وحماسہ میں وہی شکوہ، غزل اور وصف نگاری میں وہی بدوی سادگی اور البیلا پن پایا جاتا ہے جو جاہلی دور کے شعراء کی امتیازی خوبی ہے۔

5.5

لامیۃ العرب کا ترجمہ:

۱۔ أَقِيمُوا بَنِي أُمِّي صُدُورَ مَطِيكُمْ فَإِنِّي إِلَىٰ قَوْمٍ سِوَاكُمْ لَأَمْيَلُ

اے میرے ماں شریک بھائیو! (یا میری نانیہال والو!) تم میری مفارقت کے لئے تیار ہو جاؤ، کیوں کہ میں تمہارے علاوہ دوسرے لوگوں کی طرف زیادہ مائل ہوں۔

۲۔ فَقَدْ حُمَّتِ الْحَاجَاتُ وَاللَّيْلُ مُقْمِرٌ وَشُدَّتْ لِطِيَّاتٍ مَطَايَا وَ أَرْحُلُ

چنانچہ حاجتوں کا اندازہ کیا جا چکا ہے اور معاملہ چاندنی رات کی طرف واضح ہو چکا ہے، یعنی تمہاری زیادتیوں سے اوب کا میرا جانا طے ہو گیا ہے، حاجت براری کے لئے سواریاں تیار کی جا چکی ہیں اور میں کوچ کر رہا ہوں۔

۳۔ وَفِي الْأَرْضِ مَنْأًى لِلْكَرِيمِ عَنِ الْأَذَىٰ وَفِيهَا لِمَنْ خَافَ الْقِلَىٰ مُتَحَوَّلُ

اللہ کی زمین میں شریف آدمی کے لئے اذیتوں سے بچنے کے لئے ٹھکانہ مل ہی جاتا ہے اور جو بغض وعداوت کا خوف رکھتا ہو، اس کے لئے اس میں گوشۂ عافیت بھی ہے۔

۴۔ لَعَمْرُكَ، مَا بِالْأَرْضِ ضِيقٌ عَلَى امْرِئٍ سَرَىٰ رَاهِبًا أَوْ رَاغِبًا وَ هُوَ يَعْقِلُ

تیرے عمر کی قسم! زمین ایسے شخص پر تنگ نہیں ہے، جو گھبراہٹ یا شوق میں سمجھ بوجھ کے ساتھ نکل پڑے۔

۵۔ وَلِيَ دُونَكُمْ أَهْلُونَ سِيدٌ عَمَلَّسٌ وَأَرْقَطُ زُهْلُولٌ وَعَرْفَاءُ جَيْأَلُ

میرے لئے تمہارے علاوہ بھی اپنے لوگ ہیں، طاقتور تیز رفتار بھیڑیا، دھاری دار چکنا چیتا اور بالوں والا بدبودار بجّو، یعنی ایسے درندے بھی میرے اپنے ہیں، جن کے ساتھ جنگلوں میں رہ لوں گا۔

۶۔ هُمُ الْأَهْلُ لَا مُسْتَوْدَعُ السِّرِّ شَائِعٌ لَدَيْهِمْ وَلَا الْجَانِي بِمَا جَرَّ يُخْذَلُ

یہ وہ میرے گھر والے ہیں کہ ان کے یہاں راز رکھنے والوں کا راز فاش نہیں ہوتا اور نہ جرم کرنے والوں کو ان کے جرائم کے ارتکاب پر بے یار و مددگار چھوڑا جاتا ہے۔

۷۔ وَكُلٌّ أَبِيٌّ بَاسِلٌ غَيرَ أنّني إذا عَرَضَتْ أُولَى الطَّرائِدِ أبْسَلُ

اور ہر ایک غیور اور بہادر ہے، مگر جب بہادروں کا سامنا ہو تو میں سب سے بہادر ہوں۔

۸۔ وإنْ مُدَّتِ الأيْدِيْ إلىٰ الزَّادِ لَمْ أكُنْ بأعْجَلِهِمْ إذْ أجشَعُ القَوْمِ أعْجَلُ

لیکن جب ہاتھ زادراہ اور غنیمت کی طرف بڑھ رہے ہوں، تو میں ان میں جلدی کرنے والا حریص نہیں ہوتا، جبکہ ہوس کے مارے لوگ جلدی کرتے ہیں۔

۹۔ وَمَا ذاكَ إلَّا بَسْطَةً عَنْ تفَضُّلٍ عَلَيْهِمْ وَكَانَ الأَفْضَلَ المُتَفَضِّلُ

اور یہ سب کشائش صرف اس لئے کہ میں ان کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہوں اور احسان کرنے والا ہی ہمیشہ افضل ہوتا ہے۔

۱۰۔ وَإنِّيْ كَفَانِيْ فَقْدُ مَنْ لَيْسَ جَازِياً بِحُسْنَىٰ وَلَا فِي قُرْبِهِ مُتَعَلَّلُ

اور میرے لئے ایسے لوگوں کا کھو دینا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا ہے، جو اچھائی سے بدلہ نہ دے سکتا ہو اور نہ میرے لئے ان کی قربت ورفاقت میں کوئی تسلی کا سامان ہے۔

۱۱۔ ثَلاثَةُ أصْحَابٍ فُؤَادٌ مُشَيَّعٌ وَأبْيَضُ إصْلِيتٌ وَصَفْرَاءُ عَيْطَلُ

میرے تین ہی غمخوار یار ہیں: میرا مضبوط و بہادر دل، میری بے نیام چمکتی ہوئی تلوار اور پیلے وزرد رنگ کی لمبی کمان۔

۱۲۔ هَتُوفٌ مِنَ المُلْسِ المُتُونِ يَزِينُهَا رَصَائِعُ قَدْ نِيطَتْ عَلَيْهَا وَمِحْمَلُ

ایسی کمان جس کے چلنے کے وقت ایک آواز ہوتی ہے اور وہ بالکل چکنی اور شفاف ومضبوط ہے، اس پر کچھ زیورات بھی سج رہے ہیں اور اس کے ساتھ میرے محمل کو بھی ملا لیجئے۔

۱۳۔ إذا زَلَّ عَنْهَا السَّهْمُ حَنَّتْ كَأنَّهَا مُرَزَّأَةٌ ثُكْلَىٰ تُرِنُّ وَتُعْوِلُ

جب تیر اس سے نکلتا ہے، تو اس سے اس عورت کی طرح آواز نکلتی ہے، جو روتی ہو اور بلبلاتی ہو۔

۱۴۔ وَلَسْتُ بِمِهْيَافٍ يُعَشِّيُ سَوَامَهُ   مُجَدَّعَةً سُقْبَانُهَا وَ هِيَ بُهَّلُ

میں اس چرواہے کی طرح نہیں ہوں جو اپنے جانوروں کو اچھی غذا فراہم نہیں کرتا، تو وہ انہیں رات گئے تک چراگاہ میں لئے رہتا ہے، جبکہ ان کے بچے خراب غذا کھاتے ہیں اور ان اونٹنیوں کے تھنوں پر کوئی چیز بندھی ہوئی بھی نہیں ہوتی ہے۔

۱۵۔ وَلَا جُبَّاءٍ أَكْهَى مُرِبٍّ بِعِرْسِهِ   يُطَالِعُهَا فِي شَأْنِهِ كَيْفَ يَفْعَلُ

نہ میں بزدل اور بداخلاق ہوں، جو اپنی بیوی کے ساتھ گھر میں پڑا رہتا ہو اور اپنے کاموں میں اپنی بیوی کی رائے پر اعتماد کرتا ہو۔

۱۶۔ وَلَا خَرِقٍ هَيْقٍ كَأَنَّ فُؤَادَهُ   يَظَلُّ بِهِ الْمُكَّاءُ يَعْلُو وَيَسْفُلُ

نہ میں ڈرپوک شتر مرغ ہوں، گویا کہ اس کا دل کانپتا رہتا ہو اور مکّاء پرندہ اس کو اوپر نیچے ہلاتا رہتا ہے۔

۱۷۔ وَلَا خَالِفٍ دارِيَّةٍ مُتَغَزِّلٍ   يَرُوحُ وَ يَغْدُو دَاهِناً يَتَكَحَّلُ

اور نہ میں گھر میں پڑا رہتا ہوں، جو عورتوں سے عشق و محبت کے لئے فارغ بیٹھا ہو اور صبح و شام تیل اور سرمہ لگا کر آتا جاتا ہو۔

۱۸۔ وَلَسْتُ بِعَلٍّ شَرُّهُ دُونَ خَيْرِهِ   أَلَفَّ إِذَا مَا رُعْتَهُ اهْتَاجَ أَعْزَلُ

نہ میں بالکل لاخیرا ہوں، جس میں خیر نہ ہو، صرف شر ہو، کمزور اور عاجز ہو، جب اس کو ڈراؤ تو ڈر جائے اور نہ میں نہتا ہوں۔

۱۹۔ وَلَسْتُ بِمِحْيَارِ الظَّلَامِ إِذَا انْتَحَتْ   هُدَى الْهَوْجَلِ الْعَسِيفِ يَهْمَاءُ هَوْجَلُ

جب صحراؤں کا قصد کیا جاتا ہے تو میں تاریکیوں سے حیران نہیں ہوتا ہوں، اس بے وقوف لمبے بے راہ شخص کی طرح جو حیران ہو جاتا ہے۔

۲۰۔ إِذَا الْأَمْعَزُ الصَّوَّانُ لَاقَى مَنَاسِمِي   تَطَايَرَ مِنْهُ قَادِحٌ وَ مُفَلَّلُ

جب میرے گھوڑے کے کھروں سے پتھریلی اور سخت زمینیں ٹکراتی ہیں، تو ان سے چنگاری نکلتی ہے اور وہ ٹوٹ کر بکھر جاتی ہیں۔

5.6

لغوی تحقیق:

أقیموا: **تیارکرو،فعل امر،جمع**، أقام الشيَ یقیم اِقامة: **تیارکرنا،کھڑاکرنا،قائم کرنا**،قام الأمرُ(ن) قوماً وقیاماً: **وجودمیں آنا،ہونا**،قام بأمر: **انجام دینا،ذمہ دارہونا**،قام بالمخاطرة: **خطرہ مول لینا**،قام بالمغامرة: **مہمات انجام دینا،خطرناک کام کرنا**،و۔بالاقتحام: **دھاوابولنا۔**

أمّ: **ماں،دادی،جڑ،اصل،ج**:أمّات، وأمّھات۔

صدر: **ہرچیزکا پہلاحصہ،سینہ،ج**:صدور

مطیّة: **سواری،ج**:مَطیّ، ومطایا،(**مذکرومؤنث**)،امتطی الدابةَ: **سوارہونا،سواری کرنا**، تمطّی فی مِشیة: **اتراتے ہوئے چلنا،اکڑکرچلنا،قرآن میں ہے**، ثمّ ذھب اِلی أھله یتمطّی۔

قوم: **قوم،جماعت،گروہ،ج**:أقوام۔

أمیَل: **اسم تفضیل؛بہت زیادہ مائل ہونے والا،ج**:أمایل، مال (ض) میلاو میلانا: **مائل ہونا،جھکنا**،مال اِلی: **راغب ہونا**،مال عنه: **اعراض کرنا**، مال الغُصنُ: **ٹہنی کاہلنا؛جھومنا**، تمایل وتمیّل: **جھومنا،ہچکولے کھانا**، تمایل فی مِشیته: **جھومتے ہوئے چلنا،اتراتے ہوئے چلنا**،استمال فلانا وبقلبه: **کسی کواپنی طرف مائل کرنا،کسی کادل موہ لینا۔**

حمّت: **واحدمؤنث غائب،ماضی مجہول: مقدرکیاگیا**، حُمّ الأمرُ حَمّا: **کسی بات کامقدرکیاجانا،من جانب اللہ فیصلہ کیاجانا**، حَمَّ الأمرُ فُلانَاً(ن) حَمّا: **مغموم بنانا،فکرمیں ڈالنا۔**

حَاجَة: **ضرورت،ج**: حَاجٌّ، حَاجات، حَوُج، حَوائج، احتاج الشيَ و اِلیه: **ضرورت مندہونا،محتاج ہونا**،حوّج فلانا اِلیٰ کذا: **کسی چیزکامحتاج بنانا**، حوّج به عن الطریق: **راستہ سے ہٹادینا،دورکردینا۔**

اللیل: **رات،ج**:لیالی۔

واللیل مقمر: **کنایہ ہے،اطمینان سے سفرکی تیاری سے،یایہ کہ یہ ایک ایسامعاملہ ہے جس کی پوشیدگی کاارادہ نہیں ہے۔**

أقمرت اللیلة: یُقمر اِقمارا: **رات کاچاند سے روشن ہونا،چاندوالی ہونا۔**

شُدّت: **واحدمؤنث غائب،ماضی مجہول: باندھاجاچکا**،شَدّ(ض) شِدّة: **سخت ہونا،طاقت ورہونا**،شدّ الشيَ: **سخت کرنا،باندھنا۔**

طیّة: **حاجت،نیت،جہت،ج**: طیّات،**استعمال**،وجدتُه بطیّة الهضاب ای بنواحیها وجهاته: **میں نے اس کو پہاڑوں کی جہت میں پایا۔**

أرحُل: **کجاوے**، رَحل: **کجاوہ،ج**:أرحُل ورِحال، رحَل عن بلده (ف) رحیلا وترحالا: **چھوڑدینا،کوچ کرنا**،أرحل الشخصُ: **سفرزیادہ ہونا،**

أرحل فلان؛ **کسی کے پاس بکثرت سواری کے اونٹ ہونا**،أرحل فلانا؛ **روانہ کرنا، سفر پر بھیجنا**، ارتحل: **روانہ ہونا۔**

مَنْأًی: **دور جگہ، ج؛** مَنَائِی، نأی عنه (ف) نأیا: **دور ہونا**، النائی: **دور دراز**، انتأیَ: **دور ہونا**، المنتأی: **دور دراز جگہ۔**

القِلی: **بغض، ناراضگی، کینہ**، قلی فلاناً (ض) قِلِی ، وقلاءً: **بغض رکھنا، ناراض ہونا، چھوڑ دینا، قرآن میں**: ماودّعت ربك وماقلی۔

متعزّل: **اسم ظرف؛ تنہائی کی جگہ**، تعزّل الشيَ ، وعنه: **علاحدہ ہونا، تنہائی اختیار کرنا۔**

ضیق: **تنگی، عدم اتّساع، سختی، رنج وغم، مصیبت، ضاء کے کسرہ اور فتحہ کے ساتھ**، ضاق (ض) ضَیقا وضِیقا: **تنگ ہونا**، ضاق بالأمر: **کسی بات سے پریشان ہونا**، ضاق به ذَرُعاً، وضاق به صدرُہ: **کسی سے تنگ آ جانا، پریشان ہونا۔**

سری: (ض) سَرْیا: **رات میں چلنا۔**

راغبا: **رغبت، شوق، حال ہے**، رغِب فی (س) رغبا ورغبة: **رغبت کرنا، خواہش کرنا۔**

راهبا: **خوف زدہ، حال ہے**۔ رَهِب فلان (س) رَهُبا: **خائف ہونا**، أرهب فلاناً: **ڈرانا۔**

یعقل: **واحد مذکر غائب، مضارع معروف، وہ سمجھتا ہے**، عقل الشيَ (ض) عَقْلاً: **سمجھنا، حقیقت سے واقف ہونا**، عقل الولدُ: **اشیاء کی حقیقت سمجھنا**، عقل صاحبَہ: **عقل میں اس پر غالب آنا**، عقل القتیلَ: **اس کی دیت دینا۔**

أهلون: أهل؛ **خاندان، رشتہ دار، ج؛** أهلون، آهال، أهِل به (س) أهلاً: **مانوس ہونا۔**

السِیّد: **بھیڑیا، شیر، ج؛** سِیدان، السِیدة: **مادہ بھیڑیا**، ساد الرجلُ (ن) سیادة: **بزرگ ہونا۔**

عملّس: **تیز چلنے کی طاقت رکھنے والا، خبیث کتایا بھیڑیا**، عَمْلَسَ فی سیره: **لپکنا، تیز چلنا**، سِید عملّس: **بڑا خوفناک بھیڑیا۔**

أرقط: **چتیا، چتکبرا جانور، ج؛** رُقط، رَقَطه (ن) رَقْطا: **چتی دار بنانا**، رقطه علی ثوبه: **دھبے ڈالنا، چتیاں ڈالنا**، ترقّط وارقطّ: **دھبے پڑنا، چتیاں پڑنا۔**

الزُهلول: **ہر چکنی چیز، ایک سانپ جس کے سر پر کلغی ہوتی ہے، ج؛** زَهالیل: أرقط زُهول: **چکنا چتیا**، زهِل (س) زَهلاً: **سفید و چکنا ہونا**، زَهَل (ف) زَهْلاً: **مطمئن ہونا**، و۔عنه: **الگ ہونا، دور ہونا۔**

عَرْفاء: **ضبع، بجّو، ایک قسم کا گوشت خور جانور جو دن بھر بلوں میں رہتا ہے اور رات کو باہر نکلتا ہے، اس کی آنکھیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔**

جَیئل: **بھاری بھرکم، بجّو**، عَرْفاء جیئل: **بدبودار بھاری بھرکم بجّو۔**

ذائع: **افشاءِ شر**، ذائع: **راز فاش، افشاء راز**، ذاع الأمر (ض) ذیوعا: **منتشر ہونا، پھیلنا۔**

سرّ: **راز، بھید، ہر چیز کی حقیقت، ج؛** أسرار۔

مستودع: **گودام، اسٹور ہاؤس، امانت رکھنے کی جگہ، ج**: مستودعات، استودع فلانا ودیعةً یستودع استیداعاً: **کسی کے پاس کوئی امانت رکھنا، حفاظت کرانا**۔ وَدَع یدع (ف) وَدْعاً: **آرام و سکون پانا، سکون پذیر ہونا**، و۔المسافرُ الناسَ: **مسافر کا لوگوں کو عیش و آرام میں چھوڑ کر جانا**، مستودع السرّ: **راز رکھنے والا۔**

الجانی: **مجرم، گنہگار، قصوروار، پھل توڑنے والا**، ج: جُناة، جنی (ض) جِنایة : **جرم کرنا، گناہ کرنا**، جنی علی نفسه : **اس نے اپنے حق میں بُرا کیا،** جنی الذئبَ علی فلانٍ: **کسی کو آمادۂ گناہ کرنا، جرم میں ملوث کرنا۔**

جرّ: الشيَ (ن) جَرّا: **کھینچنا، گھسیٹنا،** جرّ علی نفسه وغیره جریرة: **کسی جرم یا گناہ کا ارتکاب کرنا، اپنے حق میں یا دوسرے کے حق میں برا کرنا۔**

یُخذَل: **واحد مذکر غائب، مضارع مجہول؛ چھوڑ دیا جاتا ہے،** خذل فلاناًوعنه(ن) خَذلاو خِذلانا: **مدد سے ہاتھ کھینچ لینا، بے یارومددگار چھوڑ دینا۔**

أبیّ: **خوددار، غیور،** أبی علیه یأبی اِباء واِباءة: **نافرمانی کرنا، سرکشی کرنا،** أبی الشيَ: **ناپسند کرنا، حقارت سے رد کرنا، باز رہنا، خودداری سے کام لینا۔**

باسل: **بہادر، جری، شیر،** ج؛ بُسُل، بواسل، بسُل(ك) بسالة و بسالاً : **بہادر ہونا،** ابتسل للموت : **مرنے کے لئے تیار ہوجانا، موت کے منہ میں جانا۔**

عرضَتُ: **واحد مؤنث غائب، ماضی معروف، پیش آئی،** عرض الشيَ(ض) عَرضاوعروضاً : **ظاہر ونمایاں ہونا، سامنے آنا، پیش آنا،** عرض له فکر : **کوئی خیال آنا،** عرض علیه شیئاً: **کسی کو کوئی چیز دکھانا، کسی کے لئے کوئی چیز پیش کرنا،** عرض البِضاعة للبیع : **بیچنے کے لئے سامان باہر نکالنا، دکھانا۔**

الطرائد: طریدة: ای مطرودة: **شکار جس کا تعاقب کیا جائے**، ج؛ طرائد، طرده(ن) طَرُداً: **دھتکارنا، جلاوطن کرنا،** طرده من المرکز: **پوزیشن ختم کرنا، حیثیت گرانا،** طرد الصیدَ طَرُداً: **شکار پکڑنے کی سعی وتدبیر کرنا،** طرد الأرواح الشریرة: **جن بھوت اتارنا۔**

مُدّت: **واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول؛ دراز کیا گیا، بڑھایا گیا۔** مدّ البحرُ(ن) مدّاً : **سمندر کا چڑھنا،** مدَّ الشيَ: **کسی چیز کو بڑھادیا، جیسے قرآن میں ہے،** والبحرُ یمدُّه من بعده سبعةُ أبحرُ: **وہ سمندر جس کے پانی کو سات دریا بڑھاتے ہیں، پھیلانا، توسیع کرنا۔**

ید: **ہاتھ، اقتدار، نعمت، طاقت وقدرت،** ج: أیدِ، یَدِيّ، أیاد، الأیدی العاملة: **افرادی طاقت۔**

زاد: **توشہ، زادراہ، ذخیرۂ عمل،** ج؛أزواد، أزوِدة: زاد (ن) زَوداً: **توشۂ سفر تیار کرنا، زادراہ فراہم وتیار کرنا،** أزاده، وزوّده: **زادراہ دینا،** تزوّد: **توشہ لینا،** تزوّد بشیئ: **کوئی چیز حاصل کرنا، لیس ہونا،** تزوّدَ المنزلُ بالماء والکهرباء: **مکان میں پانی اور بجلی فراہم ہونا۔**

أعجل: **اسم تفضیل؛ بہت جلدی کرنے والا،** عجِل(س) عَجَلا وعَجَلة : **جلدی کرنا، عجلت پسند ہونا،** عجل اِلیه : **لپکنا، جلدی آنا، قرآن میں:** وعجِلت اِلیك ربّ لترضی، عجل فلانا والأمرَ: **کسی پر سبقت کرنا، کوئی کام کسی سے پہلے کرنا،** أعجل فلانا: **کسی سے جلدی کرانا، عجلت کرنے پر اکسانا۔**

أجشع: **اسم تفضیل، بہت حریص،** جَشِعٌ: **لالچی، طماع،** ج؛جَشاعی، جُشعاء، وجِشاع، جشِع (س) جَشَعا: **انتہائی حریص اور لالچی ہونا،** تجشّع علیه: **کسی چیز کا انتہائی لالچ کرنا،** تجاشعوا الشيَ: **کسی چیز پر ٹوٹ پڑنا اور لوٹنا۔**

بَسْطة: **کشائش، زیادتی، وسعت، دسترس،** بَسَط(ن) بَسْطاً : **پھیلانا، کشادہ کرنا،** بسُط(ك) بساطة : **چہرہ کھل جانا، فراخ دست ہونا،** بسّط تبسیطا: **پھیلانا، آسان وسہل بنانا،** انبسط: **پھیلنا، ہاتھ کشادہ ہونا، شرح وبسط سے بیان کرنا۔**

تفضّل: **مہربانی،** تفضّل علیه تفضّلاً: **کرم کرنا، مہربانی کرنا، کسی پر اپنی فوقیت وبرتری جتانا، قرآن میں ہے:** ماهذا اِلابشر مثلکم یرید أن یتفضل

عليكم، المتفضّل :**فضیلت والا،احسان کرنے والا**، فضل الشيُ(ن) فُضُلا :**ضرورت سے زائد ہونا**، فَضَل فلانٌ على غيره :**فضل وکمال میں دوسرے پرفوقیت لے جانا**، فضُل الشيُ(ك) فُضولاً :**اعلی درجہ کا ہونا**، فضُل الرجلُ:**بلندکردار ہونا، باکمال ہونا**، تفضل على غيره: **فائق وبرتر ہونا۔**

أفضل: **ممتاز، بہت باکمال،سب سے زیادہ باکمال**،ج: أفضلون، و أفاضيل، فضُل الرجلُ (ک) **باکمال ہونا، بلندکردار ہونا۔**

المتفضل: **احسان کرنے والا،فضیلت والا۔**

كفاني: **واحد مذکر غائب، ماضی معروف، وہ مجھ کو کافی ہوگئی**، كفاه الشيُ (ض) كفاية :**کافی ہونا،کفایت کرنا، دوسری چیز سے بے نیاز کرنا، بسااوقات فاعل پر بازائد لگائی جاتی ہے، جیسے قرآن میں ہے**:و كفىٰ بالله و كيلا، و كفىٰ بالله شهيدا ،**اس میں اللہ فاعل ہے اور** و كيلا **اور** شهيدا **تمییز ہے**، اكتفى بالشيُ:**کسی چیز پر اکتفا کرنا۔**

الجازى: **کافی، کہتے ہیں**؛هذا رجلٌ جازيك من رجل :**تمہارے لئے یہ شخص کافی اور بس ہے**،جزى الشيُ (ض) جزاء :**کافی ہونا، فائدہ پہونچانا**، جزى فلانابكذاو عليه:**بدلہ دینا،انعام دینا**، جزاه عنه:**بدلہ دینا**، اجتزاه:**بدلہ چاہنا۔**

حُسنى: أحسن **کی تانیث،اسم تفضیل ،بہتر،عمدہ**،ج:حُسنيات و حُسَن۔

متعلّل: **غم ومشقت سے راحت**،تعلّل الرجلُ: **دلیل وحجت بیان کرنا،کسی بات کا بہانہ کرنا**، تعلّل بالأمر:**کسی کام میں مشغول ہوکراسی پر بس کرنا**،اعتلّ بالأمر:**کسی کام میں مشغول ہونا، بہلنا۔**

فؤاد: **دل**،ج:أفئدة۔

مشيّع: **ہم نوا،مضبوط وبہادر**،شيّع: **پھیلنا، پھیلانا**،و-فلانٌ:**کسی کا ہمنوا ہونا**، شيّع الغضبُ فلاناً :**غصہ کا کسی کو بھڑکا دینا،آپے سے باہر کرنا**، فؤاد مشيّع:**بہادرودلیر دل۔**

اِصليت: **پختہ کار، تیزمزاج**،ج؛ أصاليت، أبيض اِصليت :**بے نیام چمکتی تلوار**،صلُت الجبينُ(ك)صُلوتة :**پیشانی کا کشادہ اورروشن ہونا**،الصلُت: **نمایاں، چکنا**، ج؛ أصلات، جبين صلت:**کشادہ اور چمک دار پیشانی**،سيف صَلُت: **تیزتلوار۔**

عَيُطل: **درازگردن والا**، صفراء عَيُطل: **پیلی وزردلمبی کمان**، امرأة عَيُطل: **درازگردن والی حسین عورت**، عَطَل: **بے کاری،گردن**، ج: أعطال۔

هَتوف: **مذکرومؤنث دونوں کے لئے، بلندآواز سے چیخنے والا،آوازنکالنے والی کمان**، هَتَف(ض) هَتُفاو هُتافا: **لمبی آواز سے چیخنا،نعرہ لگانا**،هتف به : **کسی کو پکارنا، بلانا**،و-بحياة فلان: **کسی کے لئے زندہ باد کا نعرہ لگانا**، و-بسقوط فلان: **کسی کے متعلق مردہ باد کا نعرہ لگانا۔**

أملس: **چکنا، ملائم**، ج؛ مُلُس، مِلِس(س) مَلَسا :**نرم وچکنا ہونا**، تملّس الشيُ: **چکنا اور ملائم ہونا**، تملّس من يده :**کسی کے ہاتھ سے چھوٹ جانا، بچ کرنکل جانا۔**

مَتُن: **مذکرومؤنث دونوں کے لئے، کمر، پیٹھ، دوستونوں کے درمیان کا حصہ**،ج:مِتان، ومُتون۔

زانه: (ض)زَيُنا:**سجانا،آراستہ کرنا، زیب دینا**، ازدان وتزيّن: **سجنا،آراستہ ہونا،حسین بننا**، الزين:**آراستگی، بناؤ،سنگار،خوبصورت**، ج: أزيان۔

رصيعة: جڑاؤزیور،زین یاتلوار کا پرتلہ، ج: رَصائع، رصّعه ترصيعا: جواہرات یاموتی وغیرہ جڑنا، جواہرات سے آراستہ کرنا، جیسے رصّع التاجَ أو السيفَ بالجواهر۔

نيطت عليها: واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، اس پر سجائے گئے، اس پر لٹکائے گئے، ناط الشيَ بغيره وعليه(ن) نَوطاً: لٹکانا، متعلق کرنا، وابستہ کرنا، و-الأمرَ بفلان: کوئی کام کسی سے متعلق کرنا، سپرد کرنا، نيط عليه الشيُ: کوئی چیز کسی کے سپرد کیا جانا۔

مِحمَل: تلوار کا پرتلہ، وہ چیز جس کے ذریعہ تلوار یا کمان کو کاندھے پر لٹکایا جائے، ج: محامل۔

اِذا زلّ عنها السهمُ: جب اس سے تیر نکلتا ہے، زلّت قدمه(ض) زَلّا وزُلولا: پیر پھسلنا، لغزش ہونا، ڈگمگانا، ٹھوکر کھانا، زلّ في منطقه و رأيه: بات یا رائے میں غلطی کرنا، زلّ عن مكانه: اپنی جگہ سے ہٹنا، دور ہونا، زلّت منه اِلیٰ فلان نعمةٌ: اس کے پاس سے فلاں کے پاس نعمت چلی گئی، و-الشيُ: جانا، گزرجانا، ختم ہوجانا، جیسے زلّ عُمُره، استزله: پھسلانا، غلطی کرانا، قرآن میں ہے: اِنّما استزلّهُمُ الشيطانُ۔

حَنَّت: واحد مؤنث غائب، ماضی معروف، آواز نکلی، حنّ(ض) حنيا: آواز نکالنا، و-القوسُ: تانت کھینچنے کے وقت آواز نکلنا، و-الرجلُ: خوشی یا تکلیف کی وجہ سے آواز نکالنا، و-اِليه: مشتاق ہونا، و-عليه: مہربان ہونا، شفقت کرنا، حنّن الشجرُ: درخت پر کلیاں آنا، شگوفہ دار ہونا۔

مُرَزّأة: مصیبت کی ماری، رزّأه ترزئة: کسی کے مال کا بہت سا حصہ لینا، رزأه (ف) رزءاً، ومَرزِئة: مصیبت میں ڈالنا، رزأته، رزيئةٌ: اس پر مصیبت آپڑی، رَزِيّة ورزيئة: مصیبت، ج: رزايا۔

ثَكلىٰ: عورت جس کا بچہ فوت ہوگیا ہو، وہ ماں جس کا بچہ گم ہوگیا ہو، ج: ثكالٍ، وثواكل، أثكلت المرأةُ: اولاد یا محبوب سے محروم ہوجانا، ثكِل الولدَ أو الحبيبَ(س) ثَكلا وثُكلاً: اولاد یا محبوب سے محروم ہوجانا۔

تُرِنّ: واحد مؤنث غائب، مضارع معروف، زور سے روتی ہے، غمگین آواز سے روتی ہے، أرنّ اور رنّ(ض) رنينـــا: آواز نکالنا، زور سے رونا، شور مچانا، آواز نکلنا، رنين: گریہ، آواز، الرّنّان: گونج دار، خطبة رنّانة: زوردار تقریر۔

تُعوِل: واحد مؤنث غائب، مضارع معروف، بلبلاتی ہے، واویلا مچاتی ہے، أعال الرجلُ اِعالة: بلبلانا، چیخ چیخ کر رونا، واویلا کرنا، مفلس ہونا، عوّل عليه: اعتماد کرنا، کسی سے مدد چاہنا، عوّل على السفر: سفر کے لئے کمربستہ ہونا، الاِعالة: کثیر العیالی، مفلسی، التعويل: واویلا، گریہ وزاری، کمربستگی، اعتماد و بھروسہ۔

مِهياف: جلد پیاسا ہونے والا، خوش رفتار گھوڑا یا اونٹ وغیرہ، ج: مهاييف، هاف فلانٌ (س) هَيفاً: جلد جلد پیاس لگنے والا ہونا، هاف ورقُ الشجر(ض) هَيفاً: درخت کے پتے جھڑنا و گرنا، پت جھڑ ہونا۔

يُعَشّي: واحد مذکر غائب، مضارع معروف، رات کا کھانا کھلاتا ہو، عَشّاه تعشية: رات کا کھانا کھلانا، عشا فلاناً(ن) عَشُوا: کسی کو رات کا کھانا کھلانا، کسی کا قصد کرنا، عشا عن فلان: کسی پر مہربانی کرنا، العَشاء: رات کا کھانا، ڈنر۔

سَوام: چراگاہ میں چرنے والا مویشی، ج: سوائم، سوّم الماشية: مویشی کو چرنے کے لئے آزاد چھوڑنا، استامت الماشيةُ استامة: مویشی کا جہاں چاہے چرنا، گھاس کھاتے رہنا۔

مجدّعة: وہ جانور جس کی ناک کٹی ہو، یا خراب غذا، جَدَعه(ف) جَدْعاً، و جدّعه تجدعة :ناک کاٹنا، یا بدن کا کوئی حصہ کاٹنا، و-الصبيّ: بچہ کو خراب غذا دینا، الجَدِع: معمولی غذا سے پلا ہوا بچہ۔

سُقبان: السقْب: اونٹنی کا نوزائیدہ نر بچہ، ج: أسقب، سُقُوب، سِقاب، سُقبان۔ سُقَب :قرب، نزدیکی، نزدیک کہتے ہیں، منزل سَقَب، حدیث میں ہے: الجارُ أحقُّ بسَقَبه، سقِب(س) سَقَبا، و سُقُوبا: قریب ونزدیک ہونا، الساقب: نزدیک۔

بُهَّل: نہتے، الگ، و: باهل و باهلة، بهِل(س) بَهَلا: نہتا ہونا، عورت کا اولاد نہ ہونے کی صورت میں الگ ہوجانا، بَهْل: بے وقار، حقیر، آزاد جس کی نگرانی نہ ہو، بُهْلُول: عمدہ صفات کا حامل سردار، مسخرا، ج: بهاليل۔

الجُبَّأُ: والجُبَّاء: بزدل، جَبَأ السيفُ والبصرُ(ف) جبئاً و جُبوءاً: اچٹنا، جگہ یا نشان سے ہٹنا، و-عن الشيء: ڈر کر چھپ جانا۔

أكهى: بداخلاق، بے شگاف پتھر، گندہ ذہن، بزدل، كهِيَ فلانٌ(س) كهيً: کمزور و بزدل ہونا۔

مربّ: مقیم، ایک ہی جگہ چپکے رہنا، قیام گاہ، أربّ بالمكان وربّ بالمكان(ن) ربّاً: مقیم رہنا، الگ نہ ہونا، کسی جگہ جمے رہنا، ربّ الولدَ: پرورش کرنا۔

عِرس: بیوی، ج: أعراس، دولہا و دلہن، عرس عن الشيء (ن) عَرْساً: چھوڑنا، ہٹنا، عرِس فلانٌ(س): اترانا۔

شأن: حالت، معاملہ، ج: شئون۔

يُطالِعُها: واحد مذکر غائب، مضارع معروف، ها مفعول، وہ اس سے مشورہ کرتا ہے، طالع الشيَّ مطالعة وطلاعا :غور کرکے واقف ہونا، و-فلاناً: کسی کا جائزہ لینا۔

خرِق: ڈرپوک، حیران، خوف زدہ، خرِق (س) خَرَقاً: بے وقوف ہونا، اعتدال سے کام نہ کرنا، حیران و پریشان ہونا، خرُق(ك) خُرُقاً: بے وقوف ہونا، بے ہنر ہونا، و-بالشيءِ: کسی چیز سے ناواقف ہونا اور اسے عمدگی سے انجام نہ دینا۔

هَيِق: شتر مرغ، ج: أهْيَاق، هُيُوق، أهْيَقَ الظليمُ: نر شتر مرغ کا بہت لمبا ہونا، أهيق: لمبی گردن والا۔

يظل به: مضارع معروف، واحد مذکر غائب، اس کا دل کانپتا رہتا ہو، ظلّ الشيُّ (ض) ظلالة :کسی چیز کا سایہ دار ہونا، ظلّل بالسقط :ڈرانے کے لئے کوڑا مارنے کا اشارہ کرنا، و-بشيءٍ: کسی چیز کا سایہ دینا۔

مُكّاء: پرکشش سیٹی بجانے والا ایک سفید رنگ کا جنگلی پرندہ، ج: مَكَاكِيّ، مكا (ن) مُكَاءً و مَكْواً: منہ سے سیٹی بجانا، قرآن میں ہے: وما كان صلاتهم اِلّاَ مُكاءً و تصدية، مكا الطائرُ: پرندہ کا چہچہانا۔

يَعْلُو: واحد مذکر غائب، مضارع معروف، بلند ہوتا ہے۔ علا الشيُّ (ن) عُلُوّاً: بلند ہونا، اوپر ہونا، اونچا ہونا، علا فلانٌ في الأرض: مغرور و متکبر ہونا، قرآن میں ہے: اِنّ فرعون علا في الأرض، و-فلان بالأمر: کسی کام کو خود سنبھالنا۔

يَسْفُل: واحد مذکر غائب، مضارع معروف، نیچے لاتا ہے، سَفَل (ن) سُفُولاً و سَفالاً و سُفالة: نیچا اور نچلا ہونا، پست و حقیر ہونا، و-في الشيءِ: اوپر سے نیچے آنا۔

خالِفٍ: جس میں خیر نہ ہو، کمزور و بیمار آدمی جسے کھانے کی خواہش نہ ہو، خَلَفَ الشیُّ (ن) خُلوفاً: بدل جانا، خراب ہونا، خَلَف فلانٌ: بے وقوف ہونا۔

داریّة: گھر میں پڑا رہنے والا جسے فکر معاش تک نہ ہو، گھر کی طرف منسوب ہے، وہ اونٹ جو اپنے گھر سے نکل کر اونٹوں کے ساتھ نہ چرتا ہو، دار: گھر، صحن دار مکان، رہائشی مکان، ج: أدوار، و دیار، و دیارة، و دُوُر۔

یَرُوحُ: واحد مذکر غائب، مضارع معروف، وہ آتا ہو، راح (ن) رَوَاحاً: شام کے وقت جانا، آنا، نیز بلا قید وقت آنا یا جانا، کہتے ہیں: راحَ القومَ و راحَ اِلیھم وعندھُم، رَوْحاً و رَواحاً: لوگوں کے پاس جانا یا آنا، رَاحَ الیومُ: دن کا تیز ہوا والا ہونا، خوش گوار ہوا والا ہونا۔

یَغْدُو: واحد مذکر غائب، مضارع معروف، وہ صبح کو جاتا ہے، غَدَا (ن) غُدُوّاً: صبح کو جانا، چلا جانا، روانہ ہونا، اُغْدُ عَنِّیْ: میرے پاس سے چلا جا۔ غَدَا عَلَیه غَدْواً و غُدُوّاً و غُدْوَةً: کسی کے پاس سویرے آنا، غَدَا اِلیٰ کَذا: صبح کے وقت کسی جگہ آنا، غَدَایَفْعَلُ کَذَا: کرنے لگا۔

دَاھِناً: یَرُوحُ و یَغْدُو کے ضمیر سے حال ہے، تیل لگا کر، دَھَن الشَّعْرَ وَ الرَّأسَ وَغَیْرَھُما(ن) دَھَانةً و دَھَاناً: بالوں یا سر وغیرہ کو تیل ملنا، دَھَنَ المَطَرُ الأرضَ: بارش کا زمین کو ہلکا سا تر کرنا، أدْھَن: خلاف ضمیر بات کہنا یا کرنا، دھوکہ دینا، چبا چبا کر بات کرنا۔

یَتَکَحَّلُ: واحد مذکر غائب، مضارع معروف، حال ہے، یَرُوح ویغدُو کی ضمیر سے؛ سرمہ لگا کر، تَکَحَّل یتکحَّل تَکَحُّلاً: سرمہ لگانا، کَحَلَ العینَ (ف) کَحْلاً: آنکھوں میں سرمہ لگانا، کَحَلَ فُلاناً: کسی کی آنکھ میں سرمہ لگانا، کَحِلَتِ العینُ(س) کَحَلاً: پیدائشی طور پر آنکھ سرمگیں ہونا، پلکوں کا سیاہ ہونا، کَحِلَ الرجُلُ: سرمگیں آنکھوں والا ہونا، تَکَحَّلتِ المرأةُ و اکْتَحَلَتْ: سرمہ لگانا۔

عَلٌّ: لاغیرا، عورتوں سے بکثرت ملنے والا، دبلا، نحیف و کمزور، بے خیر و برکت آدمی، ج: عِلالٌ۔ علّلَ النّفْسَ بِکذا: دل بہلانا، اِعْتَلَّ بالأمر: کسی کام میں مشغول ہونا، بہلنا۔

ألَفّ: عاجز و کمزور، ألفَّ فلانٌ رأسَهٗ: اپنا سر اپنے کپڑے کے نیچے کر لینا، چھپا لینا، لَفَّ فلانٌ(س) لَفَفاً: بھاری اور سست ہونا۔

رُعْتَه: واحد مذکر حاضر، ماضی معروف، ہٗ ضمیر مفعول: تم نے اس کو ڈرایا، رَاعَ (ن) رَوْعاً: ڈرنا، گھبرانا، رَاعَهٗ و رَاعَ مِنهُ: دونوں طرح مستعمل ہے، أرَاعَه و رعَّه: ڈرانا، گھبرا دینا، اِرْتَاع مِنْهُ وَلَه: کسی چیز سے ڈر جانا، گھبرا جانا۔

اِھْتاجَ: ڈر جانا، حماقت کی وجہ سے جلدی کرنا، جوش میں آنا، اِھْتاجَ اِھْتِیاجاً: برانگیختہ ہونا، مشتعل ہونا، ھَاجَ القومُ(ض) ھَیْجاً و ھِیَاجاً و ھَیَجَاناً: لوگوں میں جوش آنا، مشتعل ہونا۔

أعْزَلُ: نہتا، جس کے پاس ہتھیار نہ ہو، ج: عُزْلٌ، عُزَّل، عزَله(ض) عَزْلاً: کسی کام سے الگ کرنا، و-الشیَّ: غیر جنس کا نکالنا، جیسے گیہوں سے گونے وغیرہ نکالنا، چھٹائی کرنا، و-عن منصبه: عہدے سے ہٹانا، اعتزل الشیَّ وعنه: الگ ہونا، کنارہ کش ہونا۔

بمحیار: متحیر، حیران ہونے والا، مبالغہ کا صیغہ ہے، رجل محیار: بہت زیادہ حیران و متردد، حار فلانٌ(س) حَیْراً و حَیْرَةً و حَیَرَاناً: بھٹکنا، راستہ بھول جانا، و-فی الأمر: حیران و پریشان ہونا۔

الظَّلام: تاریکی، اندھیرا، ظلِم اللیلُ (س) ظَلْماً، و أظلم اللیلُ: رات کا تاریک ہونا۔

اِنتَحَتْ: واحد مؤنث غائب، ماضی معروف، قصد کیا، انتحی الشی: قصد کرنا، اِنتحی: ایک طرف ہو جانا، ایک گوشہ یا کنارہ پر ہو جانا، اِنتَحی لَه: کسی

کے سامنے آنا، انتحیٰ عَلَیه: کسی پر بھروسہ کرنا، کسی کا سہارا لینا، انتَحی فی الأمر: کسی کام میں محنت ومشقت کرنا۔

هُدی: ہدایت، رہنمائی، راستہ، صحراء میں راستہ کی رہنمائی، هَدی فلانٌ (ض) هُدیً و هَدْیاًو هِدایة۔ ہدایت پانا، راہنمائی حاصل کرنا، صحیح راہ پر ہونا۔

هَوْجل: لمبا آدمی جس میں سمجھ نہ ہو، بے وقوف، رہبر، بغیر پودے والی زمین، ایسا جنگل جس میں کوئی نشان نہ ہو، لمبی رات، لنگر جس سے کشتی کو ساحل پر روک کر کھڑا کیا جائے، ج: هَوَاجِل۔

عَسِیف: بغیر رہنمائی کے چلنے والا، بیگاری، خدمت گار جس سے حقارت کے ساتھ بہت کام لیا جائے، ج: عُسَفَاء، وعِسَفَة، عَسَفَ الطریقَ (ض) عَسْفاً: بے سمجھے چلنا، عَسَفَ علی فلانٍ ولِفُلانٍ: کسی کے لئے کام کرنا، عَسَف عن الطریق: راستہ سے ہٹنا۔

بَهْماء: صحراء، گونگا، ٹھوس، جامد، وہ جنگل و بیاباں جہاں راستہ نہ ملے، مذکر، أبْهَم، ج: بُهْمٌ، أبْهَمَ الأمرُ: غیر واضح اور پوشیدہ ہونا، تبهّم علیه الأمرُ: مخفی اور پوشیدہ ہونا، اِستَبْهَم علیه الأمرُ: کسی معاملہ کا پیچیدہ ہونا، استهَمَ علیه الکلامُ: کلام کا مغلق ہونا۔

الأمْعَز: پتھریلی زمین، ج: أمَاعِزُ، مَعِزَ المکانُ (س) مَعَزاً: جگہ کا سخت ہونا، أمْعَزَ القومُ: سخت جگہ ہونا، بہت بھیڑوں والا ہونا، اِسْتَمْعَزَ فی أمْرِه أو رَأیِه: اپنے معاملہ یا رائے میں سخت ہونا۔

الصُوَّان: چکنا، ہموار پتھر، ایک قسم کا سخت پتھر جس کو رگڑنے سے چنگاریاں نکلتی ہیں، ج: أصْوِنَةٌ، صَانَ الفَرَسُ (ن) صَوناً: گھوڑے کا سُم کے کنارہ پر کھڑا ہونا۔

مَنْسِم: اونٹ کے کھر، پاؤں کا کنارہ، تلوا، پاؤں کا نشان، ج: مَنَاسِم، نَسَمَ البعیرُ الأرضَ بِمِنْسمه (ض) نَسْماً ونَسِیماً: اونٹ کا زمین پر پاؤں مار کر نشان ڈالنا۔

تطایر: لمبا ہونا، بکھرنا، منتشر ہونا، و تطایر الشَّررُ: چنگاریاں اڑنا، طَارَ فلانٌ إلیٰ کذا (ض) طَیْراً و طَیَرَاناً: کسی چیز کی طرف لپکنا، اڑ کر یا دوڑ کر جانا۔

قادح: آگ لگانے والا، درخت، لکڑی، دانتوں میں کیڑے یا گھن لگنے کی بیماری، بدبو، سڑاند۔ قَدَحَ شَرَراً (ف) قَدْحاً: چنگاریاں نکالنا، قَدَحَ بالزَّنْد: پتھر کو پتھر سے رگڑ کر آگ نکالنا۔

مُفَلَّل: متکسر، بکھرا ہوا، ٹوٹا ہوا، فلَّلَ السیفُ: تلوار میں بہت دندانے ڈالنا، بالکل کُنڈا کردینا، فَلَّل القومَ: شکست دینا، فَلَّ السیفُ (س) فَلَلاً: دھار توڑنا، دندانے ڈال دینا، کنڈا کردینا، فَلَّ السیفَ (ن) فَلاًّ: تلوار میں دندانے پڑجانا، دھار خراب ہوجانا، انفلّ القومُ: لوگوں کا شکست کھاجانا۔

5.7

اشعار کی تشریح:

۱۔ أقِيمُوا بَنِي أُمِّي صُدُورَ مَطِيِّكُمْ فَإِنِّي إِلَى قَوْمٍ سِوَاكُمْ لأَمْيَلُ

اس شعر میں شاعر اپنے ننھیالی رشتہ داروں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تم نے میری بڑی بے عزتی کی ہے اور مجھ سے بے اعتنائی برتی ہے، مجھے تمہارے پاس رکنے میں کوئی نفع وخیر نظر نہیں آتا ہے۔ اس لئے اب میں ہمیشہ کے لئے تمہیں چھوڑ کر دوسری قوم کی طرف رحلت کا قصد رکھتا ہوں کیوں کہ میں تمہارے مقابلہ میں ان کی طرف اپنا رجحان طبع زیادہ پاتا ہوں۔

۲۔ فَقَدْ حُمَّتِ الْحَاجَاتُ وَاللَّيْلُ مُقْمِرٌ وَشُدَّتْ لِطِيَّاتٍ مَطَايَا وَأَرْحُلُ

پہلے کے مقابلہ میں اب آسانی سے سفر کرکے بہت سے وسائل مہیا ہو چکے ہیں، سفر کی شدید ضرورت کے ساتھ ڈھلی ہوئی چاندنی رات ہے اور ایسے خوشگوار موسم میں سفر کرنے کے لئے سواریاں کس سے لی گئی ہیں۔ دوسرے ہم سفر بھی پابہ رکاب ہیں، قافلہ کوچ کرنے کے لئے مستعد ہے، لہذا ابھی رحلت کا بہت مناسب موقعہ ہے۔

۳۔ وَفِي الأَرْضِ مَنْأًى لِلْكَرِيمِ عَنِ الأَذَى وَفِيهَا لِمَنْ خَافَ الْقِلَى مُتَحَوَّلُ

شریف آدمی جو بے عزتی اور جور و جفا کا شکار ہو اور اپنی عزت نفس اور خودداری کو عزیز رکھتا ہو، اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ مقام ذلت ورسوائی سے دور دراز مقامات کی طرف کوچ کر جائے اور جفا کے پیکروں سے علاحدگی اختیار کر لے تو اس کا ٹھکانہ مل ہی جاتا ہے۔

۴۔ لَعَمْرُكَ، مَا بِالأَرْضِ ضِيقٌ عَلَى امْرِئٍ سَرَى رَاهِباً أَوْ رَاغِباً وَهُوَ يَعْقِلُ

زمین بہت کشائش رکھتی ہے، اس میں ضرورت مندوں اور خوف کے ماروں، دونوں کے لئے بہت کشادگی ہے اور اس میں حاجت مند اپنی حاجتیں پوری کر سکتا ہے اور خوف زدہ اپنے حسبِ منشا مقام پر پناہ گزیں ہو سکتا ہے اور جفا گستروں کے مشقِ ستم سے اپنی صیانت کر سکتا ہے۔

۵۔ وَلِي دُونَكُمْ أَهْلُونَ سِيدٌ عَمَلَّسٌ وَأَرْقَطُ زُهْلُولٌ وَعَرْفَاءُ جَيْأَلُ

ان آبادیوں کو چھوڑ کر، وہاں کے باشندگان سے منہ موڑ کر اور تم لوگوں سے قطع تعلق کر کے میں نے جنگلی جانوروں کو اپنی ہم نشینی کے لئے چن لیا ہے اور وہ تیز رفتار طاقتور بھیڑیئے، دھاری دار چکنے چیتے اور بھاری بھرکم بجو ہیں، کیوں کہ یہ انسانوں کے مقابلہ میں زیادہ قابل بھروسہ ہیں۔

۶۔ هُــمُ الأهــلُ لامُسْتَــودَعُ السِــرِّ شَــائِـعٌ لَــدَيهِــمْ وَلَا الْــجَــانِــيُ بِـمَــا جَــرَّ يُـخْــذَلُ

ان وحشی جانوروں کوافراد خاندان قرار دینے کے بہت سے اسباب وعلل ہیں، ان میں سب سے اہم بنیادی سبب یہ ہے کہ یہ دوسروں کا راز افشا نہیں کرتے ہیں اور اگر کسی سے کوئی جرم سرزد ہو جائے تو اس کو جرائم کی بنیاد پر بے یارو مددگار نہیں چھوڑتے ہیں اور نہ اس کو دشمن کے حوالہ کرتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ جو سلوک چاہے کرے۔

۷۔ وَكُــلٌّ أَبِــيٌّ بَــاسِــلٌ غَيــرَ أَنَّــنــي إِذا عَــرَضَــتْ أُولَــى الــطَّــرائِــدِ أَبْسَــلُ

ہر ایک وحشی جانور سخت مضبوط اور بہادر ہے اور ذلت ورسوائی برداشت نہیں کرتا ہے، لیکن میرا معاملہ ان کی بہادری اور جواں مردی سے بڑھ کر ہے کہ جب میرا ان کا سامنا ہوتا ہے، ان سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے اور دو بہ دو مقابلہ ہو جاتا ہے تو میں بہادری میں سب سے بڑھ جاتا ہوں۔

۸۔ وإنْ مُــدَّتِ الأيْــدِيْ إِلــىٰ الــزَّادِ لَــمْ أَكُــنْ بِــأَعْــجَــلِهِــمْ إِذْ أَجْشَــعُ الْــقَــوْمِ أَعْــجَــلُ

شاعر اپنی قناعت پسند طبیعت اور لالچ نہ کرنے پر فخر کر رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ میں شکار کرنے میں مسابقت کرتا ہوں، لیکن اس کو تناول کرنے میں سبقت نہیں کرتا ہوں، کیوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ جو لوگ زاد راہ کی طرف ہاتھ تیزی سے بڑھاتے ہیں اور اس کو کھانے کے لئے جلدی کرتے ہیں اور دوسروں کا خیال نہیں رکھتے ہیں، وہ ہوس کے شکار ہوتے ہیں۔

۹۔ وَمَــا ذاكَ إلَّا بَسْــطَــةً عَــنْ تَــفَــضُّــلٍ عَــلَيْهِــمْ وَكَــانَ الْأَفْــضَــلَ الْــمُــتَــفَــضِّــلُ

کھانا تناول کرنے میں میرا پیچھے رہ جانا اور سبقت نہ کرنا، سخاوت اور اخلاق کی کشادگی کی وجہ سے ہے کیوں کہ میں ایسا کر کے ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا چاہتا ہوں اور یہ ہر ایک جانتا ہے کہ محسن غیر محسن کے مقابلہ میں افضل ہوتا ہے۔

۱۰۔ وَإنِّــيْ كَــفَــانِــيُ فَــقَــدُ مَــنْ لَيْــسَ جَــازِيــاً بِــحُسْــنَــى وَلاَ فِــى قُــرْبِــهِ مُتَــعَــلَّــلُ

اور مجھے ایسے شخص کے دور ہونے اور کھو دینے پر کوئی افسوس نہیں ہوتا ہے جو محسن کے احسان کی قدر نہ کر سکتا ہو اور اس کے احسان کا بدلہ بھلائی اور حسن سلوک سے نہ دے سکتا ہو اور نہ ایسے شخص کی قربت کی خواہش ہوتی ہے اور اس سے ملاقات کے لئے دل مائل ہوتا ہے جس کی سرشت وطینت میں بھلائی نہ ہو۔

۱۱۔ ثَلاثَةُ أَصْــحَــابٍ فُــؤَادٌ مُشَيَّــعٌ وَأَبْيَــضُ إِصْــلِيْــتٌ وَ صَــفْــرَاءُ عَيْــطَــلُ

اپنے اہل وعیال سے فراق وجدائی کے بعد میرے دوسرے احباب وساتھی ہو گئے ہیں، جن سے میں انتفاع کرتا ہوں اور وہ میرے لئے غم خواری کا سامان مہیا کرتے ہیں، ان میں سے ایک میرا بہادر اور مضبوط دل ہے، جو ہر پریشانی کے موقعہ پر مجھے کنٹرول میں رکھتا ہے اور مجھے حالات کا

مقابلہ کرنے کے لئے مضبوطی عطا کرتا ہے اور دوسرا میری بے نیام چمکتی ہوئی تلوار ہے، جو مصائب میں میری حفاظت کرتی ہے اور تیسری میری لمبی کمان ہے جو کوئی بھی دشمن فاصلہ پر ہوتا ہے، وہ مجھے نقصان پہونچانا چاہتا ہے، ان سے حفاظت کرتی ہے اور ہر طرح سے میری دفاع کا سامان مہیا کرتی ہے اور ان پر میں ہر پریشانی کے لمحے میں بھروسہ کرتا ہوں۔

۱۲۔ هَتُوفٌ مِنَ الْمُلْسِ الْمُتُونِ يَزِينُهَا رَصَائِعُ قَدْ نِيطَتْ عَلَيْهَا وَ مِحْمَلُ

شاعر کمان کی صفت بیان کررہا ہے کہ جب اس کمان سے تیر پھینکا جائے تو اس سے زناٹے دار آواز نکلتی ہے اور کمان زیورات سے مزین وآراستہ ہے اور اس کے علاوہ تلوار لٹکانے کا پرتلہ بھی ہے۔

۱۳۔ اِذا زَلَّ عَنْهَا السَّهْمُ حَنَّتْ كَأَنَّهَا مُرَزَّأَةٌ ثَكْلَىٰ تُرِنُّ وتُعْوِلُ

جب اس کمان سے تیر نکلتا ہے، تو اس کی حالت ایک ایسی عورت کی طرح ہوجاتی ہے، جس پر بہت مصیبت آئی ہو اور وہ بے چین ومضطرب ہوکر آواز بلند کرکے روئے اور واویلا مچائے، اسی طرح اس کمان سے آوازیں نکلتی ہیں اور اس سے تیر بہت تیزی سے نکلتا ہے اور مقابل کو گھائل کردیتا ہے۔

۱۴۔ وَلَسْتُ بِمِهْيَافٍ يُعَشِّي سَوَامَهُ مُجَدَّعَةً سُقْبَانُهَا وَ هِيَ بُهَّلُ

یہاں سے اپنی توصیف کی شروعات کرتا ہے، جس میں اپنے مناقب وفضائل کو شمار کراتا ہے، جو درحقیقت ایک بدوی نوجوان کی امتیازی شان ہے، اس میں اپنے خاندانی شرافت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک چرواہا نہیں ہوں جو اپنی کمزور، سوکھی اور مریل اونٹیوں کو رات گئے چراتا رہتا ہے اور ان کے بچوں کو خراب غذائیں ملتی ہیں، ماں کا دودھ نصیب نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ ان کی مائیں سوکھی اور مریل ہیں۔ ان میں دودھ ہی نہیں ہوتا ہے، جن سے ان کے بچے سیرابی حاصل کریں اور بھوک کا مداوا کرسکیں۔

۱۵۔ وَلَا جُبَّأٍ أكْهَىٰ مُرِبٍّ بِعِرْسِهِ يُطَالِعُهَا فِيْ شَأْنِهِ كَيْفَ يَفْعَلُ

شاعر اپنے اعلیٰ صفات کو بیان کررہا ہے کہ میں بلند اخلاق ہوں، مجھ میں سستی اور بزدلی نہیں ہے، میں خود صاحب رائے ہوں اور ایسا نہیں ہوں جو معاملات میں عمدہ رائے نہ رکھتا ہو اور اپنی بیوی کے ساتھ گھر میں پڑا رہتا ہو اور ہر معاملہ میں ان سے مشورہ کرتا ہو، کیوں کہ جو اپنے معاملات میں عورتوں سے مشورہ کرتا ہے، وہ صاحب رائے نہیں ہوتا ہے، اس کی عقل ناقص سمجھی جاتی ہے اور وہ باوزن اور باوقار نہیں سمجھا جاتا ہے۔

۱۶۔ وَلَا خَرِقٍ هَيْقٍ كَأَنَّ فُؤَادَهُ يَظَلُّ بِهِ الْمُكَّاءُ يَعْلُو وَيَسْفُلُ

میں خوف زدہ اور بے وقوف نہیں ہوں، جس کا دل شتر مرغ کی طرح ہو اور وہ مکاء پرندہ کے حرکت دینے سے بھی لرزنے لگتا ہو اور چڑیا کی

طرح ڈرپوک اور خوف کا مارا ہوا اور معمولی باتوں کی وجہ سے اس پر کپکپی اور لرزہ طاری ہو جاتا ہے، کہ اب پتہ نہیں کیا معاملہ پیش آجائے، بلکہ میں دل کا مضبوط اور ارادہ کا پختہ ہوں، جو مصائب کے سامنے ڈٹ جاتا ہو اور ہر طوفان سے ٹکرا جاتا ہو اور اس طوفان کے رخ کو پھیر دینے والا ہو۔

۱۷۔ ولاَ خَـــــالِفٍ دارِیّةٍ مُتَـــعَــــزِّلٍ   یَــرُوْحُ وَ یَــغْــدُوْ دَاهِــنـــاً یَتَــکَــحَّــلُ

شاعر کہہ رہا ہے کہ میں سست نہیں ہوں جو اپنے گھر میں پڑا رہتا ہو اور عورتوں سے عشق و محبت اور اس سے دل لگی میں لگا رہتا ہو اور ان سے مشابہت اختیار کرنے والا بھی نہیں ہوں کیوں کہ جو ان سے مشابہت اختیار کرتا ہے، اس کو تیل و سرمہ اور دیگر بننے، سنورنے کی اشیاء استعمال کرنے سے فرصت نہیں ملتی ہے، بلکہ بہادری اور مردانگی کے جوہر سے متصف ہوں اور اسی کی مشغولیت مجھے اطمینان کا سامان فراہم کرتی ہے اور وہی میرے لئے باعث امتنان ہوتا ہے۔

۱۸۔ وَلَســـتُ بِــعَــلٍّ شـــرُّہ دُوْنَ خَیْـــرِہٖ   أَلَفَّ اِذَا مَـــا رُعْتَـــہ اِهْتَـــاجَ أعَـــزَلُ

شاعر یہ کہنا چاہتا ہے کہ میں بہت نیک اور ستودہ صفات ہوں، میرا شر بہت کم درجہ کا ہے اور بھلائی و خیر کے صفات مجھ میں بدرجۂ اتم موجود ہیں اور نہ میں عاجز و ضعیف ہوں کہ جب تم مجھ کو ڈراؤ تو میں خوف زدہ ہو جاؤں، بلکہ بہادر و نڈر رہوں اور نہ نہتا رہتا ہوں کہ کوئی بھی اور کہیں بھی ہمارے لئے مضرت رساں بن جائے، بلکہ ہر وقت ہتھیار بند رہتا ہوں، تاکہ کوئی مقابلہ کے لئے آئے تو اس کا مقابلہ کر سکوں، اپنا دفاع کر سکوں اور اس کے شر سے اپنی صیانت کر سکوں۔

۱۹۔ وَلسُـــتُ بِــمِــحْیَـــارِ الــظِّلَامِ اِذَا انْتَــحَــتْ   هُـــدی الهَـــوْجَــلِ الــعسِیُفِ بَهْــمــاءُ هَــوْجَــلُ

میں بہت بہادر ہوں، اگر ہولناک جنگل میں جاتا ہوں، تو اس کی ہولناکی سے نہ حیران ہوتا ہوں اور نہ دہشت زدہ اور اگر کوئی لمبا تڑنگا غیر معروف بے وقوف اپنی راہ سے بھٹک جائے تو اس کو پریشانی لاحق ہو جاتی ہے اور میں ایسا شجاع و جری ہوں کہ میں ہر حال میں اور ہر موقعہ پر بسالت کے جوہر دکھاتا ہوں اور جہاں پر دوسرے حیرانی کا شکار ہو جاتے ہیں، وہاں میں شعور و آگہی کو کام میں لاتا ہوں اور بروقت صحیح فیصلہ کر کے تحیر و پریشانی اور پشیمانی سے اپنے کو دور رکھتا ہوں۔

۲۰۔ اِذا الْاُ مُــعَــزُ الــصُّوّانُ لَاقــیٰ مَــنَــاسِــمِيُ   تَـــطَـــایَـــرَ مِــنُـــهُ قَـــادِحٌ وَ مُــفَـــلَّــلُ

شاعر اپنی سواری کے جانور کے کھروں کی سختی کو بیان کر رہا ہے کہ اس کے کھر سخت زمین میں بھی اثر انداز ہوتے ہیں، وہ ذکر کرتا ہے کہ جب وہ پتھریلی زمین کو روندتے ہیں، تو اس کے ٹاپوں کی دھمک سے اور ٹکر کی سختی سے وہ پتھر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور کبھی ان کے ٹکرانے سے چنگاریاں نکلتی ہیں اور ٹوٹ کر ان میں بکھراؤ پیدا ہو جاتا ہے۔

5.8

معلومات کی جانچ:

۱۔ عرب کے معاشرہ میں شعراء کتنی قسم کے تھے؟

۲۔ شنفری نے صعلوک بننے کے بعد کونسا پیشہ اپنایا؟

۳۔ شنفری کے والد کا کیا نام تھا؟

۴۔ شنفری کے والد کو کس نے قتل کیا؟

۵۔ شنفری کے والد کو کس حالت میں قتل کیا گیا؟

۶۔ شنفری کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟

۷۔ شنفری کس قبیلہ میں غلامی کی حالت میں رہا؟

۸۔ دوسرے لوگ کیوں شنفری کے قتل کے خواہاں تھے؟

۹۔ شنفری کے ہاتھ کو کس نے کندھے سے الگ کیا؟

۱۰۔ شنفری نے ''اِنّمَا النَّشِیدُ عَلَی المَسَرَّۃِ'' کس موقعہ پر کہا؟

۱۱۔ ''لامیۃ العرب'' میں کتنے اشعار ہیں؟

۱۲۔ ربیعہ کون تھا؟

۱۳۔ جابر بن حرام کون تھا؟

۱۴۔ شنفری نے لڑکی کو کیا کہا جس سے ناراض ہو کر اس نے شنفری کو طمانچہ رسید کیا؟

۱۵۔ شنفری لڑکی اور اس کے گھر والے کو کیا مقام دیتا تھا؟

5.9

خلاصہ:

شنفری جاہلی دور کی شاعری کا ایک نمایاں نام ہے اور صعالیک شعراء میں اس کا مقام بلند ہے، اس کے باپ ربیعہ بن الأوس الأزدی کو جابر بن حرام ازدی نے حالت احرام میں بڑی بے دردی سے قتل کر دیا، چونکہ یہ ایک غریب آدمی تھا، اس کے خون کا بدلہ شنفری کے رشتہ داروں نے نہ لیا اور اس کے باپ کے قتل ہوتے ہی سبھوں نے ان سے نگاہیں پھیرلیں، اس کی ماں اس کو اور اس کے چھوٹے بھائی کو لے کر چند دن سسرال میں رہی، لیکن کسی نے ان مصیبت کے ماروں کا خیال نہ رکھا، تو اس کی ماں سسرال والوں سے مایوس ہوگئی اور اپنے بچوں کو لے کر اپنے میکہ قبیلہ فہم میں آ گئی۔ لیکن اس کے قبیلہ کی حالت بھی دوسرے عرب قبائل کی طرح پتلی تھی۔ اس لئے ان لوگوں کو وہاں نہ سکون ملا اور نہ عزت ملی، اسی نکبت کی حالت میں وہ بڑھا اور ذلت وخواری کی حالت میں جوانی کی دہلیز پر پہونچا، تو اپنے دادیہالی اور نانیہالی رشتہ داروں کی بے اعتنائیوں کو دیکھا اور جوان ہوا، تو عزیز واقارب اور معاشرہ کے خلاف عداوت کے جذبات پیدا ہوئے، کیوں کہ ظالم سوسائٹی نے ان لوگوں کی کس مپرسی کی حالت کو دیکھا اور ان مظلوموں کی دادرسی کے لئے کوئی آگے نہ بڑھا، تو اس نے ایسے ماحول اور ایسی سوسائٹی میں رہنا گوارہ نہ کیا، اور بیابانوں کو اپنا مسکن بنایا، اپنی عزت نفس، اپنے وجود کے ثبوت اور اپنی طاقت کے حصول میں منہمک رہا، خاندان اور عزیز واقارب کے رہنے کے باوجود ان کی بے توجہیوں کا شکار ہوا۔ اس سے اس کا حساس دل ٹوٹ گیا اور ان سے رشتہ توڑ لیا اور بیابانوں میں آوارہ پھرنے لگا، قتل وغارت گری اور رہزنی کے پیشہ کو اپنا لیا، اپنے کو تن بہ تقدیر چھوڑ دیا، ساری زندگی فاقہ اور بدحالی میں گزار دی، بے گھر اور بے در رہا اور اسی پریشانی کی حالت میں جان دے دی۔

صعالیک شعراء میں شنفری کو بہت شہرت ملی، اس کے یہاں مضامین میں تنوع، سلاست وروانی پائی جاتی ہے اور غزل ووصف میں بہت باریکی، ہجر وفراق کی کہانی میں کرب پایا جاتا ہے، اس کی شاعری میں مدح، فخر وحماسہ، وصف، حکمت وفلسفہ، عزت نفس اور خودداری وغیرہ اصناف پائے جاتے ہیں۔

شنفری کا مشہور قصیدہ جس نے اس کو سرمدی زندگی عطا کردی، وہ لامیۃ العرب ہے، حالانکہ اس ردیف وقافیہ میں بڑے بڑے شعراء نے اپنی جولانی دکھائی، ان میں سب سے نمایاں درجہ ''الملك الضليل'' امرؤالقیس کا ہے، امرؤالقیس کے معلقہ کا درجہ بہت بلند ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کو لامیۃ العرب کا لقب نہ ملا، لامیۃ العرب میں اڑسٹھ (68) اشعار ہیں، اس میں شنفری نے اپنی حالتِ زار اور اپنے ہی جیسے خانماں برباد نوجوانوں کی زندگی کا نقشہ بڑے دل آویز انداز میں کھینچا ہے اور اس میں بغیر تشبیب کے بات کی شروعات کر دی ہے، جو عرب شعراء کے اندازِ بیان سے بالکل الگ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو باپ کے قتل کے بعد نہ دادیہال والوں اور نہ نانیہال والوں سے کوئی مساعدت ملی، اس کے برخلاف ان لوگوں نے اس کو بے چارگی اور غربت کے طعنوں سے نوازا اور اس میں ان کا انداز انتہائی ہتک آمیز ہوا کرتا تھا، جس سے اس کا معصوم دل بری طرح زخمی ہوا اور اپنے قصیدہ لامیۃ العرب میں اپنے نانیہال والوں کو مخاطب کرتا ہے اور اس میں یہ کہتا ہے کہ تم نے میرے ساتھ عدم التفاتی سے کام لیا اور میری بے وقعتی میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا، اس لئے میں تمہیں چھوڑ کر

ہمیشہ کے لئے جا رہا ہوں، کیوں کہ زمانہ بے رحم ہے اور عزیز بے درد ہیں، تم لوگوں کو چھوڑ کر جنگلی جانوروں کے ساتھ زندگی گزارنے جا رہا ہوں، وہاں میں ہوں گا اور ریگستانوں کی پنہائیاں اور وسعتیں۔ وہاں اس کو اپنے ہی جیسے چند نوجوان اور مل گئے، جو تمام بہادر بدوی تھے، ان کا نہ گھر تھا، نہ در، نہ کوئی غمگسار اور نہ کوئی پرسانِ حال، انہوں نے اپنی غیرت مند طبیعت کے پیش نظر ریگستانوں میں نکبت کی زندگی گزار دیئے۔ بھوکے پیاسے صحراء کی گرمی کی حدت برداشت کئے اور ایک موہوم منزل کی طرف رواں دواں رہے، تا کہ کہیں سے کچھ میسر آ جائے، تو اس کے سہارے اپنی زندگی کے پہیئے کو آگے بڑھا سکیں، ایسی حالت میں اگر کہیں سے شکار مل جاتا، تو زندگی کی گاڑی اور آگے کی طرف کھنچ جاتی، ایسے جاں گسل لمحات میں شنفری غربت وافلاس اور فقر و فاقہ کے باوجود اپنی غیور طبیعت کے پیش نظر دوسروں سے پہلے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا اور دوسروں کو اپنے اوپر سبقت دے کر ان پر ایثار کا رویہ اپناتا۔

اس آفاقی قصیدہ میں اس نے اپنی چند اہم صفات کا ذکر بڑے اچھوتے انداز میں کیا ہے، وہ کچھ اس طرح ہیں۔

وہ ایک عالی نسب اور شریف خاندان کا فرد ہے، بسالت وشجاعت سے متصف ہے، عیش کوشی اور عورتوں کی ملاعبت سے دور، ہتھیار بند، مدتوں بھوکا پیاسا ہونے کے باوجود کسی کے آگے دست سوال کی درازی سے مجتنب ہے، قناعت پسند ہے، مصیبت کی حالت میں بھی دوسروں سے احسان لینا گوارا نہیں کرتا ہے، سدا پریشانیوں کا سامنا کرتا رہا، شدید برفیلی راتوں اور آگ برسانے والے سخت تمازت کے دنوں میں معرکوں میں شرکت کی اور جنگلوں میں کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور پامردی سے شدائد کا مقابلہ کیا اور بسا اوقات انتہائی تکلیف دہ موسموں میں دھوپ کی شدت سے آگ کے انگاروں کی طرح کھولتے ہوئے چٹیل میدانوں کو دوڑ کر عبور کیا اور صحرانوردی اور بادیہ پیمائی کرتا رہا اور اسی کس مپرسی کی حالت میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

5.10

نمونہ کے امتحانی سوالات:

۱۔ صعلوک کس کو کہتے ہیں؟

۲۔ شنفری کے قصیدہ کولامیۃ العرب کا درجہ کس وجہ سے ملا؟

۳۔ عرب کے معاشرہ میں شاعر کا کیا مقام تھا؟

۴۔ شنفری نے صعلوکیت کو کیوں اختیار کیا؟ تبصرہ کیجئے۔

۵۔ صعالیک کا سوسائٹی کے لوگوں کے بارے میں کیا خیال تھا؟ اپنی رائے دیتے ہوئے تبصرہ کیجئے۔

۶۔ شنفری کے قصیدہ لامیۃ العرب کے مضامین کو تفصیل سے بیان کیجئے۔

۷۔ شنفری کے والد کا خون بہا کیوں نہیں لیا گیا؟ تفصیلی تبصرہ کیجئے۔

۸۔ شنفری کو کیوں غلامی کا احساس ہوا؟ تفصیل سے بیان کیجئے۔

۹۔ شنفری نے سو آدمی کے قتل کی کیوں قسم کھائی؟

۱۰۔ شنفری کی شاعری کی ابتداء کس طرح ہوئی؟

۱۱۔ شنفری کیسے گرفتار ہوا؟

۱۲۔ دور اندیش لوگ شنفری سے کیوں صلح چاہتے تھے؟

۱۳۔ شنفری نے کیوں تدفین کو ناپسند کیا؟ تبصرہ کیجئے۔

۱۴۔ شنفری کی شاعری کی خصوصیات پر ایک مفصل مضمون تحریر کیجئے۔

۱۵۔ شنفری ایک بہادر بدوی شاعر تھا؟ اپنی رائے دیجئے۔

۱۶۔ شنفری نے کسی کے آگے ہاتھ کیوں نہیں پھیلایا؟ اس پر ایک مضمون لکھئے۔

5.11

فرہنگ:

أَقِيمُوا: فعل امر، ج؛ تیار کرو۔

أمّ: ماں، دادی، جڑ، اصل، ج: أمّات، أمهات۔

صدر: ہر چیز کا پہلا حصہ، سینہ، ج: صدور

مَطِيّة: سواری، ج: مَطِيّ، و مطايا، مذکر مؤنث دونوں کے لئے۔

قَوم: قوم، جماعت، ج:أقوام۔

أمْيَل: اسم تفضیل،؛ بہت زیادہ مائل ہونے والا، ج:أمايل۔

حُمَّت: واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول؛ مقدر کیا گیا۔

حَاجَة: ضرورت، ج: حَاجَات، و حَوَائج۔

الليل: رات، ج:ليالی۔

واللّيلُ مُقْمِر: کنایہ ہے اطمینان سے سفر کی تیاری سے، یا یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کی پوشیدگی کا ارادہ نہیں ہے۔

شُدَّت: واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول: باندھا جا چکا۔

طِيّة: حاجت، نیت، ج: طِيَّات۔

رَحْل: کجاوہ، ج:أرْحُل، و رِحال۔

مَنْأىً: دور جگہ، ج: مَنَائِي۔

القِلَى: بغض، ناراضگی، کینہ۔

مُتَعَزَّل: اسم ظرف، تنہائی کی جگہ۔

مُتَحوَّل: اسم ظرف، پھرنے کی جگہ۔

ضِيق: تنگی، سختی، رنج وغم۔

سَرىٰ: رات میں چلنا۔

رَاغِباً: حال ہے؛ رغبت، شوق۔

رَاهِباً: حال ہے،خوف،خوف زدہ۔

يَعْقِلُ: واحد مذکر غائب،مضارع معروف،وہ سمجھتا ہے۔

أَهْل: خاندان،رشتہ دار،ج: أَهْلُون، آهال۔

السِّيد: بھیڑیا،شیر،ج:سِيدَان۔

عَمَلَّس: بڑا خوفناک،تیز چلنے کی طاقت رکھنے والا۔

أَرُقَط: چیتا،چتکبرا جانور،ج: رُقْط۔

الزُّهْلُول: چکنا،ہر چکنی چیز،ج:زَهَالِيل۔

عَرْفَاء: بجّو۔

جَيْئَل: بجّو،بھاری بھرکم بد بودار بجّو۔

ذَائِع: افشاء،فاش،ظاہر۔

سِرّ: بھید،راز،ج:أسرار۔

مُسْتَوْدِع السِّر: رازدار،راز رکھنے والا۔

الجانی: گنہگار،مجرم،ج:جُناة۔

جَرّ: کھینچنا۔

يُخْذَل: واحد مذکر غائب،مضارع مجہول،بے سہارا چھوڑ دیا جاتا ہے۔

أبِيّ: خوددار،غیور۔

بَاسِل: بہادر۔

عَرَضَت: واحد مؤنث غائب،ماضی معروف؛پیش آئی۔

طَرِيدَة: شکار جس کا تعاقب کیا جائے،ج:طَرَائِد۔

مُدَّت: واحد مؤنث غائب،ماضی مجہول،؛بڑھایا گیا۔

يَد: ہاتھ،ج:أَيْدِی، يَدِیّ، أَيَادِی۔

زَاد: توشہ،زادراہ،ج:اَزواد، أزْوِدَة۔

أعْجَل: اسم تفضیل،بہت جلدی کرنے والا۔

أَجْشَع: اسم تفضیل؛بہت حریص۔

بَسْطَة: کشائش۔

تَفَضَّل: **مہربانی**

اَفْضَل: **ممتاز، باکمال، ج:** أفضلون، أفاضل۔

المُتَفَضّل: **فضیلت والا۔**

كَفانِي: **واحد مذکر غائب، ماضی معروف، وہ مجھ کو کافی ہوگئی۔**

حُسنی: **اُحسن کی تانیث، اسم تفضیل؛ بہتر، عمدہ، ج:** حُسنَیات، حُسَن۔

متعلّل: **غم ومشقت سے راحت۔**

فؤاد: **دل، ج:** أفئِدَۃ۔

مُشَیّع: **ہم نوا، مضبوط وبہادر۔**

اِصْلِیت: **پختہ کار، تیز مزاج، ج:** أصالیت۔

عَیطَل: **دراز گردن والا، لمبی کمان، ج:** عواطل، عُطّل۔

هَتوف: **مذکر ومؤنث دونوں کے لئے، بلند آواز سے چیخنے والا۔**

اَملَس: **چکنا، ملائم، ج:** مُلس۔

مَتُن: **پیٹھ، کمر، ج:** مِتَان ومُتُون۔

زَانَه: (ض) زَیناً: **سجانا۔**

رصیعة: **جڑاؤ زیور، ج:** رَصَائع۔

نِیُطَت عَلَیها: **واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول؛ اس پر سجائے گئے۔**

مِحمَل: **تلوار کا پرتلہ، ج:** محامل۔

اِذا زَلَّ عَنهَا السَّهمُ: **جب اس سے تیر نکلتا ہے۔**

حَنَّت: **واحد مؤنث غائب، ماضی معروف؛ آواز نکلی۔**

مُرَزَّأة: **مصیبت کی ماری۔**

ثَکلیٰ: **جس کا بچہ مفقود ہو۔**

تُرِنّ: **واحد مؤنث غائب، مضارع معروف، زور سے روتی ہے۔**

تُعوِل: **واحد مؤنث غائب، مضارع معروف؛ بلبلاتی ہے۔**

مِهیَاف: **بہت جلد پیاسا ہونے والا، ج:** مَهَاییف۔

سَوَام: **چراگاہ میں چرنے والا مویشی، ج:** سوائم۔

مُجدّعة: **ناک کٹا جانور، خراب غذا۔**

سُقَب: **اونٹنی کا نوزائیدہ نر بچہ، ج:** أ سُقُب، سُقُوب، سِقاب، سُقُبان۔

باھِل: **نہتا، ج:** بُھّل۔

الجُبَّاء: **بزدل۔**

اَکھیٰ: **بداخلاق۔**

مُرِبّ: **مقیم۔**

عِرس: **بیوی، ج:** أعراس۔

خرِق: **ڈرپوک۔**

ھَیق: **شترمرغ، ج:** اَھیاق، ھُیُوق۔

یَظَلّ به: **واحد مذکر غائب، مضارع معروف، اس کا دل کانپتا رہتا ہے، (یہ مرادی معنی ہے)**

مُکّاء: **پرکشش سیٹی بجانے والا ایک سفید رنگ کا جنگلی پرندہ، ج:** مَکاکِیّ۔

یَعْلُو: **واحد مذکر غائب، مضارع معروف، بلند ہوتا ہے۔**

یَسفُل: **واحد مذکر غائب، مضارع معروف، نیچے لاتا ہے۔**

خَالِف: **جس میں خیر نہ ہو، لاخیرا۔**

دَارِیّة: **گھر میں پڑا رہنے والا۔**

دَاھِناً: **یہ حال ہے، تیل لگا کر۔**

یَتَکَحّل: **حال ہے، سرمہ لگا کر۔**

عَلّ: **عورتوں سے بکثرت ملنے والا، لاخیرا، ج:** عِلَال۔

اَلَفّ: **عاجز و کمزور۔**

اِھتاج: **مراد؛ ڈر جانا۔**

أعزَل: **نہتا، ج:** عُزُل و عُزَّل۔

مِحیَار: **مبالغہ کا صیغہ، متحیر۔**

الظّلام: **تاریکی۔**

اِنتَحَت: **قصد کیا۔**

ھُدَیٰ: **ہدایت۔**

هَوجَل: لمبا آدمی جس میں سمجھ نہ ہو۔

عسیف: بغیر رہنمائی کے چلنے والا، ج:عُسَفاء،عَسِفَة

بَهماء: صحراء، ج:بُهُم۔

الأمعَز: پتھریلی سخت زمین، ج:مُعز، أماعِز۔

الصوّان: چکنا ہموار پتھر۔

مَنسِم: اونٹ کے کھر، ج: مَنَاسِم

تطاير: لمبا ہونا۔

قادح: آگ لگانے والا۔

مفلّل: متکسر، بکھرا ہوا، ٹوٹا ہوا۔

5.12

سفارش کردہ کتابیں:

۱۔ الشعراء الصعالیك: الدکتور حسین عطوان، مجلة العربی، **ماہ اکتوبر 1971ء۔**

۲۔ الشعراء الصعالیك: الدکتور خلیف، مطبوعہ مصر۔

۳۔ المفضلیات: ابن ضبی، شرح الأنباری، **تحقیق کارلوس یعقوب لائل۔**

۴۔ خزانة الأدب ولب لباب لسان العرب: البغدادی۔

۵۔ شهامة الأدب فی شرح لامية العرب: عطاء الله بن احمد عطاء الله بن احمد المصری ثم المکی۔

۶۔ تفریح الکرب عن قلوب أهل الأرب فی معرفة لامية العرب:محمد بن قاسم بن داکور المغربی۔

۷۔ شرح لامية العرب: محمود بن عمر الزمخشری۔

۸۔ **عربی ادب کی تاریخ، جلداول: عبدالحلیم ندوی۔**

۹۔ تاریخ آداب اللغة العربية: جرجی زیدان، ج۲۔

۱۰۔ کتاب الامالی: ابوعلی القالی، ج۱، ص۱۰۷، منشورات المکتب الإسلامی، مکة المکرمة۔